نومسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا جائزہ

(مقالہ برائے ایم۔ فل، علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

فضیلہ

ایم فل سکالر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

رجسٹریشن نمبر 17 MPhil/IS/S22

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

جولائی، 2024ء

نومسلم خاندانوں کودرپیش عائلی اور قانونی مسائل : صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا جائزہ

(مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

فضیلہ

ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

رجسٹریشن نمبر: 17 MPhil/IS/S22

نگران مقالہ

ڈاکٹر الطاف احمد

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

نمل، اسلام آباد

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

جولائی، 2024

©(فضیلہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

مقالہ کا دفاع اور منظوری فارم

(Thesis and Defense Approval Form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے،وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی اف سوشل سائنسز سے اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا جائزہ**

Family and Legal Issues Faced By New-Muslim Families

A Review of Selected Districts of Sindh Province.

نام ڈگری: **ماسٹر آف فلاسفی علوم اسلامیہ**

نام مقالہ نگار: فضیلہ

رجسٹریشن نمبر: 17 MPhil/IS/S22

اسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر الطاف احمد ______________

(نگران مقالہ) دستخط نگران مقالہ

ڈاکٹر ریاض احمد سعید ______________

(صدر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت) دستخط صدر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض شاد ______________

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

تاریخ: ______________

حلف نامہ

(Declaration form)

میں فضیلہ ولد محمد عمر

رجسٹریشن نمبر: 17 MPhil/IS/S22

طالبہ، ایم فل، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ

مقالہ بعنوان: **نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا جائزہ**

Family and Legal Issues Faced By New-Muslim Families

A Review of Selected Districts of Sindh Province

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور **ڈاکٹر الطاف احمد** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کرایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

میں اس بات کو جانتی ہوں کہ ایچ ای سی (HEC) اور نمل (NUML) علمی سرقہ (Plagiarism) کے حوالے سے عدم برداشت کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہے۔ اس لیے بطور مقالہ نگار اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ یہ میرا ذاتی علمی کام ہے۔ اس مقالہ کا کوئی حصہ بھی سرقہ شدہ نہیں ہے۔ اور میں نے جہاں سے بھی کسی علمی کام کو اپنے مقالے میں شامل کیا ہے اس کا باقاعدہ حوالہ دیا ہے۔ میں اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ اگر میرے مقالے میں کسی بھی قسم کا باقاعدہ علمی سرقہ پایا جائے تو یونیورسٹی میری ڈگری کو ختم کرنے/واپس لینے کا اختیار رکھتی ہے۔

نام مقالہ نگار: **فضیلہ**

دستخط مقالہ نگار: ____________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، نمل، اسلام آباد

(Abstract)

Pakistan is a multicultural country with diverse religions and ethnic groups, facing various social issues. Among these are the challenges encountered by newly converted Muslim families residing in the Sindh region. This research focuses on the selected districts of Sukkur Division, including Sukkur District, Khairpur Mirs District, and Ghotki District, to examine the difficulties and legal issues faced by these families. The primary aim is to determine whether their conversion to Islam was voluntary or under coercion.This study addresses gaps in previous research on newly converted individuals in Pakistan and sheds light on the familial and legal challenges they encounter. By highlighting issues such as religious conversion, identity crises, and subsequent family and legal problems, the research provides valuable policy recommendations for policymakers, lawyers, and religious leaders.Data collection is based on both qualitative and quantitative methodologies, including narratives from newly converted families, surveys, interviews, and an analysis of legal records. By the end of the study, a comprehensive record of the legal challenges faced by newly converted families in the selected districts of Sindh is presented. This research supports religious diversity in Pakistan and aims to assist newly converted families in overcoming discrimination by religious institutions.

Keywords: Newly converted Muslims, Sindh, Sukkur Division, familial issues, legal challenges, religious conversion, identity crisis, Pakistan.

(ملخصِ مقالہ)

پاکستان ایک کثیر الثقافتی ملک ہے جہاں مختلف مذاہب اور نسلی گروہ موجود ہیں، اور یہاں سماجی مسائل بھی پائے جاتے ہیں۔ ایسے ہی مسائل کا سامنا سندھ کے علاقے میں رہنے والے نو مسلم خاندانوں کو ہوتا ہے۔ یہ تحقیق سکھر ڈویژن، کے منتخب اضلاع ضلع سکھر، ضلع، خیر پور میرس اور ضلع، گھوٹکی میں بسنے والے نو مسلم خاندانوں کو درپیش مشکلات اور قانونی سوالات کا جائزہ لینے کے لیے کی گئی ہے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد یہ جانچنا ہے کہ ان خاندانوں کا قبولِ اسلام رضاکارانہ تھا یا کسی دباؤ کے تحت۔

یہ مطالعہ پاکستان میں نو مسلم افراد پر ہونے والے سابقہ تحقیقات میں موجود خلا کو پُر کرتا ہے اور نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی چیلنجز پر روشنی ڈالتا ہے۔ مذہب کی تبدیلی، شناختی بحران، اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خاندانی و قانونی مسائل کو اجاگر کرتے ہوئے، یہ تحقیق پالیسی سازوں، وکلا، اور مذہبی رہنماؤں کے لیے مفید پالیسی رہنما خطوط فراہم کرتی ہے۔

معیاری اور مقداری طریقوں کے ذریعے ڈیٹا اکٹھا کیا گیا ہے، جن میں نئے نو مسلم خاندانوں کے بیانات، سروے، انٹرویوز، اور قانونی ریکارڈز کا تجزیہ شامل ہے۔ اس تحقیق کے اختتام پر سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندانوں کو درپیش قانونی مسائل کا جامع ریکارڈ پیش کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق پاکستان میں مذہبی تنوع کی حمایت کرتی ہے اور نو مسلم خاندانوں کو مذہبی اداروں کی طرف سے ہونے والے امتیاز کا سامنا کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ: نو مسلم، پاکستان، سندھ، عائلی مسائل، قانونی مسائل، تبدیلیٔ مذہب، شناخت کے مسائل

فہرست مضامین(Table of Contents)

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
vi	مقالہ کی منظوری کا فارم (Thesis Accepatance Form)	1.
V	حلف نامہ (Declaration)	2.
vi	مخلص (Abstract)	3.
VIII	فہرست عنوانات (Table of Contents)	4.
x	اظہارِ تشکر (Acknowledgements)	5.
xi	انتساب(Dedication)	6.
1	**باب اول: موضوعِ تحقیق سے متعلق بنیادی و تعارفی مباحث**	7.
2	**فصل اول:** موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمت	8.
4	**فصل دوم:** سابقہ تحقیق، جواز تحقیق، اور تحقیقی خلا	9.
11	**فصل سوم:** مقاصد تحقیق، سوالات تحقیق اور منہج واسلوب	10.
13	**باب دوم: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندانوں کی مذہبی تبدیلی کی نوعیت**	11.
14	**فصل اول:** صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا تعارف	12.
41	**فصل دوم:** اسلام میں تبدیلِ مذہب کی نوعیت	13.
56	**فصل سوم:** صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں تبدیلِ مذہب کے اسباب ووجوہات	14.
73	**باب سوم: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندانوں کے عائلی اور قانونی مسائل**	15.
74	**فصل اول:** نو مسلم کو عائلی زندگی سے متعلق خاندانی مسائل	16.
103	**فصل دوم:** نو مسلم خاندانوں کو درپیش قانونی مسائل	17.
132	**فصل سوم:** مسلمانوں اور مسلم تنظیم کی طرف سے نو مسلموں سے تعاون اور اس کی ممکنہ صورتیں	18.
141	خلاصہ بحث	19.

142	نتائج	.20
144	سفارشات وتجاویز	.21
145	فہارس	.22
146	فہرستِ قرآنی آیات	.23
147	فہرستِ احادیث	.24
148	فہرستِ اعلام	.25
149	فہرستِ اماکن	.26
150	فہرستِ مصادر ومراجع	.27

اظہار تشکر(Acknowledgements)

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے اس کائنات کو وجود بخشااور درود و سلام ہو رسول اللہ ﷺ کی ذات پر جو تمام عالم کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے، اللہ رب العزت کا بہت کرم مجھ پر جس نے مجھ جیسی گناہ گار کو حضرت محمد ﷺ کے امتی ہونے کا شرف بخشااور بے شمار نعمتوں کے ساتھ حصولِ علم کے شوق سے نوازا۔

اللہ رب العزت نے مجھ پر احسان فرمایااور دین کی تعلیم و تعلم کے ساتھ نسبت عطافرمائی، اور تعلیمی سلسلے کا یہ ایک بڑا مرحلہ محض اپنے فضل و کرم سے مکمل کروایا۔ میں اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے کئی راتیں آنکھوں میں کاٹ کر مجھے پالا پوسا، جوان کیا، علم سے روشناس کروایااور جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی تو ان کے مصلے بچھ گئے اور میرے واسطے دعا کے لیے ہاتھ اٹھ گئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج میں ایم فل کی سطح کا تحقیقی مقالہ لکھ کر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں۔ میں نے اس تحقیقی مقالے میں صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل کے حوالے سے کام کیا ہے۔ یقیناً یہ کام بہت مشکل اور جدید نوعیت کا تھا، جس میں اللہ تعالی نے مجھے سرخرو کیا۔ خصوصاً سندھ کے ان پسماندہ علاقے میں موجود نو مسلم خاندانوں پر تحقیق کی جس پر آج تک کسی نے قلم نہ اٹھایا ہو وہاں اللہ نے مجھے ہمت دی اور مجھ سے یہ کام لیا۔ اس کام کی تکمیل کے لیے میں اپنے نگران ڈاکٹر الطاف احمد اسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم کا شکریہ ادا کرتی ہوں، اور اللہ تعالی کا یہ بڑا احسان رہا مجھ پر کہ اس مقالے کے مختلف مراحل میں **ڈاکٹر ریاض احمد سعید** (صدر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت) کی مکمل توجہ مجھے حاصل رہی، انہوں نے اپنی علمی مہارت اور ایمانداری سے میری رہنمائی کی اور بہت مدد کی۔ میں ان کی دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت انہیں دنیاو آخرت میں اپنے انعامات سے نوازے اور انہیں بہترین اجر دے۔ میں نمل یونیورسٹی کی ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے مقالہ لکھنے کا موقع فراہم کیا، علاوہ ازیں میں اپنے ان تمام اساتذہ کرام کی مشکور ہوں مقالہ کو مکمل کرنے میں ہر قدم پر میری مدد کی۔ اور اپنے تمام گھر والوں اور رشتہ داروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جن کی حوصلہ افزائی کی بنا پر میں اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکی۔ اور خصوصاً اپنی بہن کا شکریہ ادا نہ کرنا بھی انصاف نہ ہوگا، جو وقتاً فوقتاً پڑھائی اور کام کی تکمیل کے لیے ترغیب دیتی رہیں، اس کساتھ اپنے بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جو کسی بھی طرح میرے کام میں معاون رہے۔

فضیلہ

ایم۔فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ

انتساب(Dedication)

میں اپنا یہ مقالہ اپنی والدہ کے نام منسوب کرتی ہوں جن کی دعائیں، رہنمائی اور مدد کی بدولت یہ تحقیقی کام مکمل ہو سکا۔

باب اول

موضوعِ تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث

فصل اول: موضوع کا تعارف اور ضرورت و اہمیت

فصل دوم: سابقہ تحقیق، جواز تحقیق، اور تحقیقی خلا

فصل سوم: مقاصد تحقیق، سوالات تحقیق اور منہج و اسلوب

فصل اول

موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمیت

موضوعِ تحقیق کا تعارف:(Introduction To The Study)

پاکستان ایک کثیر الثقافتی ملک ہے جہاں مختلف مذاہب اور نسلوں کے لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں جو رنگ، نسل، عقائد اور خیالات کے لحاظ کے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جنہیں اکثر اوقات مختلف قسم کی پریشانیوں کا سامنا رہتا ہے،انہی میں ایک گروہ صوبہ سندھ میں رہنے والے نو مسلم خاندانوں کا ہے، جنہیں سماجی مشکلات کا سامنا ہے۔

صوبہ سندھ کے سات ڈویژن ہیں، جس میں ایک ڈویژن سکھر ہے، یہ مقالہ صوبہ سندھ کے سکھر ڈویژن کے منتخب اضلاع (ضلع سکھر، ضلع خیرپور میرس،اور ضلع گھوٹکی) میں رہنے والے نو مسلم خاندانوں کے اندر مخصوص آبادیوں کو درپیش عائلی و قانونی مسائل کو تلاش کرنے کے لیے ایک تحقیقی سفر کا آغاز ہے۔اس تحقیق کے ذریعے محقق کا مقصد یہ جانچنا ہے کہ نو مسلم افراد اپنی روزمرہ زندگی میں کن مسائل سے گزر رہے ہیں اور یہ بھی دیکھنا ہے کہ آیا انہوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا یا ان پر کسی قسم کا دباؤ ڈالا گیا۔

صوبہ سندھ میں ایک مخصوص نو مسلم آبادی رہائش پذیر ہے۔نو مسلم، جنہیں اسلام قبول کرنے والے بھی کہا جاتا ہے،نو مسلم ایسے افراد ہیں جنہوں نے پہلے مختلف مذہبی عقائد پر عمل کیا یا غیر مسلم خاندانوں میں پیدا ہونے کے بعد اسلام کو بطور اپنا دین و مذہب قبول کیا ہے۔ یہ تبدیلی عموماً ذاتی، سماجی یا روحانی وجوہات کی بنا پر ہوتی ہے اور ان کو مختلف قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کی باریک بینی سے جانچ ضروری ہے۔نو مسلم افراد پاکستان کے مسلم معاشرے میں اپنے نئے عقیدے کے ساتھ قدم رکھتے ہیں،اس وجہ سے انہیں پرانی برادری سے تناؤ اور نئی برادری میں قبولیت جیسے مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

اس تحقیق کا بنیادی مقصد عائلی و قانونی مسائل کا جائزہ لینا ہے جس سے صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندان دوچار ہیں۔حال ہی میں پاکستان میں نو مسلموں کے حقوق و مسائل، خصوصاً ان کے سماجی و قانونی حقوق اور ثقافتی شناخت کے تناظر میں مطالعہ کا رجحان بڑھا ہے۔اگرچہ اس موضوع پر کچھ مواد موجود ہے، لیکن زیادہ تر تحقیق عمومی نوعیت کی ہے جس میں نو مسلم خاندانوں کی مخصوص آبادیوں کا باریکی سے جائزہ نہیں لیا گیا۔اس تحقیق میں صوبہ سندھ اور اس کے اضلاع میں نو مسلموں کو درپیش مختلف مسائل پر توجہ مرکوز کر کے اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالہ میں تحقیقی مقاصد، تحقیقی سوالات، طریقہ کار اور نتائج کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالے کے اختتام تک، محقق کا مقصد صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع "سکھر، خیر پور میرس، اور گھوٹکی" میں نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل کا جامع تجزیہ فراہم کرنا ہے۔

ضرورت واہمیت:(Significance of the Study)

صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل پر یہ مطالعہ مختلف وجوہات کی بناپر اہم ہے۔

سب سے پہلے، اس تحقیق کے ذریعے پاکستان میں علاقائی سطح پر نو مسلم خاندانوں کی زندگی اور مسائل کو بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ اس مطالعہ سے ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ خاندان مذہبی تبدیلی اور شناخت کے حوالے سے کن چیلنجز کا سامنا کرتے ہیں، جس سے اس موضوع پر گہری بصیرت حاصل کی جاسکتی ہے۔

دوسرا، یہ تحقیق پالیسی سازوں، قانونی ماہرین اور وکلاء کے لیے عملی اہمیت رکھتی ہے۔ اس سے نو مسلم خاندانوں کے مسائل کو سمجھنے اور ان کے قانونی حقوق کا تحفظ کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ ساتھ ہی، یہ تحقیق مذہبی رہنماؤں اور کمیونٹی تنظیموں کو بھی رہنمائی فراہم کر سکتی ہے کہ وہ نو مسلم افراد کے روحانی سفر کو بہتر بنانے میں کیسے اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

تیسرا، یہ مطالعہ پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی اور فرقوں کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ نو مسلموں کے مسائل پر روشنی ڈال کر، یہ امید کی جاسکتی ہے کہ پاکستانی معاشرے میں نو مسلم کو زیادہ سے زیادہ تفہیم اور قبولیت حاصل ہو گی۔ نو مسلم کے حقوق اور ضروریات کو تسلیم کرنا ایک زیادہ جامع اور ہم آہنگ معاشرے کی تعمیر کی طرف ایک اہم قدم ہے۔

فصل دوم

سابقہ تحقیق، جواز تحقیق، اور ضروری خلا

دراسات سابقہ: (Literature Review)

اس موضوع سے متعلق سابقہ کام کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات سامنے آئی کہ صوبہ سندھ کے ضلع سکھر ضلع خیر پور میرس اور ضلع گھوٹکی کے نو مسلم خاندانوں کے عائلی و قانونی مسائل پر اس سے قبل تحقیقی کام نہیں ہوا ہے، جو تحقیقی کام نو مسلم افراد پر ہوا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- **مقالہ جات:**

1. اسلام کی عالمگیر قبولیت کے اسباب و محرکات، بیسویں صدی کے نو مسلموں کے حالات کا خصوصی مطالعہ

(مقالہ نگار: شمس الرحمن، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، جامعہ امپیریل کالج آف بزنس اسٹڈی لاہور 2019)

"اسلام کی عالمگیر قبولیت کے اسباب و محرکات، بیسویں صدی کے نو مسلموں کے حالات کا خصوصی مطالعہ" یہ ایک اہم تحقیقی مقالہ ہے، جو اسلام کی عالمی مقبولیت کے تاریخی، ثقافتی اور سماجی اسباب کا جائزہ لیتا ہے۔ اس مقالہ کے چند نمایاں پہلو یہ ہیں۔

اسلام کی مقبولیت کے بنیادی عوامل میں اس کی تعلیمات کی آفاقیت، مساوات پر مبنی نظام، اور عدل و انصاف شامل ہیں۔ اور اس مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے ہر نسل، قوم، اور طبقے کو مخاطب کیا ہے، جس کا مقصد ایک مشترکہ انسانیت کے قیام کی طرف دعوت دینا ہے۔ قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات نے اس پیغام کو تمام دنیا تک پھیلایا، بیسویں صدی میں نو مسلموں نے اسلام کو روحانی سکون، ذاتی اصلاح، اور سماجی انصاف کی تعلیمات کے باعث قبول کیا۔ ان میں زیادہ تر افراد نے اسلام کی عالمگیر مساوات اور اس کی صاف و شفاف توحیدی تعلیمات کو خاص طور پر سراہا۔ ان نو مسلموں نے اسلامی معاشرت میں علمی اور فکری پہلوؤں کا اضافہ کیا اور اسلام کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ اسلام نے نہ صرف مذہبی بلکہ سماجی اور ثقافتی پہلوؤں پر بھی مثبت اثرات مرتب کیے، جنہوں نے مختلف معاشروں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اسلامی اقدار جیسے مساوات، انسان دوستی، اور معاشرتی انصاف نے عالمی سطح پر لوگوں کو متاثر کیا۔ یہ چند اس مقالہ کے اہم پہلو تھے۔

2. قبول اسلام کے لیے بلوغت کا قانون سندھ اور اسلامی تعلیمات۔

(مقالہ نگار: نصرت جبین، مقالہ برائے بی ایس، جامعہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور 2017)

قبول اسلام کے لیے بلوغت کا قانون: سندھ اور اسلامی تعلیمات کے موضوع پر تحقیق میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سندھ اسمبلی نے ایک متنازع بل منظور کیا جس کے مطابق بلوغت کی عمر (18 سال) تک کسی فرد کو اسلام قبول کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس قانون کا مقصد جبری تبدیلی مذہب کے خلاف تحفظ فراہم کرنا بتایا گیا، لیکن ناقدین کے مطابق یہ اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہے، جو کسی بھی عمر میں قبول اسلام کی اجازت دیتے ہیں۔ اور اس مقالہ میں یہ بتایا گیا کہ اسلام میں قبولِ اسلام کے لیے کوئی عمر کی حد مقرر نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہر انسان فطری طور پر مسلمان پیدا ہوتا ہے، اور بالغ ہونے کے بعد کسی بھی وقت شعوری طور پر اسلام قبول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ عمر کی قید اسلامی اصولوں کی روح کے خلاف سمجھی جاتی ہے، اسلامی نظریہ اور بین الاقوامی قوانین کے مابین مطابقت کی کمی اس موضوع پر اختلافات کا باعث بنتی ہے۔ سندھ کے قانون کو اسلامی اصولوں اور آئینِ پاکستان کی روح سے دور سمجھا جاتا ہے، کیونکہ آئین پاکستان مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔

3. پاکستان میں نو مسلم افراد کی مشکلات اور ان کا حل

(مقالہ نگار: قطب نثار مقالہ برائے پی ایچ ڈی، جامعہ دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور 2017)

یہ مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے، اس مقالہ میں پاکستان کے نو مسلم افراد کی مشکلات اور ان کے حل کرنے کے حوالے سے بات کی گئی ہے، نو مسلم افراد کے انٹرویوز شامل کیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ نو مسلم افراد کو مختلف معاشرتی، معاشی، قانونی، اور دینی مشکلات کا سامنا ہیں اور اس کا حل اور تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

4. دور جدید میں نو مسلموں کے قبول اسلام کے اسباب و محرکات اور عصرِ حاضر میں اس کے اثرات۔

(مقالہ مگار: انیبہ بشارت، مقالہ برائے ایم فل، جامعہ لاہور گیریژن یونیورسٹی 2016)

مقالہ "دور جدید میں نو مسلموں کے قبول اسلام کے اسباب و محرکات اور عصرِ حاضر میں اس کے اثرات "نو مسلموں کے اسلام قبول کرنے کے عوامل اور اس کے موجودہ دور پر اثرات کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔ یہ مقالہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ اسلام کا پیغام کس طرح عالمی سطح پر لوگوں کو متاثر کر رہا ہے اور کس طرح یہ دورِ جدید کے چیلنجز کے باوجود پھیل رہا ہے۔

5. عصرِ حاضر میں قبول اسلام کے اسباب و محرکات: تجزیاتی مطالعہ

(مقالہ نگار: محمود خان، مقالہ برائے ایم فل، جامعہ گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ 2013)

یہ مقالہ "عصرِ حاضر میں قبول اسلام کے اسباب و محرکات: تجزیاتی مطالعہ" اسلام کی عالمی مقبولیت کے موجودہ دور میں وجوہات اور عوامل کا تجزیہ کرتا ہے۔ اس تحقیق میں درج ذیل نکات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

اسلام کی تعلیمات کی آفاقیت، انسانی مساوات، روحانی سکون، اور عدل و انصاف جیسے عوامل کو بنیادی اسباب کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں لوگ خاص طور پر سماجی مسائل اور مادی زندگی کی بے سکونی سے نجات کے لیے اسلام کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس تحقیق میں صوفیاء کرام کی تبلیغ، میڈیا اور بین الاقوامی سفارت کاری کے اثرات، اور مسلمانوں کے عملی رویوں کو بھی اہم محرکات کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس مقالے میں نو مسلموں کو درپیش مشکلات جیسے ثقافتی انضمام اور دینی تعلیمات کی کمی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ان چیلنجز کے ممکنہ حل کے لیے دینی اداروں اور سماجی تنظیموں کی تجاویز بھی دی گئی ہیں۔ یہ مقالہ ان وجوہات اور محرکات کا تجزیہ پیش کرتا ہے جو عصر حاضر میں لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

6. پاکستان میں نومسلموں کے سماجی مسائل اور اسلامی تعلیمات

(مقالہ نگار: راشد خلیل، مقالہ برائے ایم اے، جامعہ پنجاب یونیورسٹی 2012)

مقالہ "پاکستان میں نومسلموں کے سماجی مسائل اور اسلامی تعلیمات" سماجی اور دینی پہلوؤں سے نومسلموں کو درپیش چیلنجز پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ نومسلم افراد کو اپنی پرانی برادری سے علیحدگی اور نئی برادری میں قبولیت کا سامنا ہوتا ہے، قبول اسلام کے بعد اکثر نومسلم افراد دینی تعلیم اور رہنمائی سے محروم رہتے ہیں، جس سے ان کے لیے اسلامی اصولوں پر عمل کرنا مشکل ہو جاتا ہے، اس مقالہ میں اسلامی تعلیمات کے مطابق نومسلموں کو مکمل سماجی قبولیت، اخلاقی حمایت، اور مساوات فراہم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام بھائی چارے، انصاف، اور محبت کا پیغام دیتا ہے، جس سے ان کے سماجی مسائل حل کیے جا سکتے ہیں

7. نومسلم خواتین: قبول اسلام کے اسباب واثرات

(مقالہ نگار: رخسانہ نواز، مقالہ برائے ایم اے، جامعہ یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور 2008)

مقالہ نومسلم خواتین: قبول اسلام کے اسباب واثرات میں خواتین کے اسلام قبول کرنے کے محرکات اور ان کے سماجی و دینی اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس مقالہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ان خواتین کی زندگیوں میں نظم وضبط، عزت، اور روحانی سکون آتا ہے، جس کا مثبت اثر ان کے سماجی تعلقات اور معاشرت پر بھی پڑتا ہے۔

8. مغربی ممالک میں قبول اسلام

(مقالہ نگار: ام کلثوم، مقالہ برائے ایم فل، جامعہ یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور 2008)

"مغربی ممالک میں قبولِ اسلام" کے عنوان سے مقالہ محترمہ امِ کلثوم نے یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور سے ایم فل پروگرام کے تحت تحریر کیا ہے۔ یہ مقالہ اردو زبان میں ہے اور اس میں فقہی مسائل، اسلام کے فروغ، اور غیر مسلموں کو دعوتِ دین جیسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

- ## کتب:(Books)

1. ہم نے کیوں اسلام قبول کیا؟ مصنف: محمد انور بن اختر۔ ناشر: مکتبہ ارسلان، کراچی 2014ء

یہ کتاب ''ہم نے کیوں اسلام قبول کیا؟'' محمد انور بن اختر کی مرتب شدہ ہے جس میں انہوں نے یہودیت اور عیسائیت سے اسلام لانے والے مردوں کے ایمان فروز حالات کو عام فہم انداز میں بیان کیا ہے۔ تاکہ لوگ ان کے حالات کو پڑھ کر اللہ کا شکر ادا کریں اور لوگوں کو یہ معلوم ہو سکے دینِ اسلام میں غیر مسلم کس تیزی سے داخل ہو رہے ہیں۔

2. اور صلیب ٹوٹ گئی. مصنف نو مسلم عبداللہ۔ ناشر: مکتبہ دعوت توعیۃ الجالیات، ربوہ، ریاض 2011ء

اور صلیب ٹوٹ گئی 'ریاس پٹیر سے عبداللہ بن کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے مرد مجاہد کی داستان حیات ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے اسلام قبول کرنے کا پس منظر بیان کیا ہے اور اپنے تین سالہ تحقیقی دور کے حالات بھی بیان کیے ہیں۔

3. ہم مسلمان کیوں ہوئے۔ مصنف: امیر حمزہ۔ ناشر: دارالاندلس، لاہور۔

اس کتاب میں ایسے تمام لوگوں کے حالات و واقعات اور قبول اسلام سے پہلے کی حالت اور قبول اسلام کے بعد دلی اطمینان اور پیش آمدہ مسائل کو اکٹھا کر کے غیر مسلموں کو سوچ و بچار کا پیغام دیا ہے اور مسلمانوں کو نعمت اسلام سے سرفراز ہونے کی وجہ سے ایک مبارک باد کا پیغام دیا گیا ہے۔

4. اسلام ہی ہمارا انتخاب کیوں؟ دنیا بھر میں قبولِ اسلام کے سچے واقعات، مصنف محمد حنیف شاہد۔ ناشر: مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی، جون 2010ء۔

"اسلام ہی ہمارا انتخاب کیوں؟ دنیا بھر میں قبول اسلام کے سچے واقعات" کے مصنف محمد حنیف شاہد ہیں۔ یہ کتاب جون 2010ء میں مکتبہ الفہیم، مئوناتھ بھنجن، یوپی، سے شائع ہوئی۔ کتاب میں مختلف ممالک کے افراد کے قبولِ اسلام کے واقعات اور ان کی زندگیوں میں اسلام کی برکتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ مصنف نے انگریزی کتاب "Why Islam is Our Choice" کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے، جس میں مختلف افراد کی اسلام قبول کرنے کی وجوہات اور تجربات شامل ہیں۔

کتاب میں نو مسلم افراد کے خیالات اور تجربات کے علاوہ، قرآن و حدیث کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ پروفیسر منور علی ملک نے کیا، اور اس میں موجود قرآن و حدیث کے عربی متون کی تحقیق پروفیسر عبد الرحمن طاہر نے انجام دی۔

- **مقالات (Research Papers)**

1. پاکستانی معاشرے میں نو مسلم افراد کے مرتد ہونے کی وجوہات: تحقیقی اور تنقیدی جائزہ۔ مصنف: ڈاکٹر قطب نثار "اسلامی ثقافت: الثقافۃ الِاسلامیۃ، جلد 47، شمارہ 2، 2022ء

"پاکستانی معاشرے میں نو مسلم افراد کے مرتد ہونے کی وجوہات" ڈاکٹر قطب نثار کی تحریر ہے، جو الثقافۃ الِاسلامیۃ رسالہ کے جلد 47، شمارہ 2 (2022) میں شائع ہوا۔ یہ مضمون پاکستانی معاشرے میں نو مسلم افراد کے ارتداد کے اسباب پر روشنی ڈالتا ہے، جیسے کہ سماجی مسائل، غربت، ذات پات کا نظام، اور اسلامی تعلیمات سے آگاہی کی کمی۔ مضمون میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ نو مسلم افراد کو کن مسائل کا سامنانہ کرنا پڑے، اور ان کے لیے خصوصی حکومتی مراعات دی جانی چاہئیں تاکہ انہیں اسلام پر قائم رہنے کے لیے مدد ملے۔

2. ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول وضوابط (صوبہ سندھ کا خصوصی مطالعہ) مصنف: ڈاکٹر عطاءاللہ بخاری، اور ڈاکٹر فیاض احمد چنہ الباحث: ریسرچ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ سائنسز 1، شمارہ 1 جنوری-جون 2021 شعبہ علوم اسلامی، جامعہ سندھ، جامشورو۔

3. سندھ میں نو مسلم ہندوؤں کے مسائل کا تحقیقی جائزہ (جبری تبدیلیءمذہب اور جبری شادی کے تناظر میں) مصنف: ڈاکٹر عبد الماجد "اسلامی ریسرچ انڈیکس، جلد 2، شمارہ 1، 2020ء

"سندھ میں نو مسلم ہندؤوں کے مسائل کا تحقیقی جائزہ (جبری تبدیلیء مذہب اور جبری شادی کے تناظر میں)" ڈاکٹر عبدالماجد کی تحریر ہے، جو اسلامی ریسرچ انڈیکس، جلد 2، شمارہ 1، 2020 میں شائع ہوا۔ یہ مضمون سندھ میں نو مسلم ہندوؤں کو درپیش سماجی اور قانونی مسائل جیسے جبری تبدیلی مذہب اور جبری شادی پر روشنی ڈالتا ہے، ان کے اسباب کا تجزیہ کرتا ہے، اور حل کے لیے سفارشات پیش کرتا ہے۔

4. **اسلام میں تبدیلیِ مذہب کا مطالعہ: ایک تنقیدی تجزیہ**۔ مصنف: ذوہیب احمد "البصیرہ، جلد 8، شمارہ 1، 2019ء

"اسلام میں تبدیلیِ مذہب کا مطالعہ: ایک تنقیدی تجزیہ" جو کہ ذوہیب احمد نے لکھا ہے، اور البصیرہ کے جلد 8، شمارہ 1 (2019) میں شائع ہوا، اسلام میں تبدیلیِ مذہب کے تصور پر تفصیلی تنقید پیش کرتا ہے۔ اس مضمون میں مصنف ذوہیب احمد نے مذہبی تبدیلی یا قبولِ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے، جس میں نفسیاتی، سماجی، اور ثقافتی عوامل شامل ہیں۔ مقالے میں بتایا گیا ہے، کہ اسلام قبول کرنا صرف ظاہری تبدیلی نہیں بلکہ ایک روحانی اور فطری عمل بھی ہے۔

جواز تحقیق:(Rationale of Study)

میرا تحقیقی موضوع صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع سکھر، خیرپور میرس اور گھوٹکی میں تبدیلیِ مذہب کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے والے خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل پر مرکوز ہے۔ موجودہ تحقیق میں زیادہ تر جبری تبدیلی مذہب جیسے مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے، لیکن نو مسلم خاندانوں کی مشکلات پر کم توجہ دی گئی ہے، جو اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوتے ہیں ان نو مسلم افراد کے عائلی اور قانونی مسائل پر تحقیق نہ ہونے کے برابر ہے۔ مسلم کمیونٹی کی جانب سے ان خاندانوں کے مسائل کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے، میرا مقصد ان خاندانوں کی مشکلات کو اجاگر کرنا ہے، جو ان اضلاع میں سامنا کر رہے ہیں۔

مسئلہ تحقیق کی وضاحت:(Statement of the Problem)

اس تحقیق کا مقصد صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع، بشمول سکھر، خیر پور میرس،اور گھوٹکی، میں موجود نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی و قانونی مسائل کا جائزہ لینا ہے۔ان اضلاع میں نو مسلم خاندانوں کو پیش آنے والی پیچیدگیوں کو سمجھنااوران کی مشکلات کو واضح کرنااس تحقیق کا بنیادی مقصد ہے۔خاص طور پر، یہ تحقیق ان مسائل کو اجاگر کرے گی جن میں "نام اور شناخت کی تبدیلی، شادی اور طلاق کے قانونی معاملات، بچوں کی قانونی تحویل کے معاملات" اور دیگر متعلقہ قانونی پہلو شامل ہیں۔نو مسلم افراد مذہب کی تبدیلی کے بعد اپنے نام اور شناخت میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، جس وجہ سے انہیں قانونی طور پر دستاویزات کی تبدیلی اور شناخت سے متعلق مشکلات کا سامنا کرناپڑتا ہے۔اس کے علاوہ، ان خاندانوں کو شادی کے حوالے سے قانونی مسائل مثلاً نکاح کی رجسٹریشن اور ثقافتی و مذہبی اختلافات کی وجہ سے بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔ بچوں کی سرپرستی کے مسائل بھی ایک اہم پہلو ہیں، نو مسلم خاندانوں کے لئے بچوں کی تحویل ایک حساس مسئلہ ہوتا ہے، جس میں مذہب کی تبدیلی کے بعد والدین کے درمیان قانونی اور سماجی تنازعات جنم لیتے ہیں۔ کہ بچوں کو کس مذہب میں تربیت دی جائے گی اور انہیں کس کے ساتھ رکھا جائے گا۔اس کے نتیجے میں بعض اوقات قانونی چیلنجز بھی سامنے آتے ہیں۔ یہ تحقیق ان پیچیدگیوں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے حل کے لیے ممکنہ تدابیر بھی پیش کرے گی،تاکہ نو مسلم خاندانوں کو درپیش ان عائلی اور قانونی مسائل کا عملی حل فراہم کیا جاسکے۔

فصل سوم

مقاصد تحقیق، سوالات تحقیق اور منہج واسلوب

مقاصدِ تحقیق:(Objectives of the Study)

1. نومسلم خاندانوں کی مذہبی تبدیلی کی نوعیت کا مطالعہ کرنا۔
2. نومسلم خاندانوں کے عائلی مسائل کا تجزیہ کرنا۔
3. نومسلم خاندانوں کے قانونی مسائل کا جائزہ لینا۔

سوالاتِ تحقیق:(Research Questions)

1. نومسلم خاندانوں کے مذہب تبدیل کرنے کی نوعیت کیا ہے؟
2. نومسلم خاندانوں کے عائلی مسائل کیا ہیں؟
3. نومسلم خاندانوں کے قانونی مسائل کون سے ہیں؟

تحدید:(Delimitation of the Study)

زیرِ تحقیق مقالہ میں صوبہ سندھ کے چند منتخب اضلاع میں نومسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔زیرِ تحقیق مقالہ میں تین منتخب اضلاع شامل ہیں:

1. ضلع سکھر
2. ضلع خیرپور میرس
3. ضلع گھوٹکی

مذکورہ اضلاع میں ہندو اور دیگر مذاہب کی تعداد زیادہ ہیں۔اور صوبہ سندھ کے ان علاقوں میں مذہبی تبدیلی کا رجحان بھی نسبتاً زیادہ پایا جاتا ہے۔اسی وجہ سے ان اضلاع میں نومسلم خاندانوں کو عائلی اور قانونی مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ زیرِ تحقیق مقالہ کو صرف انہی تین منتخب اضلاع کے نومسلم خاندانوں کے عائلی اور قانونی مسائل تک محدود رکھا گیا ہے۔

منہجِ تحقیق:(Research Method & Methodology)

مقالہ کے تحقیق کے لیے درج ذیل طریقہ کار اور حکمت عملی اختیار کی گئی ہے۔

نومسلم خاندانوں کے عائلی اور قانونی مسائل کو جاننے کے لیے ایک مخلوط طریقۂ تحقیق اپنایا گیا ہے، جس میں معیاری اور مقداری دونوں طریقے شامل ہیں۔

1. سابقہ تحقیقات کا جائزہ لے کر نومسلموں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل کو سمجھا گیا۔
2. اس موضوع سے متعلق سندھ کے منتخب اضلاع کا دورہ کیا گیا۔
3. تحقیق کی تکمیل کے لیے انٹرویوز اور سوالنامہ کے ذریعے مواد اکٹھا کیا گیا ہے۔
4. سوالنامہ کے ذریعے عائلی، اور قانونی مسائل سے متعلق تفصیلات اکٹھی کی گئیں۔
5. موضوعِ تحقیق میں مکمل سعی کے ساتھ اصل مصادر و مراجع استعمال کیے گئے ہیں، تاکہ موضوع کو مستند بنیادوں پر پیش کیا جاسکے۔
6. ضرورت کے مطابق ثانوی مصادر، جیسے تحقیقاتی مضامین، رپورٹس، اور کتب سے بھی استفادہ کیا گیا۔
7. جدید ذرائع جیسے اہم ویب سائٹس، ریسرچ پیپرز، اور ویڈیوز کو تحقیق کے لیے معاون بنایا گیا۔
8. ان علاقوں کے نومسلم خاندانوں کے انٹرویوز شامل کیے گئے، تاکہ ان کی مخصوص مشکلات کو سمجھا جاسکے۔
9. اس تحقیق میں نومسلم خاندانوں کے عائلی رشتوں کی نوعیت، معاشرتی قبولیت، اور قانونی تحفظ سے متعلق مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے۔
10. حواشی و حوالہ جات کے لیے نمل یونیورسٹی کے مجوزہ فارمیٹ کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

یہ طریقہ کار اس تحقیق کو جامع اور مؤثر بنانے کے لیے استعمال کیا گیا ہے تاکہ نومسلم خاندانوں کو درپیش مسائل کی گہرائی سے چھان بین کی جاسکے

باب دوم

صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندانوں میں مذہبی تبدیلی کی نوعیت اور وجوہات

فصل اول: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا تعارف

فصل دوم: اسلام میں تبدیلیِ مذہب کی نوعیت

فصل سوم: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں تبدیلی مذہب کے اسباب و وجوہات

فصل اول

صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا تعارف

اس فصل میں صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع سکھر، خیر پور میرس، گھوٹکی کا تعارف کیا جائے گا۔ اور ان اضلاع میں موجود مشہور دینی مدارس اور خانقاؤں کا بھی مختصر ذکر کیا جائے گا۔

صوبہ سندھ کا تعارف:

سندھ پاکستان کے چار صوبوں میں سے ایک صوبہ ہے جو ملک کے جنوب مشرقی حصے میں واقع ہے۔ اس کی سرحدیں مغرب میں بلوچستان، شمال میں پنجاب، مشرق میں بھارتی ریاستیں گجرات اور راجستھان اور جنوب میں بحیرہ عرب سے ملتی ہیں۔ اس کا نام دریائے سندھ سے منسوب ہے، اور اس کی معیشت کا زیادہ تر حصہ اس دریا پر منحصر ہے۔ دریائے سندھ صوبے میں سندھو نہر کے نام سے مشہور ہے۔ سندھ کی سرزمین کی ساری رونق دریائے سندھ سے وابستہ ہے۔[1] صوبے سندھ کے حدود کشمور (جیکب آباد) کے شمال مشرق سے داخل ہوتے ہے، اور اپنے وسیع ڈیلٹا کے ذریعے بحیرہ عرب میں جا گرتا ہے۔ دریائے سندھ کا پانی جہاں تک پہنچتا ہے، وہاں تک سرسبزی اور شادابی ہو جاتی ہے۔ انگریزوں نے 1933ء میں سکھر کے مقام پر دریائے سندھ پر ایک بند بنایا۔ حکومت پاکستان نے پچاس کے دہائی میں کوٹڑی کے مقام پر ایک بیراج بنایا۔ آبپاشی کے نظام میں بہتری کے نتیجے میں 5.34 ملین ہیکٹر قابل کاشت رقبے میں سے 3.26 ملین ہیکٹر رقبے کو آبپاشی کی سہولتیں حاصل ہو گئی ہیں، اور یہ سب پانی دریائے سندھ سے حاصل کیا جاتا ہے۔[2]

سندھ برِ صغیر کے قدیم ترین تہذیبی ورثے اور جدید ترین معاشی و صنعتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ سندھ پاکستان کا جنوب مشرقی حصہ ہے۔ سندھ کی صوبائی زبان سندھی اور صوبائی دارالحکومت کراچی ہے۔ سندھ کو باب الاسلام بھی کہا جاتا ہے۔ سندھ اپنی بھرپور تاریخ، ثقافت اور معاشی اہمیت کے لیے جانا جاتا ہے۔[3]

سندھ کی تاریخ:

سندھ کی تاریخ وادی سندھ کی قدیم تہذیب سے ملتی ہے، جو دنیا کی قدیم ترین شہری ثقافتوں میں سے ایک ہے جو تقریباً

---

[1] مرزا کلیم اللہ" سندھ کا تاریخی پس منظر اور اقتصادی صورتحال ". پاکستان جرنل آف جیو گرافی 19, شمارہ 2(2021):34-45.

[2] ایضا

[3] عبدالوحید انڈھڑ، سکھر تاریخ و تمدن (کراچی: محکمہ ثقافت وسیاست، حکومتِ سندھ 2008ء) ص 24۔

2500 قبل مسیح میں پروان چڑھی۔ موہنجوداڑو جیسے بڑے آثار قدیمہ کے مقامات اس دور کی جدید شہری منصوبہ بندی اور جدید ترین ثقافت کو اجاگر کرتے ہیں۔[4] 500 قبل مسیح میں ایران کے بادشاہ دارا اول نے اس علاقے کو ایران میں شامل کر لیا۔ دو صدیوں کے بعد آمد ہوئی سکندر اعظم کی اور وہ بغیر کسی قبضے کے اس علاقے سے گزر گیا۔[5] اس کے بعد سوریہ خاندان نے اس پر قبضہ کیا، اور بدھ مت مذہب پھیل گیا۔ سندھ کی بیشتر آبادی بدھ مت کے پیروکار ہو گئی۔[6]

آئندہ دو صدیوں، سندھ پر مختلف خاندانوں نے حکومت کی ہے، جن میں موریہ، کشان، گپتا، اور اسلامی خلافت شامل ہیں۔ تیسری صدی سے ساتویں صدی عیسوی تک، سندھ ایران کے زیر نگین رہا، جب تک کہ 712ء میں محمد بن قاسم نے آکر اسلام کو پھیلایا۔ اس کے بعد دسویں صدی میں مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوا، جب محمود غزنوی نے اسے فتح کیا۔ کچھ عرصہ سلطنت دہلی کے تابع رہا، 1592ء میں اکبر نے مغل سلطنت میں شامل کر لیا۔

اس کے بعد مغلوں نے یہاں زیادہ تر اپنے گورنروں کے ذریعے حکرانی کی۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد، دو صدیوں تک اس کے مختلف حصوں پر امیروں کی حکومت رہی، جب تک کہ 1700ء تا 1783ء کلہوڑوں کی حکومت قائم ہوئی۔ اس کے بعد 1783ء تا 1845ء ٹالپروں نے حکومت کی۔ 1843ء میں سر چارلس نیپیئر نے حیدر آباد کے قریب ان کو شکست دے کر سندھ کو برطانوی ہند میں شامل کر لیا اور اسے صوبہ بمبئی کا حصہ بنا دیا۔ 1934ء میں انگریزوں نے سندھ کو الگ صوبہ بنا کر کراچی کو اس کا دارالحکومت بنایا۔[7]

آبادی:

صوبہ سندھ آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا دوسرا بڑا صوبہ ہے، جہاں 1 لاکھ 41 ہزار مربع کلومیٹر کے رقبے میں ساڑھے پانچ کروڑ سے زائد لوگ بستے ہیں۔ کراچی صوبے کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ سندھ کی آبادی نسلی طور پر مختلف ہے، جس میں سب سے زیادہ تعداد سندھی لوگوں کی ہے۔ دیگر اہم گروہوں میں مہاجر، جو 1947 میں تقسیم کے بعد ہندوستان سے نقل مکانی کر کے آئے تھے، پنجابی، بلوچ، اور پشتون شامل ہیں۔ اکثریت سندھی زبان بولتی ہے، جبکہ اردو، جو پاکستان کی قومی زبان ہے، بڑے پیمانے پر خاص طور پر کراچی اور حیدر آباد جیسے شہری علاقوں میں بولی جاتی ہے۔

---

[4] بھٹ، عمر" .وادی سندھ کی تہذیب: ایک تاریخی جائزہ ".آثار قدیمہ اور ثقافتی مطالعہ 10, شمارہ 3(2018):12-25

[5] خان، نیاز احمد" .سندھ کی قدیم تاریخ اور ایرانی و یونانی اثرات ".پاکستان جرنل آف ہسٹوریکل اسٹڈیز 15, شمارہ 2(2019):33-47

[6] عنایت خطیار، "سکھر تاریخ جو گلدستو"۔ مرک پبلشرز کراچی شمارہ 1(2003ء)40-41

[7] عبدالوحید انڈھڑ، سکھر تاریخ و تمدن 26/2

سندھ تقریباً 140,914 مربع کلومیٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس صوبے کا جغرافیہ مختلف ہے، جس میں ساحلی علاقے، زرخیز میدانی علاقے اور صحرا شامل ہیں۔ دریائے سندھ، جو کہ دنیا کے طویل ترین دریاؤں میں سے ایک ہے، صوبے سے گزرتا ہے اور زراعت کے لیے ضروری آبی وسائل فراہم کرتا ہے اور مختلف ماحولیاتی نظاموں کی حمایت کرتا ہے۔[8]

آب وہوا:

سندھ میں بنیادی طور پر خشک آب وہوا ہے، جبکہ ساحلی علاقوں کا موسم معتدل رہتا ہے، جو بحیرہ عرب سے متاثر ہوتا ہے۔ تاہم، گرمیوں کے موسم میں بالخصوص مئی اور جون میں موسم سخت گرم ہوتا ہے، اور سردیوں میں بالخصوص دسمبر اور جنوری میں موسم سرد رہتا ہے۔ سندھ کا علاقہ جیکب آباد اپنے ریکارڈ درجہ حرارت کی وجہ سے مشہور ہے۔ جولائی اور اگست کے مہینوں میں مون سون کا موسم ہوتا ہے۔[9]

سندھ کے شمال میں کوہ کھیر تھر کے بعض علاقے سطح سمندر سے 6000 فٹ بلند ہیں، اور موسمِ سرما میں اکثر یہاں برف باری ہوتی ہے۔ کھیر تھر ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو شمال میں سندھ کے ضلع جیکب آباد سے شروع ہوتا ہے اور جنوب میں کراچی تک پھیلتا ہے۔ کھیر تھر پہاڑ سندھ اور بلوچستان صوبوں کی حد بندی بھی کرتا ہے[10]

صوبہ سندھ کے ڈویژن:

صوبہ سندھ میں 7 ڈویژن 30 اضلاع ہیں، ہر ڈویژن میں مختلف اضلاع شامل ہیں ہر ڈویژن اور اس میں آنے والے اضلاع کی تفصیلات۔ درج ذیل ہیں۔

1. کراچی ڈویژن

2023 میں سندھ حکومت نے کراچی کے چار اضلاع کے نام تبدیل کر کے کراچی ضلع، گلشن ضلع، اورنگی ضلع، ناظم آباد اور ضلع کراچی جنوبی کا نا تبدیل کر کے ضلع کراچی رکھ دیا۔ کراچی ڈویژن میں کل سات اضلاع ہیں: ضلع کراچی

---

[8] Ansari SA. *"The Indus River: Water, Ecology and Politics in Sindh."* Journal of South Asian Studies. 2011;34(2):287-300.

[9] عباسی، وقار علی" . پاکستان میں موسمیاتی تبدیلیاں اور ان کے اثرات: جیکب آباد کا مطالعہ ". صادق جرنل آف پاکستان اسٹڈیز 20, شمارہ 1 (2020): 34-

[10] Sharif M, Ahmed S, Awan AA. *"A Geographical Analysis of the Kirthar Range in Pakistan."* Journal of Mountain Science. 2016;13(4):722-730.

ضلع گلشن، ضلع اورنگی، ضلع ناظم آباد، ضلع ملیر، ضلع کورنگی، ضلع کیماڑی۔[11]

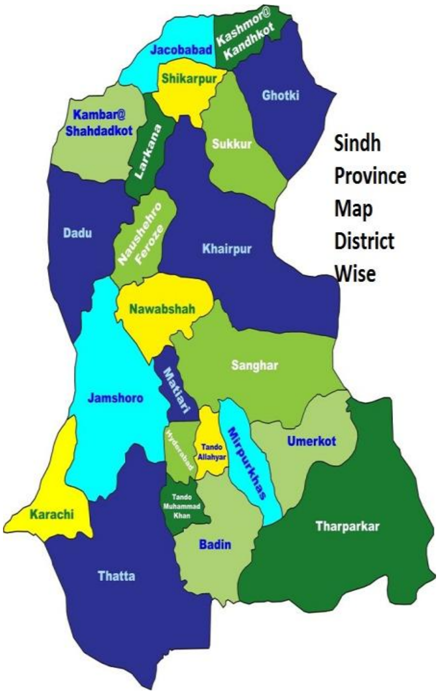

2. حیدرآباد ڈویژن

اضلاع: حیدرآباد، جامشورو، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈو الھیار، مٹیاری، دادو[12]

3. میرپورخاص ڈویژن

اضلاع: میرپورخاص، عمرکوٹ، تھرپارکر، سانگھڑ[13]

4. شہید بینظیر آباد ڈویژن

اضلاع: شہید بینظیر آباد، نوشہرو فیروز، نوابشاہ[14]

5. سکھر ڈویژن اضلاع:

اضلاع: سکھر، گھوٹکی، خیرپور[15]

6. لاڑکانہ ڈویژن

اضلاع: لاڑکانہ، قمبر شہداد کوٹ، شکارپور، جیکب آباد، کشمور[16]

7. بنبھور ڈویژن۔

اضلاع: ٹھٹھہ، سجاول، بدین[17]

---

[11] Urban Resource Centre. "Sindh Govt to Rename 4 Districts of Karachi." *Urban Resource Centre*, March 29, 2024. https://urckarachi.org/sindh-govt-to-rename-4-districts-of-karachi.

[12] پاک انفارمیشن" سندھ کی انتظامی تقسیم. "آخری ترمیم 2024.
http://pakinformation.com/sindh/divisions.html۔

[13] دی ایکسپریس ٹریبیون. "دی سکستھ: بنبھور، سندھ کی تازہ ترین انتظامی ڈویژن میں خوش آمدید. "مارچ 2023. .
https://tribune.com.pk/story/2345678/sindh-bhanbhor-division۔

[14] پاک انفارمیشن" سندھ کی انتظامی تقسیم. "آخری ترمیم 2024.
http://pakinformation.com/sindh/divisions.html .۔

[15] ایضا

[16] ایضا

[17] دی ایکسپریس ٹریبیون. "چھٹی: بنبھور، سندھ کی تازہ ترین انتظامی ڈویژن میں خوش آمدید. "مارچ 2023.
https://tribune.com.pk/story/2345678/sindh-bhanbhor-division۔

صوبہ سندھ کے بڑے شہر:

کراچی: پاکستان کا سب سے بڑا شہر، اور سندھ کا دارالحکومت ہے۔ یہ شہر ملک کا کاروباری مرکز ہے، جہاں بڑی بندرگاہ، بڑی فیکٹریاں، اور مختلف ثقافتی سرگرمیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کراچی اپنی مصروف زندگی اور کاروباری مواقع کے لیے مشہور ہے۔[18]

حیدرآباد: ایک اہم تجارتی اور ثقافتی مرکز جو اپنے تاریخی مقامات اور ہلچل سے بھرے بازاروں کے لیے جانا جاتا ہے۔

سکھر: شمالی سندھ کا ایک اہم شہر ہے جو دریائے سندھ پر سکھر بیراج کے لیے جانا جاتا ہے، جو آبپاشی کے لیے انتہائی اہم ہے۔

معیشت و ثقافت:

سندھ میں زراعت، صنعت اور خدمات کی نمایاں شراکت کے ساتھ متعدد ذرائع پر مبنی معیشت ہے۔ صوبہ سندھ چاول، گندم، کپاس اور گنے جیسی فصلوں کی پیداوار کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ کراچی پاکستان کے صنعتی اور مالیاتی دونوں لحاظ سے بہت اہم ہے، جہاں کراچی اسٹاک ایکسچینج، بڑی ملٹی نیشنل کارپوریشنز، اور اہم صنعتی زون موجود ہیں۔[19]

سندھ کی ساحلی پٹی اور بندرگاہیں بین الاقوامی تجارت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ سندھ ایک بھرپور ثقافتی ورثہ کا حامل ہے، جو اپنی تاریخ، رنگ و نسل اور مختلف مذاہب کی وجہ سے بہت متاثر کن صوبہ رہا ہے[20]

سندھ قدرت کی جانب سے ایک تحفہ ہے، کیونکہ یہ زمین زرخیز اور کاشتکاری کے لیے بہترین ہے۔ دریائے سندھ نے ہزاروں سالوں کے دوران اپنی سمت کو مختلف انداز میں بدلا ہے، انڈس ڈیلٹا مسلسل بڑھ رہا ہے، جس کی وجہ سے قابل کاشت زمین میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت، سندھ کی تقریباً 40 فیصد زمین قابل کاشت ہے اور 5 فیصد زمین

---

[18] "Karachi | History, Population, Climate, & Facts," *Britannica*, Updated August 19, 2024. Accessed August 25, 2024. https://www.britannica.com/place/Karachi.

[19] شیخ، رؤف، اور دانش کھوکھر۔ "سندھ کی معاشی صلاحیت اور چیلنجز۔ "معیشت اور پائیدار ترقی کا جریدہ 11، شمارہ 4(2020):120-130۔ https://www.iiste.org/Journals/index.php/JEDS/article/view/55293۔

[20] ڈاکٹر سید عطاء اللہ بخاری، "ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول و ضوابط: صوبہ سندھ کا خصوصی مطالعہ، "الھس ریسرچ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز سائنسز۔ (جنوری-جون 2021) ص 43۔

چراگاہوں پر مشتمل ہے۔[21] سندھ میں دو کاشتکاری کے موسم ہیں:

1. **موسمِ گرما**: جون میں بوائی ہوتی ہے اور اکتوبر میں کٹائی ہوتی ہے۔
2. **موسمِ سرما**: اکتوبر میں بوائی ہوتی ہے اور مارچ میں کٹائی ہوتی ہے۔

سندھ میں مختلف اقسام کی میدانی اور باغبانی فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ اہم میدانی فصلوں میں گندم، چاول، گنا، اور کپاس شامل ہیں، جو کل زرعی رقبے کے تقریباً 68 فیصد پر کاشت کی جاتی ہیں۔ پاکستان کی کل پیداوار میں سندھ 35 فیصد چاول، 28 فیصد گنا، 12 فیصد گندم، اور 20 فیصد کپاس پیدا کر رہا ہے۔

اہم باغبانی فصلوں میں آم، کیلا، اور مرچیں شامل ہیں۔ سندھ 88 فیصد مرچیں، 73 فیصد کیلا، اور 34 فیصد آم پیدا کر رہا ہے۔ یہاں کی قابلِ کاشت زمین پر دالیں، مسالہ جات، روغنی بیج، پھل، اور سبزیاں وغیرہ بھی کاشت کی جاتی ہیں۔[22]

چاول گرمیوں کی نمایاں فصل ہے، جو دیہی علاقوں میں آمدنی اور روزگار کا اہم ذریعہ ہے۔ سندھ کے گرم علاقے لمبے دانے والے چاول کی پیداوار کے لیے موزوں ہیں، اور یہ زیادہ تر دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر اگائے جاتے ہیں۔[23]

کپاس یہاں کی دوسری اہم فصل ہے اور یہ سندھ کی نمایاں نقد آور فصل ہے۔ دراصل، سندھ میں کپاس کی کاشت پانچ ہزار سال پہلے وادیٔ سندھ کی تہذیب کے وقت سے کی جا رہی ہے۔ موہنجو داڑو میں دنیا کا سب سے پرانا سوتی کپڑا دریافت ہوا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کپاس سب سے پہلے سندھ میں کاشت کی گئی۔ آج پاکستان کپاس پیدا کرنے والا چوتھا بڑا ملک ہے۔[24] وادیٔ سندھ ہمیشہ سے ملک کی شان رہی ہے، نہ صرف اپنی مہمان نوازی کی وجہ سے بلکہ یہاں کی زرخیز زمین سے پیدا ہونے والی فصلیں زرمبادلہ میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔

---

[21] نقوی، زاہد حسین، اور علی قاضی۔ "سندھ میں زرعی ترقی اور چیلنجز۔" *پاکستان جریدہ برائے زرعی معیشت* 17، شمارہ 1(2022):45-58۔ https://www.pakjas.com.pk/journal/view/110022

[22] رضا، منصور، اور فاطمہ ہاشمی۔ "سندھ میں باغبانی اور میدانی فصلوں کی پیداوار: علاقائی تجزیہ۔" *پاکستان جریدہ برائے نباتیات* 51، شمارہ 3(2022): 1135-1123

[23] ملک، اقبال، اور ساجدہ مرزا۔ "سندھ میں چاول کی کاشت اور اس کا سماجی و اقتصادی اثر۔" *ایشیائی جریدہ برائے زراعت اور دیہی ترقی* 12، شمارہ 2 110-95:(2023)

[24] شازیہ کامران "سندھ کی مٹی سونا اگلتی ہے"، "میگزین ڈیسک"، 08 اگست، 2018ء

ضلع سکھر کا تعارف:

سکھر، پاکستان کے صوبہ سندھ کا تیسرا بڑا شہر ہے، اس نام کے حوالے سے مختلف کہاوتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک کہاوت کے مطابق، محمد بن قاسم سندھ فتح کرنے کے بعد جب اس علاقے میں پہنچے تو اس فتح پر بہت شکر ادا کیا جس وجہ سے یہ علاقہ "شکر" کہلایا، جو بعد میں بگڑ کر "سکھر" بن گیا۔ کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ اس علاقے میں گنے کی فصل سے "شکر" تیار ہوتی تھی، اسی وجہ سے یہ بستی "سکھر" کے نام سے مشہور ہوئی۔ ایک اور کہاوت کے مطابق، سکھر کے خوبصورت مناظر اور یہاں کی خوشحال زندگی کی وجہ سے اسے "سکھیو گھر والے" کہا گیا، جو بعد میں "سکھر" بن گیا۔[25]

جدید سکھر کی ابتدا:

جدید سکھر کی ابتدا 1842ء میں ہوتی ہے، جب انگریزوں نے سندھ فتح کرنے کے بعد سکھر کو فوجی لشکر کا ہیڈ کوارٹر منتخب کیا۔ اس سے پہلے 1839ء میں، خیر پور کے میروں کی اجازت سے، سکھر میں فوجی چھاؤنی کا قیام عمل میں لایا گیا۔[26]

1842ء میں جب انگریزوں نے سندھ پر قبضہ کیا تو پرانا سکھر بھی ان کے قبضے میں آیا۔ اس وقت نیا سکھر ابھی موجود نہیں تھا۔ موجودہ سکھر اس وقت کھجور کے درختوں اور گھنے جنگل سے بھرا ہوا تھا، جس میں خوفناک جانور رہتے تھے۔ انگریزوں نے جنگل کو کٹوا کر میدان بنادیا۔ سکھر ملٹری کا مرکز ہونے کی وجہ سے آباد ہوتا گیا۔ کچھ برسوں میں سکھر ترقی کر گیا۔ عالیشان محلات پہاڑیوں پر، سرکاری دفاتر اور رہائش گاہیں تعمیر ہوئیں۔[27]

1845ء میں فوجیوں میں ایک مہلک بیماری پھیل گئی جس سے پانچ سو سے زیادہ فوجی ہلاک ہو گئے۔ اس صورتحال کے پیش نظر سر چارلس نیپر نے مجبوراً بقایا فوجیوں کو دیگر مقامات پر منتقل کر دیا۔ اس وقت، 1842ء میں شکارپور کو ضلع کا درجہ دیا گیا تھا، مگر 1883ء میں سکھر کو ضلعی ہیڈ کوارٹر بنایا گیا، جس کے بعد سکھر نے تیزی سے ترقی کی اور شکارپور کی تجارت بھی سکھر منتقل ہو گئی۔ سکھر کے حکام نے شہر کی ترقی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ انہوں نے بندرگاہ کے اطراف درخت لگوائے، بندرگاہ کو مضبوط اور پختہ کیا، اور لوگوں کو مفت پلاٹ فراہم کیے۔ ان اقدامات کی بدولت سکھر تیزی سے ترقی کرتا رہا۔

---

[25] ایضاً ص 103

[26] عبدالوحید انڈھڑ، سکھر تاریخ و تمدن، 88/3۔

[27] ایضاً 88/4

جغرافیائی صورتحال:

سکھر کی جغرافیائی صورتحال یہ ہے کہ یہ دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے، کراچی سے تقریباً500 کلومیٹر شمال میں اور سندھ کے وسط میں موجود ہے۔

تاریخی پس منظر:

سکھر کی تاریخ بہت قدیم ہے، اور یہ شہر مختلف تہذیب و تمدن کا مرکز رہا ہے، اس کی تاریخی اہمیت کا ایک ثبوت سکھر کے قریب واقع "روہڑی" شہر ہے جو ہڑپہ تہذیب کا حصہ رہے چکا ہے۔ اس کے علاوہ، سکھر میں کئی قدیم مساجد اور عمارتیں موجود ہیں جو مغل اور کلہوڑا دور کی یادگار ہیں۔[28]

معاشی اہمیت:

سکھر ایک اہم تجارتی مرکز ہے۔ یہاں کی زراعت خصوصاً کھجور کی پیداوار کے لیے مشہور ہے۔ دریائے سندھ کے ساتھ واقع ہونے کی وجہ سے یہاں کی زمینیں زرخیز ہیں اور مختلف قسم کی فصلیں اگائی جاتی ہیں۔[29]

تعلیمی ادارے:

سکھر میں کئی اہم تعلیمی ادارے موجود ہیں، جن میں شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، آئی بی اے سکھر، اور دیگر اعلیٰ تعلیمی ادارے شامل ہیں۔ ان اداروں میں ملک بھر کے طلباء کو اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہیں۔

سیاحتی مقامات:

سکھر میں کئی سیاحتی مقامات ہیں جو اپنی خوبصورتی اور تاریخی اہمیت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ان میں سکھر بیراج، لبِ مہران، اور سکھر کی قدیم مساجد شامل ہیں۔[30]

مشہور مساجد:

1. جامع مسجد بندر روڈ، سکھر:

جامع مسجد بندر روڈ، سکھر کا سنگ بنیاد جولائی 1955ء میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع، دار العلوم کراچی کے مہتمم،

---

[28] رحیمداد خان مولائی شیدائی، "تاریخ سکر" سندھی ادبی بورڈ، جام شورو۔ حیدرآباد سندھ۔ 60-63

[29] ایضاً ص65

[30] عنایت خطیار، "سکھر تاریخ جو گلدستو" مرک پبلشرز کراچی شمارہ 1(2003ء)ص190

اور نصرت حسین کی موجودگی میں رکھا گیا۔[31]

- **تعمیراتی تفصیلات:**

مسجد کی تعمیر کا آغاز 1961ء میں ہوااور یہ 1974ء میں مکمل ہوئی۔ جامع مسجد کی خوبصورتی قابل دید ہے اور سکھر کی زیبائش میں اس کا بڑا کردار ہے

2. مسجد منزل گاہ:

مسجد منزل گاہ سکھر شہر میں، بندر روڈ کے قریب دریائے سندھ کے دائیں کنارے واقع ہے۔ انگریزوں نے ہندوؤں کی دل جوئی کے لیے اسے 1843ء میں انگریزی فوج کی تحویل میں دے دیا تھا۔

- **تحریک بازیابی:**

1930ء میں مسلمانوں نے مسجد کی بازیابی کے لیے تحریک چلائی۔ 1937ء میں مولانا ظفر علی خان اور مسلم کانفرنس نے احتجاج کیا، جس کے نتیجے میں 1939ء میں اللہ بخش سومرو وزیر اعلیٰ بنے[32]۔ 1940ء میں مسجد مسلمانوں کو واپس مل گئی، اور 1941ء میں مسلم لیگ کے اقتدار میں آنے کے بعد یہاں نمازوں کا آغاز ہوا۔[33]

3. گول جامعہ مسجد، بیراج کالونی، سکھر:

گول مسجد، جسے سرکاری طور پر جامع مسجد سٹیڈیم روڈ بھی کہا جاتا ہے، سکھر شہر کی ایک اہم اور مشہور مسجد ہے۔ یہ مسجد سکھر کے مرکز میں واقع ہے اور نہ صرف نماز کے لیے استعمال ہوتی ہے بلکہ یہاں مختلف دینی اور سماجی تقریبات بھی

---

31 مفتی محمد شفیع بن محمد یاسین عثمانی دیوبندی 1897ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ 1943ء میں جامعہ دیوبند سے استعفیٰ دے کر تحریکِ پاکستان میں سرگرم حصہ لیا۔ 1951ء میں کراچی میں دارالعلوم قائم کیا۔ ان کی مشہور تصنیف "تفسیر معارف القرآن" ہے۔ مفتی محمد شفیع 1976ء میں وفات پاگئے۔

32 اللہ بخش سومرو (1900ء — 14 مئی 1943ء) صوبہ سندھ کے دو مرتبہ وزیر اعلیٰ اور اتحاد پارٹی کے سرگرم سیاسی کارکن تھے۔ انہوں نے پہلی بار 23 مارچ 1938ء سے 18 اپریل 1940ء تک وزیر اعلیٰ کے عہدے کا منصب سنبھالا، اور دوسری بار 7 مارچ 1941ء سے 14 اکتوبر 1942ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ اللہ بخش سومرو 1900ء میں سندھ کے مشہور شہر شکارپور میں پیدا ہوئے، جو اس زمانے میں علم، ہنر، اور تجارت کے لحاظ سے بہت معروف تھا۔ انہوں نے اپنے آباؤاجداد کے شہر میں سندھی، انگریزی، فارسی، اور عربی کی تعلیم حاصل کی، اور میٹرک پاس کرنے کے بعد تعلیم چھوڑ کر ملازمت کے شعبے میں قدم رکھا۔ آپ کے اچھے اخلاق سے متاثر ہو کر انگریز بھی آپ کی شخصیت کے معترف تھے۔

33 مرزا کاظم رضا بیگ. "احرار اور تحریک مسجد منزل گاہ- سکھر." میگزین زادی مہران, 31 دسمبر 2019.

منعقد کی جاتی ہیں۔ جمعہ کی نماز کے دوران یہاں بڑی تعداد میں لوگ آتے ہیں، اور مختلف دینی کلاسز اور درس و تدریس کے حلقے بھی یہاں منعقد ہوتے ہیں۔

- **تبدیلی مذہب کی رہنمائی :**

گول مسجد میں اکثر نو مسلموں کی رہنمائی اور ان کے قبول اسلام کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ مسجد کے علماء اور انتظامیہ نو مسلموں کی مکمل رہنمائی کرتے ہیں اور انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے ہیں۔

- **تعلیم و تربیت:**

نو مسلموں کو اسلامی تعلیمات اور بنیادی دینی معلومات فراہم کی جاتی ہیں تاکہ وہ اسلامی زندگی گزار سکیں۔

- **مدد و معاونت:**

مسجد کے انتظامیہ کی جانب سے نو مسلموں کو ہر ممکن مدد فراہم کی جاتی ہے، جیسے کہ کتب، مالی مدد، اور دینی تربیت کے مواقع وغیرہ۔

- **سماجی قبولیت:**

نو مسلموں کو مسجد میں منعقد ہونے والی مختلف سماجی تقریبات میں شامل کیا جاتا ہے تاکہ وہ مسلمان کمیونٹی کے ساتھ میل جول بڑھا سکیں اور انہیں سماجی قبولیت حاصل ہو۔ گول مسجد نہ صرف عبادت اور دینی تعلیم کا مرکز ہے بلکہ یہ اسلام کی تبلیغ اور نو مسلموں کی رہنمائی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہاں نو مسلموں کی مدد کے لیے متعدد اقدامات کیے جاتے ہیں تاکہ انہیں اسلامی معاشرت میں رہنے اور دینی تعلیمات سیکھنے میں آسانی ہو۔[34]

---

[34] انٹرویو، مولانا اسد اللہ میمن، الجامعۃ الاسلامیہ اعزاز العلوم کریمیہ گول جامع مسجد بیراج کالونی سکھر 23/8/2024۔
مولانا اسد اللہ میمن، بانی مدرسہ اعزاز العلوم گول مسجد اور مہتمم، سندھ کے معروف عالمِ دین، خطیب، اور مدرس ہیں۔ آپ مدرسہ کے مختلف شعبوں میں تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں اور دینی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ مولانا اسد اللہ میمن نے اپنی تعلیم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے مکمل کی، جہاں آپ نے حدیث، تفسیر، اور فقہ میں مہارت حاصل کی۔ آپ مختلف دینی عوامی مجالس اور کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہتے ہیں، اور عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ مولانا اسد اللہ میمن کا شمار بڑے علما میں ہوتا ہے، اور آپ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مشہور مدراس:

سکھر میں مختلف اسلامی مدارس موجود ہیں جو دینی تعلیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ کچھ مشہور مدارس درج ذیل ہیں:

1. جامعہ اشرفیہ:

جامعہ اشرفیہ کی بنیاد مولانا محمد احمد تھانوی نے 1377ھ (مطابق 1955ء) میں رکھی۔ جامعہ اشرفیہ میں حفظ، ناظرہ قرآن مجید، درس نظامی، اور تخصصی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ مدرسہ بالائی سندھ کی ایک معروف دینی درسگاہ ہے، جہاں مقامی اور مسافر طلباء کثیر تعداد میں علم حاصل کر رہے ہیں۔ حال ہی میں جامعہ اشرفیہ میں ایک عالی شان اور وسیع عمارت کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

- **بنات کے لیے شعبہ:**

جامعہ اشرفیہ کی جانب سے بنات کے لیے بھی ایک الگ شعبہ قائم کیا گیا ہے، جہاں پر درس نظامی کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء اور طالبات میں 2003ء میں 10 عالمات اور 17 علماء شامل تھے۔[35]

- **تنظیم:**

  مدرسہ وفاق المدارس سے ملحق ہے۔

- **مسلک:**

  یہ مدرسہ دیوبند مسلک سے وابستہ ہے۔

2. جامعہ غوثیہ رضویہ:

جامعہ غوثیہ رضویہ کا قیام 1958ء میں فریئر روڈ پر واقع اپنے ذاتی مکان جامعہ غوثیہ رضویہ کے نام سے کیا گیا۔

رفتہ رفتہ طلباء کی تعداد میں اضافہ ہوا، جس کی وجہ سے مدرسے کی عمارت طلبہ کی تعداد کے مقابلے میں کم پڑ گئی۔

جس کے بعد مدرسہ کو محلہ باغ حیات علی شاہ کی ایک بوسیدہ عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔ 1974ء میں اس قدیم عمارت کو گرا کر ایک نئے علمی گہوارے کی بنیاد رکھی گئی۔[36]

---

[35] محمد اسحاق بھیو۔ "ضلع سکھر کے دینی مدارس اور ان کی دینی خدمات۔" مقالہ برائے، پی ایچ ڈی جامعہ سندھ، جامشورو۔ ص 50

[36] زین العابدین۔ *انوار علمائے اہل سنت سندھ*۔: زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور، ص 832۔

- **بانی:**

اس مدرسے کی بنیاد مفتی محمد حسین قادری نے 1957ء میں رکھی۔ مفتی محمد حسین قادری کی ولادت 1932ء میں سیملیہ، صوبہ مالوہ، انڈیا میں ہوئی، اور آپ 1950ء میں پاکستان آئے۔ آپ نے 1956ء میں علوم کی فراغت حاصل کی۔[37]

- **تعلیمی فعالیت:**

جامعہ غوثیہ رضویہ میں قرآن مجید، حفظ، ناظرہ، اور درس نظامی کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں مقیم اور مسافر طلباء کثیر تعداد میں حصولِ تعلیم میں مصروف ہیں۔

- **دیگر خدمات:**

مفتی محمد حسین قادری 1970ء میں سندھ اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ یہ جامعہ جماعت اہلسنت بریلوی مسلک کا سکھر میں مرکزی ادارہ ہے اور اس کی دینی و تعلیمی خدمات وسیع پیمانے پر معروف ہیں۔

- **تنظیم:**

یہ مدرسہ تنظیم المدارس سے ملحق ہے۔

- **مسلک:**

مدرسہ اہل سنت بریلوی مسلک سے وابستہ ہے۔

- **موجودہ مہتمم:**

موجودہ مہتمم مفتی محمد ابراہیم قادری ہیں۔

مفتی محمد ابراہیم قادری کا مختصر تعارف:

حضرت مفتی محمد ابراہیم قادری 12 اگست 1956ء کو ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیب کے گاؤں ڈھوک لاہم میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق اعوان قبیلے سے ہے۔ ان کے والد محمد خان نے 1968ء میں انہیں جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر میں

---

37 شیخ الحدیث محمد حسین قادری بن محمد بہادر حسین کھتری 9، ستمبر 1932ء میں ریاست مالوہ (انڈیا) کے ایک قصبہ سمبلیا میں پیدا ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کر کے سکھر سندھ وارد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم فارسی و عربی کی اندور اجین (انڈیا) پھر سکھر میں حاصل کی۔ کچھ عرصہ دارالعلوم امجدیہ (آرام باغ) کراچی میں پڑھتے رہے پھر محدث اعظم پاکستان استاد الاساتذہ، صدر المدرسین مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد لائلپوری کی خدمت میں فیصل آباد حاضر ہوئے جہاں انھوں نے کتب عالیہ موقوف علیہ تک پڑھنے کے بعد حضرت محدث اعظم پاکستان کے پاس دارالعلوم مظہر الاسلام فیصل آباد میں دورہ حدیث شریف پڑھا۔ 1956ء میں علوم دینیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

داخل کروایا، جہاں انہوں نے حضرت مفتی محمد حسین قادری سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

بیعت اور خلافت:

مفتی محمد ابراہیم قادری کو حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان اور حضرت مفتی محمد حسین قادری رضوی سے بیعت اور خلافت کی سعادت ملی۔

تدریسی اور تحقیقی خدمات:

جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر میں بطور مدرس تدریس کا آغاز کیا۔

1989ء میں جامعہ شمس العلوم رضویہ، کراچی میں حدیث اور افتاء کے استاد کے طور پر خدمات انجام دیں۔

بعد ازاں، دوبارہ جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر واپس آکر تدریسی اور انتظامی ذمہ داریاں سنبھالیں۔

تحقیقی کام اور تصانیف:

مفتی صاحب کو جدید مسائل پر تحقیق کا خاص ذوق عطا ہے۔ان کی تصانیف میں شامل ہیں:

"تین طلاقوں کی شرعی حیثیت"

"زکواۃ کے جدید مسائل"

"فتاویٰ قادریہ"(غیر مطبوعہ مجموعہ)

شخصیت کے نمایاں پہلو:

مفتی محمد ابراہیم قادری سادگی، دیانت داری، علمی گہرائی، اور دینی حمیت سے بھرپور ایک باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ خطابت، تدریس، اور تحریر کے فنون میں مہارت رکھتے ہیں۔

3. اقراء مدینۃ الاطفال، بندر روڈ، سکھر:

یہ ادارہ بندر روڈ، سکھر پر واقع ہے۔ سکھر میں اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد ادارہ ہے، جو 8 اگست 1999ء کو قائم کیا گیا۔ ادارے میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ یہاں کے جی سے پانچویں تک پرائمری تعلیم کے ساتھ ناظرہ، حفظ، اور تجوید کی تعلیم دی جاتی ہے، اور بچوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت دی جاتی ہے۔ طلباء و طالبات کی تعداد 300 سے زائد ہے، جبکہ تدریسی عملے میں 13 افراد شامل ہیں۔

- **بانی:**

اس ادارے کے بانی قاری خلیل احمد ہیں، جو جامع مسجد بندر روڈ، سکھر کے خطیب بھی ہیں۔ اس کے محرک ان کے فرزند مولانا قاری جمیل احمد ہیں۔[38]

4. دارالعلوم حمادیہ ہالیجوی شریف:

یہ مدرسہ سندھ کی مشہور و معروف خانقاہ عالیہ ہالیجوی شریف میں واقع ہے۔

- **بانی اور مہتمم:**

اس مدرسے کی بنیاد 1939ء میں شیخ حماد اللہ ہالیجوی نے رکھی۔ مدرسے کے پہلے مہتمم حاجی احسن تھے، جن کی ولادت 1924ء میں ہوئی اور انہوں نے قاسم العلوم گھوٹکی سے فراغت حاصل کی۔ ان کے بعد حافظ محمود اسعد، جن کی ولادت 1345ھ (1925ء) میں ہوئی، مہتمم بنے۔ اس وقت مولانا عبدالصمد صاحب مہتمم کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

- **مدرسہ کی خصوصیات:**

1963ء میں یہاں دورہ حدیث کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ ہر سال مدارس کی چھٹیوں میں دورہ تفسیر کا انتظام کیا جاتا ہے۔[39]

5. خانقاہ عالیہ ہالیجی شریف:

- **تاریخ اور بانی:**

قدیمی اور تحریک آزادی کی مرکزی درگاہ ہالیجی شریف کے بانی اور تحریک آزادی کے اولین مجاہد پیر حماد اللہ ہالیجوئی تھے۔ یہ خانقاہ ضلع سکھر کی تحصیل پنو عاقل میں واقع ہے۔ پنو عاقل شہر ضلع سکھر سے 50 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اور ہالیجی شریف اس شہر سے 10 کلومیٹر دور قومی شاہراہ پر واقع ہے۔

- **وجہ تسمیہ:**

ہالیجی کی وجہ تسمیہ دو طرح کی بیان کی جاتی ہے۔ ایک یہ کہ یہاں بہت پہلے ایک بزرگ حالے نام سے رہتا تھا، جس کی طرف یہ گوٹھ منسوب ہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس گوٹھ کے ساتھ ایک جھیل بھی ہے جس کا تعلق مشہور جھیل

---

38 عبدالوحید انڈھڑ، سکھر تاریخ و تمدن 330/4

39 محمد اسحاق بھیو۔ "ضلع سکھر کے دینی مدارس اور ان کی دینی خدمات۔" مقالہ برائے، پی ایچ ڈی جامعہ سندھ، جامشورو۔ ص 71

ہالیجی سے ہے۔

- **تاریخ اور مشہوریت:**

یہ گوٹھ حضرت حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے بر صغیر، پاک وہند میں مشہور و معروف ہوا[40]۔ خانقاہ عالیہ ہالیجی شریف کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں کے مریدین میں اکثریت علماء وفضلاء کی ہے۔

- **خدمات:**

خانقاہ عالیہ ہالیجی شریف کی کوششوں سے سینکڑوں دینی مدارس قائم ہوئے ہیں، جہاں شب و روز "قال اللہ" و "قال رسول ﷺ" کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے۔ ہالیجی شریف کے مریدین کی پہچان اتباع سنت و اتباع رسول ﷺ سے ہوتی ہے۔ خانقاہ کی علمی، ادبی، تعلیمی، تبلیغی، اور تدریسی خدمات قابل ذکر ہیں۔[41]

- **سماجی اور سیاسی خدمات:**

خانقاہ کی سیاسی اور سماجی خدمات بھی اہم ہیں۔ حضرت حماد اللہ ہالیجویؒ، جو کہ حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی کے خلفاء اجل میں سے ہیں، اس خانقاہ کے بانی ہیں۔[42]

ضلع خیر پور کا تعارف:

خیر پور، سکھر ڈویژن کا ایک ضلع ہے، جو دریائے سندھ کے مشرقی کنارے سے متصل ہے۔ اس کی مغربی سرحد ضلع لاڑکانہ سے ملتی ہے، جبکہ شمال مغرب میں ضلع سکھر واقع ہے۔ جنوب میں نواب شاہ اور سانگھڑ کی سرحدیں ہیں، اور مشرق میں خیر پور کی حدود بھارت سے ملتی ہیں۔

قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں بھی خیر پور ایک ریاست کے طور پر میروں کے زیر انتظام تھا۔ 1953ء میں، جب ریاست کے حکمران میر علی مراد خان تالپور تھے، چند شرائط کے ساتھ ریاست خیر پور کا الحاق پاکستان سے ہوا۔ ون یونٹ کے قیام کے بعد خیر پور کو ڈویژن بنایا گیا، لیکن ون یونٹ کی تنسیخ کے بعد ڈویژن کا صدر مقام سکھر منتقل کر دیا گیا اور خیر پور کو سکھر ڈویژن کا ضلع بنا دیا گیا۔

---

40 حضرت حماد اللہ بن محمود بن حماد اللہ انڈھڑ سن 1301 ہجری الموافق 1883ء میں ایک چھوٹے گاؤں ہالیجی شریف تحصیل پنو عاقل ضلع سکھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء واجداد بہاولپور ریاست سے ہجرت کر کے ہالیجی شریف میں آباد ہوئے، آپ کا خاندان درویش صفت اور اللہ لوک فقیروں کا خاندان تھا۔

41 محمد اسحاق بھیو۔ "ضلع سکھر کے دینی مدارس اور ان کی دینی خدمات۔" مقالہ برائے، پی ایچ ڈی جامعہ سندھ، جامشورو۔ ص 45

42 ایضاً ص 46

- **ضلع کی زرعی و صنعتی پیداوار:**

خیرپور کی سرزمین پر 110 اقسام کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔ کھجور کی پیکنگ اور بیرون ملک برآمد کے لیے ٹھیری کے مقام پر بڑی کھجور فیکٹری موجود ہے۔ صنعتی لحاظ سے، ضلع میں نئے کارخانوں کے قیام سے معیشت پر مثبت اثر پڑا ہے۔ تعلقہ کوٹ ڈیجی میں رانی پور کے مقام پر شکر کا کارخانہ بھی لگایا گیا ہے۔ شہر خیرپور، سکھر سے 18 میل کے فاصلے پر کراچی جانے والی قومی شاہراہ پر واقع ہے۔ شہر کا مرکزی شاہی بازار پنج گولو یا پنچہ گولہ پر ختم ہوتا ہے، جو شہر کی کاروباری سرگرمیوں کا مرکز ہے۔[43]

- **ضلع خیرپور کا تعلیمی نظام:**

خیرپور تعلیم یافتہ لوگوں کا شہر ہے، جہاں علمی و تعلیمی اداروں کی کثرت ہے۔ یہاں شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، سپریئر سائنس کالج، پاکستان کالج، ٹیکنالوجی کالج، کمرشل کالج، ایلیمنٹری کالج برائے مرد و خواتین، ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، گرلز کالج اور ٹیکنکل کالج موجود ہیں۔ یہاں ریڈیو اسٹیشن، سچل اکیڈمی، اور سچل آڈیٹوریم بھی موجود ہیں۔[44]

- **ضلع کی صنعتیں:**

صنعتی کارخانوں میں کھجور کے کارخانوں کے علاوہ خیرپور ٹیکسٹائل مل، اسماعیل ٹیکسٹائل مل، سندھ کمال انڈسٹریز، بنارسی ساڑھیوں کے کارخانے، پائپ فیکٹری، اور متعدد پولٹری فارم موجود ہیں۔

- **شہری زندگی اور آبادی:**

اس صاف ستھرے شہر میں پانی کی نکاسی کا بہترین انتظام ہے اور کہیں غلاظت کے ڈھیر نظر نہیں آتے۔ لوگ سادہ ہیں اور سندھی، اردو، اور سرائیکی بولتے ہیں۔ شہر کی آبادی تقریباً ستر ہزار کے قریب ہے۔[45]

ضلع خیرپور کے مشہور مدارس:

یوں تو ضلع خیرپور میں بہت سے مدارس ہیں، لیکن چند مشہور مدارس درج ذیل ہیں۔

1. جامعہ اسلامیہ حمادیہ خیرپور میرس:

- **بانی:**

مولانا میر محمد میرک، بانی جامعہ اسلامیہ حمادیہ خیرپور میرس اور مہتمم، ضلع خیرپور کے ایک نامور عالمِ دین، صوفی، اور

---

[43] شیخ نوید اسلم، "پاکستان کے آثارِ قدیمہ "بک ہوم پبلشرز شمارہ 1(2015ء)ص 65۔

[44] ایضاً ص 68

[45] شیخ نوید اسلم، "پاکستان کے آثارِ قدیمہ "بک ہوم پبلشرز شمارہ 1(2015ء)ص 70

مذہبی رہنما ہیں۔ آپ کو روحانی خدمات کے باعث وسیع پیمانے پر احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ نے مختلف مدارس سے اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کی اور تصوف میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ ضلع خیرپور کے علاوہ دور دراز علاقوں سے بھی طلبہ آپ کے پاس علم حاصل کرنے آتے ہیں۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ درس وتدریس اور تصوف کی تبلیغ میں گزرا، اور آپ ہمیشہ لوگوں کو علم و عمل کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

- **مدرسہ کی خصوصیت:**

حمادیہ مدرسہ، ضلع خیرپور کے شھباز کالونی اسٹیشن روڈ پر واقع ہے۔ یہ مدرسہ ضلع خیرپور میں غیر مسلم افراد کو اسلام قبول کروانے کے حوالے سے مشہور ہے۔ یہاں نومسلم افراد کو اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی فراہم کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، مدرسے کے ذریعے نومسلموں کو علاقائی اور معاشی مدد بھی فراہم کی جاتی ہے، جس سے ان کا تعلیمی اور معاشرتی سفر آسان اور کامیاب ہوتا ہے۔

- **مدرسہ کی معلومات:**

حمادیہ مدرسہ نہ صرف دینی اور علمی تعلیمات فراہم کرتا ہے، بلکہ انسانیت کے ہر پہلو کو پورا کرنے کے لیے ایک بہترین مرکز بھی ہے۔ یہاں نومسلموں کی مدد کے لیے کئی اقدامات کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اسلامی معاشرت میں رہنے اور دینی تعلیمات سیکھنے میں آسانی محسوس کریں۔[46]

اس مدرسے میں نومسلموں کو بنیادی اسلامی عقائد اور عبادات کی تعلیم دی جاتی ہے، جیسے کہ نماز، روزہ، زکات، اور حج کے مسائل۔ مزید برآں، اگر کوئی نومسلم دینی تعلیم کا زیادہ علم حاصل کرنا چاہے تو ان کے لیے تجوید اور تفسیر کی خصوصی کلاسز کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ مدرسے میں نومسلموں کی زندگی کو آسان بنانے کے لیے مالی مدد، رہائش، خوراک، اور لباس کی فراہمی کی جاتی ہے۔ مدرسے کی انتظامیہ نومسلم خواتین و مرد کی شادی کی ذمہ داری بھی اٹھاتی ہے اور انہیں روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں مدد کرتی ہے تاکہ وہ مالی طور پر خودکفیل ہوسکیں۔

2. مدرسہ دارالعلوم حمادیہ واری گوٹھ:

یہ مدرسہ پہلے واری گوٹھ، عقب سی ایس ڈی، پنوعاقل کینٹ میں واقع تھا۔ واری گوٹھ چھاؤنی بننے کی وجہ سے یہ مدرسہ وہاں سے منتقل ہوگیا ہے اور اب اس مدرسے کو پنوعاقل کینٹ کا تعاون حاصل ہے۔[47]

---

[46] انٹرویو، مفتی ماجد، مدرس شعبہ تفسیر حمادیہ مدرسہ، اسٹیشن روڈ، خیرپور 5/04/2024

[47] ایضاًص 73

- **افتتاح:**

مدرسہ دارالعلوم حمادیہ واری گوٹھ کاافتتاح مئی 1967ء میں خلیفہ احمدالدین نے کیا تھا۔

- **تعلیم:**

یہاں درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہےاور مقامی و مسافر طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

ضلع گھوٹکی کا تعارف:

ضلع گھوٹکی پاکستان کے صوبہ سندھ کا ایک ضلع ہے۔ 1998ء کی قومی مردم شماری کے مطابق ضلع کی کل آبادی 970،549 ہے۔ 2023 کی مردم شماری کے مطابق آب اس ضلع کی کل آبادی تقریباً 18 لاکھ ہے، ضلع گھوٹکی کا ضلعی صدر مقام میرپور ماتھیلو ہے۔[48]

انتظامی حوالے سے ضلع گھوٹکی میں 2 میونسپل کمیٹیز جبکہ 4 ٹاؤن کمیٹیز شامل ہیں، گھوٹکی میں قومی اسمبلی کی دو اور صوبائی اسمبلی کی چار نشستیں ہیں۔ ضلع گھوٹکی کی سرحدیں مشرق میں بھارت، جنوب اور جنوب مغرب میں ضلع سکھر، مشرق میں ضلع کندھکوٹ اور شمال میں پنجاب کے ضلع رحیم یار خان کی تحصیل صادق آباد سے ملتی ہیں۔ سندھ کو پنجاب اور سرحد سے منسلک کرنے والی مرکزی ریلوے لائن اسی ضلع سے ہو کر گزرتی ہے اور یہاں کا ریتی ریلوے اسٹیشن پنجاب سے قبل سندھ میں ریل گاڑی کا آخری پڑاؤ ہے۔

یہ ضلع سندھ کا صنعتی علاقہ ہے گھوٹکی میں او جی ڈی سی ایل، اینگرو کارپوریشن، فوجی فرٹیلائزر، ڈوسن پاور پلانٹ اور اینگرو پاور پروجن پاور پلانٹ ہیں۔ ضلع گھوٹکی میں تین گیس فیلڈز ہیں، ان میں ماڑی گیس قادرپور گیس اور رحمت گیس شامل ہیں۔ گھوٹکی کی بڑی فصل کپاس ہے یہاں درجنوں کے حساب سے فیکٹریاں موجود ہیں کپاس سے متعلقہ فیکٹریوں کے علاوہ چار شوگر ملیں ہیں ان میں جی ٹی ڈبلیو، ایس جی ایم، ڈھرکی اور رتی شوگر ملز ہیں۔[49]

گھوٹکی کی تحصیلیں:

سال 1993 میں گھوٹکی کو سکھر سے الگ کر کہ ضلع کادرجہ دیا گیا تھا، ضلع گھوٹکی پانچ تحصیلوں پر مشتمل ہے ان ہیں۔

تحصیل گھوٹکی

---

48 شیخ نوید اسلم، "پاکستان کے آثارِ قدیمہ" بک ہوم پبلشرز شمارہ 1(2015ء) ص 83

49 عبدالوحید انڈھڑ، سکھر تاریخ و تمدن، 135/5

تحصیل میرپور ماتھیلو

تحصیل ڈھرکی

تحصیل اباوڑو

تحصیل خان گڑھ شامل ہیں۔

گھوٹکی کی تاریخ اور وجہ تسمیہ:

گھوٹکی شہر تقریباً ساڑھے چودہ سو برس قبل آباد ہوا ضلع گھوٹکی شہر کی بنیاد راجہ داہر کے رشتہ دار راجہ ابن سلاج برہمن نے 637 سن عیسوی میں آباد کیا، گھوٹکی کا پہلا نام خط سام تھا۔

راجہ ابن سلاج برہمن نے یہاں اپنی ارمی کا کیمپ بنایا اور کچھ عرصے بعد یہاں مختلف قبیلوں کے لوگ آکر آباد ہو گئے اور اس گاؤں کا نام حادثان رکھ دیا گیا۔ دو سال بعد یہ شہر تباہ ہو گیا 695 سن عیسوی میں مچھیروں نے دوبارہ اس جگہ کو اباد کیا اور اس کو میانی کہنا شروع کر دیا 712 میں جب محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا تو راجہ داہر کے پوتے گوٹ اس علاقے میں آکر آباد ہوا گوٹ نے عربوں کے ہاتھوں اسلام قبول کیا مگر اس نے اس شہر کا نام راجہ داہر کی نسبت سے داہر والی رکھ دیا۔

شہر بغداد کے ایک صوفی بزرگ مبارک شاہ جیلانی تشریف لائے تو اس شہر کے لوگوں نے داہر والی کی جگہ شہر کا نام لوہے صاحبان رکھ دیا۔ جب اس خطے پر انگریز قابض ہوئے تو گھوٹ لوگوں نے انگریز سے وفا کی پھر اس شہر کا نام ابتدا میں گھوٹا اور پھر گھوٹکی بن گیا۔ گھوٹکی راجہ گھوٹ کا آباد کردہ شہر ہے۔[50]

ضلع گھوٹکی کی اہم زبانوں میں سندھی سب سے بڑی زبان ہے جو 92.29 فیصد لوگ بولتے ہیں۔ اس کے بعد اردو 3.08 فیصد کے ساتھ دوسری سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ پنجابی 2.92 فیصد، سرائیکی 0.60 فیصد، بلوچی 0.53 فیصد اور پشتو 0.28 فیصد اور مارواڑی زبان 1 فیصد بولی اور سمجھی جاتی ہیں ضلع گھوٹکی کے لوگوں کی قومی زبان اردو اور دفتری زبان انگریزی ہے۔

اگرچہ گھوٹکی شہر کا نام گھوٹو ذات سے منسوب ہے مگر یہاں دیگر ذاتیں بھی رہتی ہیں، جن میں سومرو، انڈھڑ، چاچڑ، مہر،

---

[50] کامران اعظیم سوہدروی، تاریخ گھوٹکی، صوبہ سندھ کے ضلاع گھوٹکی کی تیرہ سو سالہ تاریخ اور عہد ساز شخصیات کا تعارف (ناشران المہران کتاب گھر، سانگھڑ 2012ء) ص 85۔

کلہوڑو، دایو، بزدار، چنا، لغاری، بھیو، مغل، رامیجو، مگسی، عالمانی، سنگھڑ، راجپوت اور میگنوال مارواڑی بھی آباد ہیں۔[51]

ضلع گھوٹکی کے دینی مدارس:

ضلع گھوٹکی میں بہت سے دینی مدارس، مساجد اور درسگاہیں موجود ہیں، جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تبلیغ کا کام بھی سرانجام دیا جاتا ہے۔ درج ذیل میں ضلع گھوٹکی کے مشہور مدارس کی تفصیلات دی گئی ہیں۔

1. مدرسہ قاسم العلوم:

- **قیام:**

مدرسہ قاسم العلوم کا قیام 1330ہجری (1910ء) میں عمل میں آیا۔

- **بانی:**

مدرسے کے بانی پیر فخر الدین شاہ اور ان کے بھائی پیر شیر محمد شاہ تھے۔

- **مہتمم:**

پیر فخر الدین شاہ کی وفات کے بعد، ان کے بیٹے سید عارف شاہ مہتمم بنے۔ اس کے بعد ان کے بیٹے پیر حبیب اللہ شاہ نے مہتمم کے فرائض سرانجام دیے۔ پیر حبیب اللہ شاہ کی وفات کے بعد، ان کے بیٹے، حالیہ مہتمم پیر مولانا خلیل اللہ شاہ نے ذمہ داری سنبھالی۔

- **تعلیم:**

مدرسے میں درس نظامی کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے، اور یہاں کئی بڑے علماء و فضلاء نے اپنے علم و فضل کی روشنی پہنچائی ہے۔ مدرسہ قاسم العلوم کی اندرون سندھ میں بیش بہا خدمات ہیں۔

- **تنظیم:**

مدرسہ قاسم العلوم وفاق المدارس سے منسلک ہے، اور یہاں مقامی اور مسافر طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔[52]

---

[51] ایضاً 86/1

[52] انٹرویو، مولانا مفتی خلیل شاہ، مدرسہ قاسم العلوم 05/07/2024,

2. مدرسہ انوار الاسلام غوثیہ فریدیہ، مسجد نور:

- **قیام:**

مدرسہ انوار الاسلام غوثیہ فریدیہ کا قیام یکم محرم الحرام 1392ہجری (1972ء) میں ہوا۔

- **بانی:**

اس مدرسے کے بانی مفتی مولانا محمد عبد الستار چشتی ہیں۔

- **تعلیم:**

مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے، اور یہاں مقامی اور مسافر طلباء علم حاصل کر رہے ہیں۔

- **تنظیم:**

مدرسہ انوار الاسلام غوثیہ فریدیہ تنظیم المدارس سے منسلک ہے۔

- **جشن:**

مدرسہ میں 12 ربیع الاول اور 27 رجب المرجب کے موقع پر جشن بھی منائے جاتے ہیں۔[53]

3. مدرسہ بدر العلوم، مکی مسجد:

مدرسہ بدر العلوم مکی مسجد، گھوٹکی شہر میں واقع ہے۔ مدرسہ کا قیام (1972ء) میں ہوا۔ اور اس مدرسہ کے ساتھ مکی مسجد بھی واقع ہے۔

- **بانی اور مہتمم:**

اس مدرسے کے بانی اور مہتمم مولانا عبد المجید چنہ ہیں۔

- **وقف:**

مدرسہ کی جگہ چودھری محمد صدیق کوئیٹہ والے نے وقف کی۔

- **تعلیم:**

---

[53] انٹرویو، مولانا قاری امیر الدین مدرسہ انوار الاسلام غوثیہ فریدیہ، مسجد نور، 10/07/2024

مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے،اور یہاں مقامی اور مسافر طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

- **جشن:**

مدرسہ میں 12 ربیع الاول کو دستار بندی کا جلسہ بھی منعقد کیا جاتا ہے۔

- **تنظیم:**

مدرسہ وفاق المدارس سے منسلک ہے۔[54]

4. مدرسہ تجوید القرآن رحموالی:

مدرسہ تجوید القرآن رحموالی شہر گھوٹکی کے محلہ رحموالی میں واقع ہے۔

- **بانی اور قیام:**

اس مدرسے کا قیام 1975ء میں مولوی عبدالمجید چنہ نے کیا۔ بعد میں مدرسہ استاد القراء قاری امیر الدین ملک کے حوالے کیا گیا۔ قاری امیر الدین ملک ضلع گھوٹکی کے مشہور و معروف قاری ہیں۔

- **تعلیم:**

قاری صاحب نے اس مدرسے میں فن قرائت کی تعلیم شروع کی، جس سے یہ مدرسہ فن قرائت و تجوید کے مشہور مدارس میں شامل ہو گیا۔ یہاں تجوید القرآن اور حفظ القرآن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں سے فیض پانے والے قراء حضرات کی کثیر تعداد ہیں،اور ملک کے دور دراز علاقوں سے طلباء یہاں تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔

- **تنظیم:**

مدرسہ وفاق المدارس سے منسلک ہے،اور یہاں مقامی و مسافر طلباء بھی زیر تعلیم ہیں۔[55]

5. مدرسہ جامعۃ الصدیقیہ احیاء الاسلام، بھرچونڈی شریف:

مدرسہ جامعۃ الصدیقیہ احیاء الاسلام، ضلع گھوٹکی کی تحصیل ڈھرکی بھرچونڈی شریف میں واقع ہے۔

---

54 انٹرویو، مولانا عبدالمجید چنا، مدرسہ بدر العلوم گھوٹکی، 12/04/2024

55 انٹرویو، مولانا قاری امیر الدین، مدرسہ تجوید القرآن گھوٹکی، 12/04/2024

- **بانی:**

مدرسہ کے بانی حضرت حافظ محمد صدیقؒ تھے۔انہوں نے خانقاہ عالیہ میں دینی اور روحانی تعلیم کے لیے خاطر خواہ انتظام کیا۔

- **انتظامیہ:**

مدرسے کی دیکھ بھال وقتاً فوقتاً خانقاہ عالیہ کے سجادہ نشین کرتے رہے ہیں۔اس وقت مدرسے کا انتظام پیر میاں عبدالخالق قادری کے حوالے ہے[56]، جو مدرسے کی ترقی کے لیے بھرپور کوششیں کر رہے ہیں اور انہوں نے ایک شاندار عمارت تعمیر کروائی جو یونیورسٹی کا منظر پیش کرتی ہے۔

- **تعلیم:**

مدرسے میں حفظ، ناظرہ، فن قراءت، فارسی، اور عربی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مقیم اور مسافر طلباء کی تمام ضروریات اور اخراجات پیر صاحب خود برداشت کرتے ہیں۔

- **لائبریری:**

مدرسے میں ایک بڑی قدیم لائبریری بھی موجود ہے، جہاں قدیم اور جدید کتب کا بہترین ذخیرہ موجود ہے۔ پیر صاحب کثیر خرچ کرکے اس میں نئی کتب کا اضافہ کرتے رہتے ہیں۔لائبریری سے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالہ لکھنے میں بھی مدد ملی ہے۔

- **شہرت:**

مدرسہ بہت سے ولی، عالم، اور حفاظ پیدا کر کے ملک کے مختلف علاقوں میں دینی تعلیم اور روحانی فیض پھیلانے میں

---

[56] میاں مٹھو کا پورا نام میاں عبدالحق اور ان کی عرفیت میاں مٹھو یا میاں مٹھا ہے، میاں مٹھو یا میاں مٹھا سلسلہ قادریہ کی مشہور خانقاہِ عالیہ بھرچونڈی شریف سے وابستہ ہیں۔ان کے والد، میاں عبدالرحمان عرف بھورل سائیں، تقسیمِ ہند سے پہلے شمالی سندھ کی ایک باا ثر شخصیت تھے اور اس وقت کی سندھ اسمبلی سے منسلک شمالی سندھ کے سیاستدانوں میں ان کا بڑا اثر تھا۔ میاں مٹھو سیاسی اور سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔آپ نے لوکل باڈیز کے انتخابات سے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز کیا اور بعد میں قومی سیاست میں قدم رکھا۔19 نومبر 1988ء کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے حلقہ 152 (گھوٹکی اور پنو عاقل) سے سردار غلام محمد خان مہر کو شکست دے کر کامیابی حاصل کی۔1990ء میں اسمبلیاں برخواست ہوئیں، لیکن اس کے بعد بھی آپ انتخابات میں حصہ لیتے رہے، تاہم کامیابی نہ مل سکی۔2008ء کے عام انتخابات میں آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا اور سردار خالد احمد خان لند کو شکست دی۔آپ کی رہائش ڈہرکی میں ہے، اور آپ لوگوں کے کام کاج اور ان کے تنازعات کے حل کے لیے فیصلے کرتے رہتے ہیں۔

مصروف ہے۔ یہ مدرسہ تمام دینی اور روحانی مدارس کے لیے ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔[57]

ضلع گھوٹکی کی مشہور خانقاہ:

1. مشہور خانقاہ بھرچونڈی شریف کا مختصر تعارف:[58]

بھرچونڈی شریف، تحصیل ڈھرکی ضلع گھوٹکی، سندھ سکھر سے 100 کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔

- **تاریخ:**

یہ خانقاہ حافظ محمد صدیقؒ کے ذریعہ 1258-57 ہجری (متعلقہ 1842-1841ء) میں قائم کی گئی تھی۔ حافظ محمد صدیقؒ کا تعلق سمہ قوم کی بھرچونڈی شاخ سے تھا، جس کی بناپر اس جگہ کو بھرچونڈی شریف کہا جاتا ہے۔[59]

- **روحانی مرکز:**

یہ خانقاہ اسلامی روحانیت اور اصلاح کا مرکز رہی ہے، جہاں غیر مسلم اور مسلمان دونوں ہدایت حاصل کرنے آتے ہیں۔ یہاں آنے والے غیر مسلموں میں مولانا عبیداللہ سندھی اور مترجم قرآن علامہ تاج محمد امروٹی رحمہ اللہ شامل ہیں۔ ہر جمعہ کو یہاں بڑے پیمانے پر لوگوں کے مسلمان ہونے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

- **مشہور بزرگ:**

1. حضرت حافظ الملت محمد صدیقؒ
2. میاں عبداللہ عرف ہادی سائیں
3. میاں عبدالرحمان عرف بھورل سائیں
4. میاں عبدالرحیم شہید اول

---

[57] انٹرویو، مولانا عبدالحفیظ، مدرسہ جامعۃ الصدیقیہ احیاء الاسلام، بھرچونڈی شریف، 05/02/2024

[58] عبدالوحید انڈھڑ، سکھر تاریخ وتمدن 436/6

[59] حافظ الملت محمد صدیق القادریؒ نے 1258ھ میں خانقاہ قادریہ بھرچونڈی شریف کی بنیاد رکھی۔ یہ خانقاہ سندھ میں واقع ہے اور ایک اہم روحانی اور تعلیمی مرکز ہے۔ حافظ الملت نے یہاں قرآن حفظ کرنے کی تعلیم شروع کی اور لوگوں کو قرآن، حدیث، اور دیگر دینی علوم سکھائے۔ آج، یہ خانقاہ 200 سے زائد دینی مدارس کی سرپرستی کرتی ہے۔ خانقاہ کے ساتھ ایک بڑی لائبریری بھی موجود ہے، جہاں لوگ دینی موضوعات پر تحقیق اور مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہاں ایک "حافظ الملت اکیڈمی" بھی قائم ہے، جو تحریر و تحقیق کے لیے مخصوص ہے۔

5. میاں عبدالحلیم عرف شہید ثانی

6. موجودہ پیر میاں عبدالخالق

- **شہرت اور شخصیات:**

خانقاہ سے وابستہ مشہور شخصیات میں میاں عبدالحق عرف میاں مٹھو شامل ہیں، جو قومی اسمبلی کے ممبر رہے ہیں۔

- **سالانہ کانفرنس:**

ہر سال 10 جمادی الثانی کو حافظ الملت کانفرنس منعقد کی جاتی ہے، جس میں ملکی و غیر ملکی اہل علم اور سیاسی شخصیات شرکت کر کے بزرگان بھرچونڈی شریف کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ یہ کانفرنس حضرت پیر میاں عبدالخالق کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔[60]

ضلع گھوٹکی میں مسلم کمیونٹی کی آبادی:

ضلع کی بیشتر آبادی مذہب اسلام کی پیروکار ہے 92 فیصد لوگ مسلمان ہیں۔

گھوٹکی میں اقلیتی برادری کی آبادی:

یہاں دوسرے نمبر پر ہندو سب سے بڑی اقلیت آباد ہیں جس کی کل آبادی 7 فیصد ہیں۔ ان کے علاوہ 1 فیصد مسیحی، احمدی اور دیگر اقلیتیں بھی یہاں رہتی۔ گھوٹکی ضلع میں زیادہ تر ہندو برادری موجود ہے جو اس ضلع کی آبادی کا ایک اہم حصہ ہے۔ مندرجہ ذیل ضلع گھوٹکی میں رہنے والے ہندو مذہب کے لوگوں کے بارے میں کچھ اہم معلومات دی گئی ہے۔

- **ہندو برادری کی آبادی اور سماجی حیثیت:**

ضلع گھوٹکی میں ہندو برادری کی تعداد کافی زیادہ ہے اور وہ مختلف پیشوں سے وابستہ ہیں جن میں زراعت، تجارت، دستکاری وغیرہ جیسے پیشے موجود ہیں۔ یہاں ہندو برادری کی آبادی زیادہ تر دیہی علاقوں میں رہتی ہے۔[61]

1. **معیشت اور کاروبار:**

---

[60] مشتاق احمد پتافی، "مذہب تبدیلی و درگاہ بھرچونڈی شریف"، جامعۃ العین، سکھر ص 7۔

[61] ڈاکٹر سید عطاء اللہ بخاری، "ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول و ضوابط: صوبہ سندھ کا خصوصی مطالعہ، "الہس ریسرچ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز سائنسز، جنوری-جون 2021۔ ص 2021ء

ضلع گھوٹکی میں غیر مسلم ہندو برادری معاشی طور پر مضبوط ہیں، یہ لوگ زراعت، کاروبار، اور ہنر مند پیشوں میں بھی نمایاں ہیں۔ ہندو افراد نے اپنے کاروبار کو اتنا وسیع کیا ہے، کہ ہزاروں مسلمان ان کی فیکٹریوں، ریسٹورنٹس، اور شاپنگ مالز میں ملازمت کی طور پر نوکری کرتے ہیں۔ یہاں کی ہندو برادری کاروبار میں دن بدن ترقی کر رہی ہیں۔ مشہور کاروباری شخصیات میں اشوک کمار، ہمراج لعل، اور مہیش کمار شامل ہیں۔

2. تعلیم:

ضلع گھوٹکی میں ہندو برادری کاروبار کے ساتھ تعلیم پر بھی خاص زور دیتی ہے۔ اس علاقے میں غیر مسلم افراد تعلیمی میدان میں مسلم کمیونٹی سے بھی آگے ہیں۔ ہندو کمیونٹی اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لیے ہر ممکن سہولت فراہم کرتی ہے، تاکہ وہ بہتر مستقبل کی جانب گامزن ہو سکیں۔

اور یہ لوگ مختلف تعلیمی اداروں میں زیرِ تعلیم ہیں۔ اس ضلع کے کافی غیر مسلم بچے ہر سال میڈیکل اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں داخلہ لے رہے ہیں اور بعد میں ڈاکٹرز اور انجینیئرز بن کر صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پاکستان سے باہر بھی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔[62]

3. امتحانات میں مقابلہ اور سرکاری نوکریاں:

غیر مسلم کمیونٹی کا رجحان پاکستان کے سب سے بڑے امتحان سی ایس ایس میں بھی بڑھ رہا ہے۔ کئی طالب علم اس امتحان کو پاس کر کے 17 گریڈ کے افسر بن چکے ہیں۔ اس کے علاوہ، غیر مسلم اساتذہ بھی کالجوں اور اسکولوں میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ صوبہ سندھ میں غیر مسلموں کے لیے سرکاری نوکریوں میں پانچ فیصد کوٹہ مخصوص ہے۔ حال ہی میں سندھ حکومت نے اساتذہ کی بھرتی کے لیے امتحان لیا تھا، جس میں تقریباً 60 ہزار اساتذہ بھرتی کیے گئے، جن میں سے کئی غیر مسلم بھی شامل تھے۔

4. سیاست اور مذہبی آزادی:

گھوٹکی کی سیاست میں بھی غیر مسلم ہمیشہ فعال رہے ہیں اور ان کی رائے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ مینارٹی کوٹہ پر پاکستان کی قومی اسمبلی کی نشست پر ضلع گھوٹکی کو بھی نمائندگی ملی ہوئی ہے۔ بلدیاتی انتخابات میں اکثر گھوٹکی کے غیر مسلم کونسلرز منتخب ہوتے رہتے ہیں، جو اپنے علاقوں کے مسائل حل کرنے میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔

5. ہندو برادری کے مذہبی مقامات:

ضلع گھوٹکی میں ہندوؤں کے کئی مذہبی مقامات ہیں، جن میں مندر، آشرم، اور دھرم شالے۔ یہ مقامات ہندو برادری کے لیے عبادت اور سماجی تقریبات کا مرکز ہیں۔ مشہور مندروں میں **رہرکی صاحب مندر** جس کو پاکستان کا سب سے بڑا

[62] انٹرویو، فیروز علی، ضلع گھوٹکی۔ 15/07/2024

مندر کہا جاتا ہے،اسی طرح میر پور ماتھیلو میں **شدانی دھرمی دربار مندر** مشہور مندروں میں شامل ہیں۔ان مشہور مندروں کی وجہ سے یہاں ہندو مذہب کے سب سے زیادہ پیروکار موجود ہیں۔اوران کو حکومت کی طرف سے سیکیورٹی بھی فراہم کی جاتی ہے۔[63]

6. تہواراورروایات:

یہاں ہندو برادری اپنے مذہبی تہواروں کو بڑے جوش و خروش سے مناتی ہے، جیسے دیوالی، ہولی، نوارا تری،اور را کھی بندھن۔ان تہواروں میں مقامی مسلمان بھی شرکت کرتے ہیں، جس سے سماجی اور ثقافتی ہم آہنگی بڑھتی ہے۔

7. مسائل اور چیلنجز:

اگرچہ یہاں ہندو برادری اور مسلم کمیونٹی اکثر پرامن اور ہم آہنگی سے رہتی ہے، مگر بعض اوقات ہندو برادری کو مذہبی تعصب اور سماجی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ حکومت اور مختلف تنظیمیں ان مسائل کو حل کرنے کی پوری کوشش کرتی رہتی ہیں۔ ضلع گھوٹکی کی ہندو برادری ضلع کی ترقی، علاقائی ثقافت، معاشی، تعلیمی، اور سیاسی لحاظ سے اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ضلع گھوٹکی ایک ترقی پذیر علاقہ ہے جو مختلف عوامل سے مالامال ہے۔اس کی معاشی سرگرمیاں، تعلیمی ادارے، ثقافتی ورثہ، اسے ایک نمایاں مقام عطا کرتے ہیں۔یہ ضلع پانچ تحصیلوں پر مشتمل ہے اور مختلف قوموں اور زبانوں پر مبنی آبادی رکھتا ہے۔

اس ضلع کی ہندو برادری ضلع کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور علاقائی ثقافت اور روایات کا بھی اہم حصہ ہے،ان کی موجودگی ضلع کی معاشرتی اور کاروباری معاملات میں کافی فائدہ پہنچاتی ہے۔ ضلع گھوٹکی، صنعتی علاقہ ہے یہ نہ صرف مقامی سطح پر بلکہ ملکی سطح پر بھی اہم کردار ادا کرتا ہے اور امید ہے کہ مستقبل میں بھی اس کی ترقی کے امکانات روشن ہوں، پاکستان کو فائدہ پہنچانے میں یہ ضلع مزید کام ائے۔

---

[63] انٹرویو، فیروز علی، ضلع گھوٹکی۔15/07/2024

فصل دوم

اسلام میں تبدیلیِ مذہب کی نوعیت

تبدیلیِ مذہب ایک ایسا پیچیدہ اور جامع عمل ہے جس کے ذریعے ایک فرد اپنے موجودہ مذہبی عقائد، نظریات، اور زندگی کے فلسفے کو ترک کر کے ایک نیا مذہب اختیار کرتا ہے۔ اس تبدیلی کا اثر فرد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پڑتا ہے، جن میں روحانی، سماجی، اور نفسیاتی پہلو شامل ہیں۔ یہ عمل محض ایک ظاہری تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ ایک گہرے روحانی تجربے کا حصہ ہوتا ہے جس میں فرد اپنی سابقہ مذہبی شناخت کو ترک کر کے ایک نئی روحانی اور فکری راہ اختیار کرتا ہے۔[64]

تبدیلیِ مذہب کی نوعیت کا تعلق اس بات سے ہے کہ یہ ایک شخص کی اندرونی اور بیرونی زندگی میں کیسا اثر ڈالتی ہے۔ روحانی طور پر، یہ تبدیلی فرد کے مذہبی عقائد اور اس کے خدا کے ساتھ تعلق میں ایک بنیادی تبدیلی کو ظاہر کرتی ہے۔ اس میں فرد نئے مذہب کی تعلیمات کو اپنا کر اپنے اندرونی سکون اور روحانی بہتری کی کوشش کرتا ہے۔ نفسیاتی طور پر، یہ عمل فرد کی شناخت، عقائد اور زندگی کے بنیادی نظریات میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے، جو اس کی خودی اور خود آگاہی پر گہرے اثرات ڈالتا ہے۔

سماجی طور پر، تبدیلیِ مذہب کا اثر فرد کے معاشرتی روابط اور اس کی کمیونٹی سے تعلقات پر بھی پڑتا ہے۔ نئے مذہب کو اختیار کرنے کے بعد، فرد کو اپنی معاشرتی حیثیت اور ان رشتوں میں تبدیلی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جن میں وہ پہلے شامل تھا۔ بعض اوقات، یہ عمل فرد کو معاشرتی دباؤ یا تنقید کا سامنا بھی کروا سکتا ہے، جبکہ بعض مواقع پر نئے مذہبی حلقے کی قبولیت اور حمایت بھی حاصل ہوتی ہے۔[65]

مذہب کی تبدیلی عام طور پر ذاتی یا روحانی تجربات کی بنیاد پر ہوتی ہے، جیسا کہ زندگی میں کسی ایسے واقعہ کا وقوع پذیر ہونا جو اسے دوسرے مذہب کی طرف مائل کرے، یا زندگی کے نشیب و فراز، یا کسی روحانی تجربے کے نتیجے میں یہ فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس تبدیلی کے پیچھے مختلف عوامل ہو سکتے ہیں جیسے کہ ذاتی تحقیق، مطالعہ، معاشرتی دباؤ، یا کسی دعوت و تبلیغ کے ذریعے مذہبی پیغام کا اثر شامل ہیں۔

لہٰذا، تبدیلیِ مذہب کی نوعیت ایک جامع عمل ہے جو انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر گہرا اثر ڈالتی ہے، اور اس کے نتیجے میں نہ صرف فرد کی روحانی حالت میں تبدیلی آتی ہے بلکہ اس کی معاشرتی، نفسیاتی اور عملی زندگی میں بھی ایک نیا

---

[64] ضیاء الرحمن، ڈاکٹر یاسر عرفت۔ اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ: ایک تنقیدی تجزیہ۔ *پشتیئن اینڈ یکسنگ جرنل*؛ جلد 35، شمارہ 54، 2020ء ص 48

[65] ایضاً 49/1

باب شروع ہوتا ہے

مذہب کا کردار انسانی معاشرے میں:

انسانی معاشرے کی ترقی میں جہاں دیگر عوامل نے کردار ادا کیا ہے، وہاں مذہب کا کردار بھی انتہائی اہم رہا ہے۔ مذہب نے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ ابتدائی زمانے سے ہی انسانوں نے اپنی سیاسی اور سماجی ضروریات کو مذہب کے ذریعے پورا کرنے کی کوشش کی۔[66]

وقت کے ساتھ عقلی قوتوں نے ترقی کی اور نئے تقاضے پیدا ہوئے، لیکن ہر دور میں مذہب نے انسانی زندگیوں میں اہم کردار ادا کیا۔ مذہب نے انسان کو تہذیب نفس اور اعلیٰ معاشرتی اقدار کے حصول میں مدد فراہم کی ہے۔

مذہب نے انسانی زندگی کے مختلف شعبوں پر اثر ڈالا ہے۔ ہر قوم اور ملت نے اپنے مذہبی افکار و نظریات کو پروان چڑھایا۔ کچھ مذاہب وقت کے ساتھ ختم ہو گئے، جبکہ کچھ نے وقت کے تقاضوں کے مطابق خود کو ڈھال کر برقرار رکھا۔

آج بھی ہر انسان کسی نہ کسی صورت میں مذہبی فکر اور نظریہ رکھتا ہے، چاہے اس کی وابستگی ظاہری ہی کیوں نہ ہو۔ مذہب کا معاملہ ہمیشہ حساس رہا ہے کیونکہ اس کی بنیاد ایمان اور یقین پر ہوتی ہے، جس میں شدت کا عنصر بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی کے مذہبی عقائد پر تنقید کی جائے تو شدید ردعمل دیکھنے کو ملتا ہے۔ مذہب صرف ذہنی احساس کا نام نہیں بلکہ کردار و عمل پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، اور انسان اپنے مذہبی عقائد و نظریات کے حوالے سے انتہائی حساس ہوتا ہے۔

ہر مذہب کے پیروکار اپنے مذہب کو دوسروں سے اعلیٰ اور حق پر سمجھتے ہیں، جبکہ دیگر مذاہب کو باطل قرار دیتے ہیں۔ مذہب نے انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے، کہ اس کا ایک وجود ہے جس کی تعمیر سے وہ ایک بہترین معاشرہ بنا سکتا ہے، جو مطمئن اور پرسکون زندگی کا ضامن ہو گا۔ اسی لیے مذہب نے انسان کے لیے عملی، سیاسی، اور معاشی اصول وضع کیے تاکہ وہ ان کی روشنی میں اپنی زندگی کو بہتر بنا سکے۔[67]

اسلام میں مذہبی تبدیلی کی صورتحال:

اسلام میں مذہبی تبدیلی کے موضوع پر بہت سی تحریریں موجود ہیں۔ جو قبولِ اسلام کے واقعات کو داستانوں کی شکل میں بیان کرتی ہیں۔ مگر اس بات کی تحقیق کم کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص اسلام کو اپنا لیتا ہے، تو یہ عمل کس طرح وقوع

---

[66] ام حبیبہ۔ "دین اور مذہب کی ضرورت اور اس کے انسانی زندگی پر اثرات۔" حماری ویب۔ 8 جولائی 2018ء
https://hamariweb.com/articles/85398

[67] ام حبیبہ۔ "دین اور مذہب کی ضرورت اور اس کے انسانی زندگی پر اثرات۔" حماری ویب۔ 8 جولائی 2018ء

پذیر ہوتا ہے اور اس پر کون سے عوامل اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ان مراحل کو سمجھنے کے لیے مفکرین اور علماء نے اس عمل کی تفہیم کے لیے جن عناصر کا مطالعہ ضروری سمجھا ہے، ان کی کچھ اہم تفصیلات درج ذیل ہیں۔[68]

تبدیلی مذہب کی تعریف:

تبدیلی مذہب ایک ایسا عمل ہے جس میں کوئی شخص اپنے موجودہ مذہب کو چھوڑ کر ایک نیا مذہب اختیار کرتا ہے، یا اپنے مذہب کے اندر عقائد، رسومات، یا نظریات میں تبدیلی کرتا ہے۔ یہ تبدیلی صرف مذہب کی حدود تک محدود نہیں رہتی بلکہ انسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں، جیسے روحانی، سماجی، اور نفسیاتی حالت کو بھی متاثر کرتی ہے۔[69]

روحانی طور پر، ایک شخص نئے مذہب کی تعلیمات اور عقائد اپنا کر اپنی روحانی حالت میں بہتری محسوس کرتا ہے۔ تبدیلی مذہب ایک نئے عقیدے یا نظریے کی قبولیت سے جڑی ہوتی ہے، جو فرد کو روحانی سکون اور نئی فکری راہوں کی جستجو میں مدد دیتی ہے۔ یہ عمل عموماً گہرے روحانی تجربات یا شخصی تحقیق کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ سماجی طور پر، مذہبی تبدیلی انسان کے سماجی روابط، کمیونٹی میں مقام، اور تعلقات کو متاثر کرتی ہے، کیونکہ نیا مذہب فرد کو ایک نئی معاشرتی شناخت فراہم کرتا ہے۔

نفسیاتی طور پر، یہ تبدیلی کسی شخص کی سوچ اور شناخت پر گہرا اثر ڈال سکتا ہے۔ مذہبی تبدیلی اکثر کسی ذاتی مشکل یا روحانی جستجو کا نتیجہ ہوتی ہے، جہاں فرد اپنی زندگی کے مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ تبدیلی انسان کی زندگی کو ایک نئے مقصد اور مطلب سے روشناس کراتی ہے۔[70]

تبدیلی مذہب کے پیچھے کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، جیسے ذاتی مطالعہ، سماجی دباؤ، کسی کی تبلیغ، یا روحانی تجربات۔ یہ عوامل فرد کی زندگی میں گہرے اور طویل مدتی اثرات ڈال سکتے ہیں۔ مذہب کی تبدیلی نہ صرف اس کے عقائد اور خیالات کو بدلتی ہے بلکہ اس کے رویے، سماجی تعلقات، اور شخصیت پر بھی نمایاں اثر ڈالتی ہے۔ مجموعی طور پر، تبدیلی مذہب ایک جامع اور پیچیدہ عمل ہے جو فرد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ایک نئی سمت دیتا ہے اور اسے ایک نئی روحانی، سماجی، اور نفسیاتی شناخت فراہم کرتا ہے۔

---

68 زوہیب احمد، "اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ: ایک تنقیدی تجزیہ۔" البصیرہ جلد 8، شمارہ 1 (2019) 05۔

69 Christopher Lamb and M. Darroll Bryant, *Religious Conversion: Contemporary Practices and Controversies* (New York: Continuum International Publishing, 1999AD),

70 برزن، الیگزینڈر۔ "تبدیلی مذہب اور سنبھالا"۔ *Studybuddhism.com-Study Buddhism by Berzin Archives* - اخذ شدہ بتاریخ 11 جولائی 2019۔

اس تناظر میں، قبولِ اسلام کے عمل کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے روحانی اور عملی پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھا جائے، تاکہ اس تبدیلی کی مکمل تصویر سامنے آسکے۔

احادیث مبارکہ قبولِ اسلام کے عمل میں بنیادی رہنمائی کرتی ہیں۔ حضوت محمد ﷺ نے اپنی زندگی اور تعلیمات کے ذریعے اسلام کی تبلیغ کی اور لوگوں کو دینِ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ احادیث میں ان لوگوں کی مثالیں بھی موجود ہیں جو حضور ﷺ کی دعوت پر ایمان لائے اور ان کے روحانی تجربات نے ان کی زندگیوں کو بدل دیا۔

نومسلموں کے روحانی تجربات قبولِ اسلام کے عمل کی اہمیت کو بیان کرتے ہیں۔ کئی لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی زندگیوں میں سکون، مقصد، اور روحانی بیداری محسوس کرتے ہیں۔ ان کے تجربات میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے، قلبی سکون حاصل کرنے، اور اسلام کی سچائی کو محسوس کرنے کے پہلو شامل ہوتے ہیں۔[71]

اس عمل کو سمجھنے کے لیے، اسلام میں فطرت کے نظریے کو ایک بنیادی اصول کے طور پر استعمال کرنا مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ نظریہ انسان کی بنیادی روحانی فطرت اور اپنے خالق کی طرف رجوع کرنے کی وضاحت کرتا ہے۔

اسلام میں تبدیلیِ مذہب کے عمل کو سمجھنے کے لیے، ہمیں اس کے بنیادی اصول اور قرآن کی تعلیمات کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرنا چاہتا ہے، تو اس کے لیے کوئی مخصوص تقریب یا عبادت ضروری نہیں ہے۔ اس عمل کی سادگی کو مد نظر رکھتے ہوئے، اسے صرف شہادت دینی ہوتی ہے، جس میں فرد یہ کہتا ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں۔" یہ گواہی اس شخص کو اسلام کی طرف متعارف کراتی ہے اور اسے مسلمان بناتی ہے، چاہے وہ کسی بھی قوم، جنس یہ رنگ و نسل سے تعلق رکھتا ہو۔

قرآن میں تبدیلی مذہب کے عمل کی وضاحت براہ راست نہیں کی گئی، لیکن اسلام لانے اور چھوڑنے کے متعلق واضح باتیں موجود ہیں۔ قرآن نے اسلام اور "رِدّۃ" (یعنی اسلام چھوڑنے) کے لیے مخصوص اصطلاحات استعمال کی ہیں، جو اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ تبدیلیِ مذہب کے صرف دو مراحل ہیں: یا تو کسی مذہب کو قبول کرنا، یا اسے چھوڑ دینا۔

- **اسلام:**

اسلام کی بنیادی تعریف سمجھنے کے لیے، ہمیں عربی زبان میں "اسلام" کے معانی پر غور کرنا ضروری ہے۔ "اسلام" کے مختلف معانی ہیں، جیسے اطاعت، امن وغیرہ، اور یہ اللہ کے صفاتی ناموں میں سے بھی ایک ہے۔ قرآن نے اسلام کو بیان کرنے کے لیے "دین" کا لفظ بھی استعمال کیا ہے، جو کہ اللہ کی عبادت اور اس کے قوانین کے اطاعت کی نشاندہی کرتا ہے۔

[71] زوہیب احمد، "اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ: ایک تنقیدی تجزیہ۔" البصیرہ، جلد 8، شمارہ 1 (2019ء) ص 16

ایک مشہور مفسر ابن کثیر کے مطابق، قرآن انبیاء کے دین کو بیان کرنے کے لیے "اسلام" اور "ایمان" کے الفاظ استعمال کرتا ہے، اور واضح کرتا ہے کہ انبیاء نہ عیسائی تھے اور نہ ہی یہودی۔ اسلام دوسرے انبیا اور ان کی کتابوں پر ایمان لانے کو ضروری مانتا ہے، بلکہ وہ تمام انبیاء کو مسلمان بھی کہتا ہے۔[72]

اسلام قبول کرنے کے لیے دو بنیادی گواہیاں ضروری ہیں، اللہ کو واحد ماننا اور محمد ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرنا۔ اگرچہ یہودی اور عیسائی بھی اللہ کو واحد مانتے ہیں، مگر چونکہ وہ محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے، اس لیے انہیں قرآن "اہلِ کتاب" کے طور پر شناخت کرتا ہے،

یہ تمام نکات اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ قبولِ اسلام کا عمل سادہ اور جامع ہے، جس میں کیسی شخص کی نیت اور شہادت کا اہم کردار ہوتا ہے۔ یہ عمل دنیا بھر کے مختلف پس منظر سے آنے والے لوگوں کے لیے ایک مشترکہ راستہ فراہم کرتا ہے، جس میں عقیدے کی سچائی اور اخلاص کو مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔

قبولِ اسلام کے متعلق کچھ معلومات کے ذرائع:

عربی، انگلش اور اردو زبان میں ایسی بہت سی کتب موجود ہیں، جن میں مختلف افراد کے قبولِ اسلام کو کہانیوں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کتب کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا جائے کہ کس طرح اور کیوں مختلف افراد نے اسلام قبول کیا۔ ان کتب میں ان مشکلات کا ذکر کیا جاتا ہے، جن سے گزر کر کسی شخص نے اسلام قبول کیا، لیکن وہ عوامل جنہوں نے اس عمل کو آسان بنایا، انہیں کم اہمیت دی جاتی ہے۔

یہ کتب زیادہ تر بیانیہ انداز میں لکھی جاتی ہیں اور اس میں محققین اپنی رائے کے بجائے نو مسلموں کے تجربات اور ان کے نقطہ نظر کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ یہ کتب عموماً دعوتی مقاصد کے تحت لکھی جاتی ہیں اور زیادہ تر مسلمان ہی ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان میں نو مسلموں کے روحانی سفر اور تجربات کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ موجودہ مسلمانوں کو دعوت و تبلیغ کی اہمیت اور اس راستے میں درپیش چیلنجز کا علم ہو سکے۔

یہ کتب اسلام کی سچائی اور حقانیت کو اُجاگر کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور مسلمانوں کو دعوت و تبلیغ کی طرف مائل کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ان بیانیوں میں نو مسلموں کے ذاتی تجربات اور ان کی زندگی پر اسلام کے اثرات کو نمایاں کیا جاتا ہے، جس سے قارئین کو اسلام کے جامع اور عالمگیر پیغام کی گہرائی کا ادراک ہوتا ہے۔[73]

---

[72] ابن کثیر، اسماعیل. تفسیر ابن کثیر (مختصر) ریاض: دارالسلام پبلشرز، 2000. ص134

[73] زوہیب احمد، "اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ: ایک تنقیدی تجزیہ، 20/1

یہ کتب یہ بھی ظاہر کرتی ہیں کہ اسلامی تعلیمات نے مختلف ثقافتوں اور معاشرتی پس منظر رکھنے والے افراد کو کیسے متاثر کیا۔ ان میں نومسلموں کی جدوجہد، ان کے سوالات، اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کی روحانی تسکین کے تجربات بیان کیے جاتے ہیں۔ اس سے لوگوں کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ اسلام قبول کرنے کے عمل میں صرف روحانی پہلو ہی نہیں بلکہ سماجی، معاشرتی، اور نفسیاتی عوامل بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

کچھ نومسلم مفکرین اپنی کتابوں میں زندگی کے اس اہم موڑ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ اکثر یہ معلومات کہانی کی صورت میں اور تبلیغی نقطہ نظر کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں، لیکن چونکہ مصنفین خود اس تجربے سے گزرے ہوتے ہیں، اس لیے ان کے ذاتی تجربات کی روشنی میں اس عمل کی مختلف جہتوں کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

مذہبی تبدیلی کی ایک مثال مشہور فلسفی موسی ابنِ میمون کا واقعہ ہے۔ انہوں نے بظاہر اسلام قبول کیا، لیکن بعد میں یہودیت کی طرف لوٹ گئے۔ جب ان کا مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے اسلام دل سے قبول نہیں کیا تھا بلکہ صرف اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ قاضی نے قرآن کے اس حکم [74]

﴿ لَآ إِكْرَاهَ فِي ٱلدِّينِ ﴾

ترجمہ: یعنی کسی شخص کو جبراً اسلام میں داخل نہیں کیا جائے گا۔[75]

اس آیت کے تحت فیصلہ سنایا کہ چونکہ انہوں نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا، اس لیے ان پر کوئی سزا واجب نہیں کی گئی۔

اس مثال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب تبدیل کرنے کا عمل کتنا پیچیدہ اور کسی انسان کا ذاتی فیصلہ ہوتا ہے، جس پر حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔

اس سے متعلقہ ایک دوسری مثال جو صحیح مسلم میں ایک حدیث مبارکہ سے بھی ملتی ہے، اسامہ بن زیدؓ کے حوالے سے جس میں ایک شخص نے جنگ کے دوران "لَاإِلٰہَ إِلَّااللہ" کہا، لیکن پھر بھی اسے قتل کر دیا گیا۔ نبی ﷺ نے اسامہ بن زیدؓ سے پوچھا، "کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا کہ اس نے دل سے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں؟" اس حدیث سے یہ اسلامی اصول واضح ہوتا ہے، کہ کسی شخص کے اسلام قبول کرنے یا کلمہ پڑھنے کو شک کی بنیاد پر رد نہیں کیا جا سکتا، بلکہ ہمیں ظاہر پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[76]

---

[74] ضیاءالرحمن، ڈاکٹر یاسر عرفت۔ اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ 67/2

[75] (البقرۃ256)

[76] قشیری، مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم قتل الکافر بعد اَن قال لاإلہ إلااللہ، حدیث نمبر 158۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1991ء، ص96۔

اس طرح کی احادیثِ مبارکہ ہمیں قبولِ اسلام کے عمل کو صحیح طریقے سے سمجھنے میں مدد دیتی ہیں، اور یہ بتاتی ہیں کہ یہ عمل کتنا ذاتی اور نازک ہوتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کا عمل صرف ظاہری الفاظ یا اعمال تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے ایک گہری روحانی اور نفسیاتی کیفیت بھی ہوتی ہے، جسے صرف اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

مذہبی تبدیلی کے اقسام:

تبدیلیِ مذہب عام طور پر اس عمل کو ظاہر کرتی ہے جب کوئی فرد یا گروہ ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اپناتا ہے، جیسے بدھ مت سے اسلام کی طرف منتقل ہونا یا عیسائیت سے بدھ مت کی طرف رجوع کرنا۔

یہاں محقق کا، ان باتوں کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے، کہ اسلام تبدیلیِ مذہب کو کس نقطہ نظر سے دیکھتا ہے اور اس بات سے یہ بھی واضح ہو گا کہ اسلام میں تبدیلیِ مذہب کے کون کون سے تصور پائے جاتے ہیں، جن کی کچھ اقسام ذیل میں دی گئی ہے۔

1. ارتداد:

ارتداد ایک ایسے مذہبی تبدیلی کے عمل کو کہا جاتا ہے، جس میں کوئی شخص اپنے سابقہ مذہب سے قطع تعلق کر لیتا ہے، مگر کسی نئے مذہب کو قبول نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں وہ "ملحد" کہلاتا ہے، یعنی ایسا شخص جو کسی بھی مذہب یا خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی فرد ہندو مت یا اسلام چھوڑ کر کسی مذہب میں داخل نہ ہو اور خدا کے وجود کا انکار کرے تو اسے ملحد کہا جائے گا۔ اسلامی نقطہ نظر سے، جب کوئی شخص دینِ اسلام کو ترک کر کے کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرتا ہے، تو اُسے "مرتد" کہا جاتا ہے۔ "مرتد" وہ شخص ہوتا ہے جو اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو قبول کرتا ہے، جیسے ہندو مت، جین مت، یا کوئی اور مذہب۔ اسلام میں صرف دینِ اسلام کو ہی سچا اور مکمل مذہب سمجھا جاتا ہے، اور قرآنِ مجید میں ایسے شخص کو حق سے منحرف اور گمراہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس، "ملحد" وہ شخص ہوتا ہے جو کسی بھی مذہب یا عقیدہ کا انکار کرتا ہے۔ درج ذیل میں "ملحد" اور "مرتد" کی اصطلاحات کی مزید وضاحت کی گئی ہے تاکہ ان کے درمیان فرق کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔[77]

- **ملحد (Atheist):**

"ملحد" اس شخص کو کہتے ہے، جو کسی بھی مذہب یا خدا کے وجود کو نہیں مانتا ہو۔ یعنی وہ تمام مذاہب کے عقائد سے انکار کرتا ہے۔

---

[77] بھٹی، محمد اسحاق۔ برصغیر میں مسلمانوں کے اولین نقوش۔ لاہور: مکتبہ سلفیہ، 1990ء، ص48۔

عقائد: ملحدین کسی خدا، دیوی، یا دیوتاؤں کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے، اور عام طور پر سائنس اور عقلی دلائل پر یقین رکھتے ہیں۔

- **مرتد(Apostate) :**

"مرتد" اس شخص کو کہا جاتا ہے، جو اپنے مذہب، خاص طور پر اسلام، کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کرتا ہے یا مذہب سے بالکل کنارہ کش ہو جائے۔

اسلام کے علاوہ اگر کسی شخص نے کوئی اور مذہب چھوڑا ہو تو وہ "مرتد" نہیں کہلایا جائے گا؛ اس صورت میں اسے "ملحد" یا "غیر مسلم" کہا جائے گا، لیکن یہ عمل بھی تبدیلیِ مذہب کے زمرے میں ہی آتا ہے۔[78]

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "
﴿وَ مَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَ ہُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ﴾

ترجمہ: اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور کافر ہونے کی حالت میں مرے، تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو جائیں گے اور وہی لوگ دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔[79]

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں تنبیہ کرتی ہے جو اسلام سے مرتد ہو جاتے ہیں اور کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور ان کے لیے آخرت میں دائمی عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

یعنی، اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے اور اسی حالت میں اس کی موت ہو جائے، تو قرآن کے مطابق وہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنے گا، اور اس کے ایمان کی حالت میں کیے گئے تمام نیک اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے۔

یہ آیت اس بات کی بھی نشاندہی کرتی ہے، کہ قرآن مجید کے نزدیک مرتد کے لیے توبہ کی مہلت صرف اس دنیا تک محدود ہے۔ آخرت میں اس کے لیے کوئی معافی نہیں ہو گی۔ اگرچہ توبہ کرنے سے گناہوں کی معافی مل سکتی ہے، لیکن کفر کے بعد ایمان کی حالت میں کیے گئے نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

اسلام اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ مرتد کو دنیا میں توبہ کی مہلت دینا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ ملتا ہے جہاں ایک شخص نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کیا، لیکن بعد میں اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے نبی ﷺ سے توبہ کی درخواست کی۔ اس موقع پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی، جو اس بات کا اشارہ تھا کہ توبہ کا دروازہ دنیا میں کھلا رہتا ہے، مگر آخرت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔

---

[78] بھٹی، محمد اسحاق۔ برصغیر میں مسلمانوں کے اولین نقوش، 50/3

[79] "سورۃ البقرۃ: 217"۔

فرمایا:

﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ۔۔۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[80]

ترجمہ: ایمان لانے کے بعد اگر کوئی شخص کفر اختیار کرے، تو اس کے لیے یہ موقع موجود ہے، کہ وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ مہربان اور بخشنے والا ہے۔[81]

اس آیت کی روشنی میں، نبی ﷺ نے اس شخص کو معاف کر دیا، اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))

ترجمہ: قتل کر دو اسے شخص کو جو اپنا دین تبدیل کر لے۔

اس جگہ دین سے مراد "اسلام" ہے۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والے اپنے معاملات میں آزاد ہیں۔ امام مالکؒ کے مطابق، کوئی شخص علانیہ اسلام سے منحرف ہو جائے تو اسے توبہ کرنے کا وقت دیا جائے گیا۔ اگر وہ توبہ کرے تو اسے معاف کیا جائے گا، ورنہ اسے سزائے موت دی جائے گی۔[82]

لیکن یہ حکم صرف اسے انسان پر لاگو ہوگا، جو اسلام کو ترک کر کے کسی اور مذہب کو اختیار کرے۔ اگر کوئی عیسائی یہودی بن جائے یا یہودی عیسائی بن جائے، تو وہ اس حکم کے تحت نہیں آئے گا۔[83]

اگرچہ اسلام نے جبر سے دین قبول کرنے سے منع کیا ہے، لیکن جو شخص اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنے کے بعد اسے چھوڑ دے، اس کی سزا قتل ہے۔

2. تشدید:

تشدید سے مراد یہ ہے، کہ کوئی شخص یا گروہ اپنے موجودہ مذہب یا تحریک کے ساتھ غیر معمولی طور پر مضبوط تعلق قائم کر لیتا ہے، جس سے وہ پہلے ہی منسلک ہوتا ہے۔ اس عمل کے بعد، وہ مذہب اس کی زندگی کا مرکزی محور بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، کسی یہودی کا اپنی یہودیت کے ساتھ گہری وابستگی اختیار کرنا۔[84]

---

[80] سورۃ آل عمران 86۔

[81] سورۃ آلِ عمران 89۔

[82] بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ ریاض: دار السلام، 1412ھ۔ کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین، باب حکم المرتدین، ح: 08۔

[83] القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، خالد احسان پلشرز لاہور: 2014ء کتاب القدر، باب بیان معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ، ح: 6755

[84] Rambo, Understanding Religious Conversion, 13-14

تشدید کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، لیکن اس کا مفہوم مذہب کی تبدیلی کے بجائے ایمان کی مضبوطی اور اضافہ کے طور پر لیا جاتا ہے۔ یہ انسان کے عقیدے کے ساتھ اس کے گہرے روحانی تعلق اور اس کے ایمان کی پختگی کو ظاہر کرتا ہے، جو اس کی زندگی میں مذہبی تجربے کو مزید گہرا اور مؤثر بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴾[85]

ترجمہ: وہ لوگ مومن ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے، تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

یہ آیت ان مومنوں کی خصوصیات بیان کرتی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں، اور اللہ کی آیات سن کر ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اور وہ مکمل بھروسہ اپنے رب پر ہی کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تشدید کا مطلب ایمان کی مضبوطی ہے۔ جب مؤمنین قرآن مجید کی آیات سنتے ہیں تو ان کا ایمان اور زیادہ بڑھ جاتا ہے، جو ان کے دینی تعلق کو مزید مضبوط بنا دیتا ہے۔

3. ادارہ جاتی تبدیلی:

ادارہ جاتی تبدیلی اس وقت واقع ہوتی ہے، جب کوئی فرد اپنے مذہب کے مختلف مکاتب فکر میں سے کسی نئے مکتب فکر کو اپنا لیتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص اسلامی مذہب کے مختلف فرقوں میں سے کسی ایک فرقے کو قبول کرتا ہے جیسے کہ سنی سے شیعہ ہو جانا، تو یہ ایک ادارہ جاتی تبدیلی کی مثال ہے۔[86]

اسلام میں ادارہ جاتی تبدیلی کو مذہب کی تبدیلی کے عمل میں شامل نہیں کیا جاتا؛ بلکہ اسے فرقے کی تبدیلی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس صورت میں، شخص اپنے عقائد یا عمل کی ترکیب میں تبدیلی کرتا ہے، لیکن اسلامی اصولوں کا احترام برقرار رکھتا ہے۔

یہ تحریر اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اسلام میں ارتداد اور مذہب کی تبدیلی یہ دو ہی اقسام ہیں، جس کو مذہب کی تبدیلی میں شامل کیا جاتا ہے، لیکن اسلام ان دونوں میں سے کسی بھی صورت میں تبدیلی کے حق کو تسلیم نہیں کرتا۔

یہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کو معاشرے میں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، مگر قرآن مجید میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام دوسرے

---

[85] سورۃ الانفال: 2

[86] مفتی احمد اللہ نثار قاسمی، جبراً تبدیلی مذہب: حقائق اور غلط فہمیاں (حیدر آباد: دار العلوم رشیدیہ مہدی پٹنم، حیدر آباد) ص 12

مذاہب کی موجودگی اور ان کی طرف رجحانات کو قبول کرتا ہے، لیکن انہیں سچا مذہب نہیں مانتا۔

قرآن مجید میں اس بات کی بھی تائید کی گئی ہے کہ دنیا میں موجود دیگر مذاہب کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے، لیکن ہدایت کی تلاش کرنے والوں کو صرف اسلام میں ہدایت ملے گی۔

اسلام میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اسلام کو سمجھنے اور آزادانہ طور پر قبول کرنے کی آزادی دی جاتی ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کا انتخاب کرنے کا حق ہو، اور اس میں کسی بھی قسم کی زبردستی نہیں ہونی چاہیے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ انصاف اور احترام کے ساتھ پیش آنے کا درس دیتا ہے۔ یہ مذہب نہ صرف دوسرے مذاہب کے حقوق کا احترام کرتا ہے، بلکہ ان کے ساتھ پرامن رہنے کی تعلیم بھی دیتا ہے۔

اسی طرح، اہلِ مغرب جب مذہب کی تبدیلی کے بارے میں بات کرتے ہیں، تو وہ عموماً عیسائیت یا دیگر مغربی مذاہب کا ذکر کرتے ہیں، لیکن اگر اسلام کو اسی تناظر میں دیکھا جائے تو نتائج میں فرق نظر آئے گا۔[87]

- **مذہبی تبدیلی میں فوری اور تدریجی مراحل:**

مذہبی تبدیلی کو اس کی مدت کے لحاظ سے دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے: فوری تبدیلی اور تدریجی تبدیلی۔

1. فوری مذہبی تبدیلی:

فوری تبدیلی اس وقت ہوتی ہے، جب کوئی شخص ایک دم سے اپنا مذہب بدل لیتا ہے۔ اس میں زیادہ وقت نہیں لگتا اور بعض اوقات یہ اچانک واقع ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، حضرت عمر فاروق کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ، جس میں انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت سن کر فوراً اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔[88]

2. تدریجی مذہبی تبدیلی:

تدریجی تبدیلی زیادہ عام ہے، جہاں مذہب کی تبدیلی ایک طویل عرصے اور غور و فکر کے بعد ہوتی ہے۔ اس میں انسان وقت کے ساتھ نئے مذہب کو سمجھتا ہے، اور اس کے ساتھ ہم آہنگ ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایک عیسائی خاتون امینہ جنان کا اسلام قبول کرنا ہے، جنہوں نے اسلام کا مطالعہ دو سال تک کیا اور پھر مطمئن ہو کے اسلام قبول کیا۔[89]

---

[87] مفتی احمد اللہ نثار قاسمی، جبراً تبدیلی مذہب: حقائق اور غلط فہمیاں 14/1

[88] زوہیب احمد، "اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ: ایک تنقیدی تجزیہ 17/3

[89] امینہ جنان ایک عیسائی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور انہوں نے ابتدائی زندگی میں عیسائی مذہب کے تحت تربیت حاصل کی۔ انہوں نے اسلام کے بارے میں مطالعہ اس نیت سے شروع کیا کہ اپنے ہم جماعتوں کو اسلام کی خامیوں سے آگاہ کر سکیں۔ مطالعے کے دوران، انہیں اسلام کی تعلیمات میں ایسے عناصر ملے جو انہیں متاثر کرنے لگے۔

تدریجی تبدیلی میں عام طور پر انسان نئے مذہب کی تعلیمات کو جان بوجھ کر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، اور آہستہ آہستہ اس مذہب کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے شعوری طور پر تلاشِ ہدایت کا عمل ہوتا ہے۔

امینہ جنان کی مثال میں، انہوں نے پہلے اسلام کی تعلیمات کو اپنے ہم جماعتوں کو اس کی خامیوں کے بارے میں بتانے کے لیے پڑھنا شروع کیا، لیکن جلد ہی انہیں اسلام کی تعلیمات میں اپنی زندگی کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات نظر آیا۔[90]

فطرتی طور پر دینِ اسلام کے اندر کچھ ایسے عناصر پائے جاتے ہیں، جو انسان کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔ یہ عناصر ہدایت، انصاف، اور فطری عقل پر مبنی ہیں۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے، کہ نشاندہی کی جائے ان عناصر کی تاکہ لوگ اسلام کو صحیح طور پر سمجھ سکیں۔

- **مذہبی تبدیلی کی دو اقسام:**

صحت کے اعتبار سے مذہبی تبدیلی کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: صحت مندانہ اور غیر صحت مندانہ تبدیلی۔

1. صحت مندانہ مذہبی تبدیلی

صحت مندانہ تبدیلی وہ ہوتی ہے جو ایک انسان کی ذہنی، جسمانی، اور روحانی حالت پر مثبت اثر ڈالتی ہے۔ اس تبدیلی سے انسان کو خوشی، اطمینان، اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے، جو اس کی مجموعی زندگی کو بہتر بناتا ہے۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں انسان کو احساسِ تحفظ، آزادی، توبہ، معافی، اور خوشی محسوس ہوتی ہے۔ یہ تبدیلی انسان کی نفسیاتی حالت کو بہتر بناتی ہے، اور اس کے ذہنی و جسمانی مسائل کو کم کر دیتی ہے۔ اس تبدیلی کی مثال ایک مشہور شخصیت مریم جمیلہ سے سمجھتے ہیں۔[91] قبولِ اسلام کو مریم جمیلہ نے اپنی ذہنی صحت مندی کی بڑی وجہ قرار دیا ہے، ان کے نزدیک، اسلام نے ان کے ذہنی امراض کے علاج کے لیے ایک اکسیر دوا کا کردار ادا کیا، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام نے ان کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لائیں۔ مریم جمیلہ کا کہنا تھا کہ جب وہ امریکہ میں مقیم تھیں تو وہاں کے ڈاکٹر ان کی ذہنی مشکلات کو اچھی طرح سمجھ ہی نہ سکے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب وہ پاکستان ائی تو ایک طرف تو ان کی بیماری کی تشخیص درست انداز میں ہو گئی اور دوم انہیں رہنے کے لیے ایسا سادہ ماحول میسر آ گیا جس کی وہ کافی عرصے سے خواہشمند تھیں۔

2. غیر صحت مندانہ مذہبی تبدیلی:

غیر صحت مندانہ تبدیلی وہ ہوتی ہے، جو انسان کی ذہنی حالت پر منفی اثر ڈالتی ہے، جیسے کہ بے چینی، ذہنی دباؤ، اور دماغی

---

90 فاروق، عبدالغنی۔ہم کیوں مسلمان ہوئے، ص 43-44۔

91 محترمہ مریم جمیلہ نیویارک کے ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوئیں، انھوں نے سید ابوالاعلیٰ مودودی سے خط کتابت کے ذریعے سے اسلام قبول کیا، پھر لاہور منتقل ہو گئیں اور جناب یوسف خاں سے ان کی شادی ہوئی۔

بیماریوں کا بڑھنا۔اس تبدیلی کے نتیجے میں انسان کا دل غمگیں، خوفزدہ،اور بے چین ہو جاتا ہے۔اس تبدیلی کے اثرات انسان کی ذہنی حالت کو بگاڑ دیتے ہیں،اوراس کی زندگی میں مزید مشکلات پیدا کرتے ہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ،مریم جمیلہ نے قبولِ اسلام سے پہلے دہریت اور بہائیت کو بھی اپنایا، لیکن ان سے ان کے ذہنی مسائل کم ہونے کے بجائے بڑھتے گئے۔لہذااس لیے،ان کی مذہبی تبدیلی کے عمل میں قبولِ اسلام کے برعکس دیگر مذہبی تبدیلیاں غیر صحت مندانہ ثابت ہوئیں۔[92]

- **دین الفطرۃ:**

"فطرت"اسلام میں وہ پیدائشی حالت ہے جس پر انسان کو تخلیق کیا گیا ہے،اور اسی کے ذریعے وہ اپنے خالق کے وجود کا یقین رکھتا ہے۔ یہ مفہوم انسان کو اسلام کے توحیدی اصولوں کی سمجھ فراہم کرتا ہے، جس کی وجہ سے اسلام کو دینِ فطرت کے طور پر جانا جاتا ہے۔

ابن جریر الطبری نے "فطرت" کے حوالے سے اپنی تفسیر میں انسان کی تخلیق اور اس کی فطری صلاحیتوں کو اللہ کی طرف مائل ہونے کی قوت کے طور پر بیان کیا ہے۔ان کے مطابق، فطرت ایک ایسی خاصیت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے وجود کی پہچان اور اس کی عبادت کی طرف لے جاتی ہے۔الطبری کی تفسیر میں یہ وضاحت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرت کے اس جذبے کے ساتھ پیدا کیا ہے، جو اسے اللہ کی وحدانیت کے شعور کی طرف لے جاتی ہے۔اس طرح، فطرت کا مفہوم اسلامی عقائد کے نقطہ نظر سے انسان کی ذہنیت میں ایک اہم عنصر ہے، جو اسلامی فہم کی بنیاد کو مضبوط بناتا ہے۔[93]

- **فطرت اور اختراع:**

عربی زبان میں "فطر"کا مطلب ابداع یا اختراع بھی ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ چونکہ اللہ نے انسان کو تخلیق کیا ہے،اس لیے اللہ کو "فاطر"یعنی "ایجاد کرنے والا" کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔اس کے برعکس،انسان خود اختراع یا ایجاد کرنے والا نہیں ہوتا، بلکہ تقلید پر مبنی ہوتا ہے، کیونکہ جو کچھ بھی انسان تخلیق کرتا ہے، وہ بنیادی طور پر موجودہ عناصر اور مواد سے ہی وجود میں آتا ہے۔

دین الفطرۃ کا مفہوم انسان کی ابتدائی حالت کو ظاہر کرتا ہے، جو اللہ کے وجود کا یقین اور توحید پر یقین رکھتے ہیں۔ فطرت اسلامی تعلیمات میں اہم کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ یہ انسان کی ذہنیت میں توحیدی اصولوں کی بنیاد کو مضبوط بناتی ہے۔ "فطر"کا مفہوم ابداع یا اختراع بھی ہوتا ہے، جس کے ذریعے انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کی تفہیم میں مدد ملتی ہے۔

---

[92] Leon Salzman M.D., "Types of Religious Conversion," Pastoral Psychology 17, no. 6 (1966AD), 66

[93] طبری، محمد بن جریر؛ مرتب: عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی۔ تفسیر الطبری جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار ہجر، قاہرہ، 2001ء، ص493۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ))[94]

ترجمہ: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بنادیتے ہیں۔

دنیا کے ہر انسان اپنے فطرت پر پیدا ہوتے ہیں، یعنی اسلام پر۔ ان کے دلوں میں شرک اور کفر کا شبہہ نہیں ہوتا، لیکن ان کے والدین، رشتہ دار، دوست اور دوسرے لوگ انہیں کافریا مشرک بنادیتے ہیں۔ اس بات کی تصدیق اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا: "میں نے اپنے تمام بندوں کو موحد (یعنی ایمان والے) پیدا کیا ہے، اور شیطانوں نے آکر انہیں دین سے بھٹکا دیا ہے۔[95]

نبی کریم ﷺ نے جب اس حدیث کو بیان کیا، تو انہوں نے فطرت کی وضاحت کے لیے سورۃ الروم کی یہ آیت بھی تلاوت کی :

﴿فِطْرَتَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَاتَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللهِ﴾ [96]

ترجمہ: قائم ہو جاؤ اُس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔

- **نظریہ فطرت:**

نظریہ فطرت کے مطابق، پیدائشی طور پر ہر انسان مسلمان ہے اور یہ اس کی فطرت میں موجود ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانے اور اس کے احکام کی اطاعت کرے۔ امام نووی کے مطابق، ہر انسان شروع میں ایک بنیادی حالت یعنی "فطرت" پر ہوتا ہے یہ فطری حالت انسان کو اللہ کی عبادت اور اس کے حکم ماننے کی طرف خود بخود مائل کرتی ہے۔ جب تک انسان شعوری طور پر کسی عقیدے کو نہیں اپناتا، وہ اسی فطری حالت میں رہتا ہے۔[97]

اس نظریے کے تحت، فطرت وہ بنیادی حالت ہے جس پر انسان کی تخلیق ہوئی ہے، اور یہ فطری رجحان اسے اللہ کی عبادت اور اس کے احکام کی پیروی کی طرف مائل کرتا ہے۔

- **مذہبی تبدیلی:**

ماحول اور اثرات:

مذکورہ حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے، کہ مذہبی تبدیلی کے عمل میں سیاق و سباق کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔

---

94 الشیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوي حفظ اللہ، فوائد و مسائل، تحت الحدیث، صحیح مسلم: 6755۔

95 الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی حفظ اللہ، فوائد و مسائل، سنن ترمذی، تحت الحدیث 2138۔

96 سورۃ الروم، 30

97 نووی، یحییٰ بن شرف۔ شرح النووي على مسلم۔ بیروت: دار عالم الکتب، 2001۔ ص: 1575۔

جب کوئی شخص اپنی فطری حالت سے ہٹ کر مذہب تبدیل کرتا ہے، تو یہ ضروری نہیں کہ وہ اس تبدیلی کی خواہش خود رکھتا ہو۔ اکثر یہ تبدیلی والدین، سرپرستوں، یا معاشرتی ماحول کے دباؤ کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں، یہ تبدیلی فرد کی فطرت کے برخلاف ہو سکتی ہے اور زیادہ تر بیرونی عوامل کے زیرِ اثر ہوتی ہے، نہ کہ اس کی ذاتی رضامندی یا انتخاب کے نتیجے میں۔

نومسلم کی مثال: نومسلم اکثر اپنے قبولِ اسلام کے عمل کو "فطرت" کے نظریے کی روشنی میں بیان کرتے ہیں، کیونکہ ان کے لیے یہ عمل اپنی اصلی فطرت کی طرف واپسی کی علامت ہوتا ہے۔ اس لیے، قبولِ اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کیے بغیر فطرت کے نظریے کی تفہیم مکمل نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ کلام:

نظریہ فطرت کے مطابق، ہر انسان اپنی ابتدائی حالت میں اسلام یعنی توحید پر ایمان لانے کے لیے پیدا ہوتا ہے۔ انسان کا فطری رجحان اللہ کی عبادت اور اس کے احکام کی پیروی کی طرف ہوتا ہے، اور یہ فطرت اس کی ابتدائی تخلیق کا حصہ ہے۔ فطرت کا مفہوم انسان کی ابتدائی حالت کو ظاہر کرتا ہے، جس میں اللہ کی توحید پر ایمان لانا شامل ہے۔ انسان کی تخلیق کا عمل اللہ کی طرف سے ہے، اور فطرت کے مطابق انسان اللہ کے احکام کی پیروی کے لیے مائل ہوتا ہے۔ امام نووی کے مطابق، انسان فطرت پر اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے عقیدے کا شعور نہ حاصل کرے۔ فطرت وہ بنیادی حالت ہے جس پر انسان کی تخلیق ہوئی ہے اور یہ اللہ کی عبادت کی طرف مائل کرنے والا فطری رجحان ہے۔ مذہبی تبدیلی عموماً فرد کی ذاتی خواہش کے بجائے ماحول، والدین یا معاشرتی دباؤ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں انسان اپنی فطری حالت سے ہٹ کر دوسرے مذاہب کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ مذہبی تبدیلی کے عمل میں ماحول اور بیرونی اثرات کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی فرد کی فطرت کے خلاف ہو سکتی ہے اور اس کے انتخاب پر بیرونی عوامل زیادہ اثرانداز ہوتے ہیں۔ نومسلم اکثر یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اس فطری حالت میں واپس آگئے ہیں، جس میں اللہ کی عبادت اور توحید پر ایمان لانا ان کا فطری عمل تھا۔

فصل سوم

صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں تبدیلیِ مذہب کے اسباب ووجوہات

اس فصل میں صوبہ سندھ کے اضلاع سکھر، خیر پور میرس اور گھوٹکی میں تبدیلیِ مذہبی کے اسباب اور وجوہات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ اور نو مسلم افراد کی تبدیلیِ مذہب کے عوامل کو مختلف طریقوں سے جانچنا جائے گا۔ اور اس فصل میں جبری تبدیلی مذہب کی تعریف، اس کی مختلف صورتوں، الزامات کے پیچھے عوامل، اور حقائق کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

اسباب اور وجوہات:

صوبہ سندھ جنوبی ایشیا کا ایک اہم علاقہ ہے جس میں مختلف مذہبی جماعتیں اور فرقے آباد ہیں۔ مختلف مذہبی جماعتوں کی موجودگی اور ان کے درمیان اختلافات کی وجہ سے سندھ مذہبی تنازعات کا گڑھ بھی رہا ہے۔ مذہبی جھگڑوں نے وقتاً فوقتاً سندھ کے معاشرے میں انتشار اور عدم استحکام پیدا کیا ہے۔

مذہبی اختلافات اور فرقہ وارانہ تنازعات کی وجہ سے سماجی نظم وضبط میں خلل پیدا ہوتا ہے، جو کہ معاشرتی عدم استحکام کا باعث بنتا ہے۔ ایسے حالات میں مختلف مذاہب اور فرقوں کے درمیان اختلافات بڑھ جاتے ہیں، جو کہ سماجی ہم آہنگی کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

مذہب کی تبدیلی ایک حساس موضوع ہے جو نہ صرف سندھ بلکہ دنیا بھر میں اہمیت رکھتا ہے۔ اس علاقے میں مذہبی تبدیلی کے اسباب متعدد ہیں، اور یہاں کے لوگ مختلف وجوہات کی بنا پر اپنا مذہب تبدیل کرتے ہیں۔ ان وجوہات میں مذہبی وروحانی، سیاسی و قانونی، سماجی و ثقافتی، معاشی اور تبلیغی، حالات شامل ہیں۔

صوبہ سندھ کی مختلف ثقافتیں اور مذاہب:

سندھ میں مختلف ثقافتوں اور مذاہب کا امتزاج پایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں یہاں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں، جن میں مسلمان، ہندو، عیسائی، سکھ، اور دیگر مذاہب کے ماننے والے شامل ہیں۔ ان کے درمیان آپس کے تعلقات اور میل جول مذہبی تبدیلی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مختلف تہواروں اور رسومات کے مواقع پر مذاہب کے درمیان قربت اور خیالات کا تبادلہ بھی مذہب کی تبدیلی کو فروغ دیتا ہے۔ تبدیلیِ مذہب کے چند اہم عوامل درج ذیل ہیں۔[98]

---

[98] ڈاکٹر مبارک علی "سندھ کی سماجی وثقافتی تاریخ۔" روشنی پبلشرز 2008ء۔ ص 87

1. معاشرتی عوامل:

- **خاندانی اور معاشرتی اثرات خاندانی پس منظر اور معاشرتی تعلقات کا کردار**

سندھ میں مذہبی تبدیلی کے پس منظر میں خاندانی اور معاشرتی عوامل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ خاندانی پس منظر ایک فرد کی زندگی میں بنیادی اثر ڈالتا ہے، اور یہ اثر مذہبی شناخت اور تعلقات پر بھی پڑتا ہے۔ سندھ میں خاندانی اور معاشرتی نظام کے تحت مذہبی تبدیلی کے عوامل کو سمجھنے کے لیے، یہ دیکھنا ہوگا کہ خاندانی تنازعات، معاشرتی تعلقات، اور موروثی نظام کس طرح مذہبی تبدیلی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔[99]

خاندانی نظام میں اگر کوئی فرد مذہبی تبدیلی کی خواہش ظاہر کرے تو اکثر اسے خاندانی دباؤ، مخالفت، یا توجہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر، سندھ میں ایسے حالات دیکھنے کو ملتے ہیں جہاں مذہب تبدیل کرنے والے افراد کو اپنے خاندان کے ارکان کی جانب سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے ان کی زندگی میں کشیدگی اور مشکلات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ خاندان کی موجودہ مذہبی شناخت اور روایات کسی فرد کی مذہبی تبدیلی کے فیصلے پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ اکثر مذہبی تبدیلی کے خواہاں افراد کو اپنے خاندان کی توقعات، روایات، اور مذہبی عباتوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے، جو ان کے فیصلے کو مشکل بنادیتے ہیں۔

معاشرتی تعلقات بھی مذہبی تبدیلی پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ایک فرد کے معاشرتی روابط اور سماجی نیٹ ورک اس کے مذہبی فیصلے کو متاثر کرتے ہیں۔ سندھ میں جب کسی نے مذہب تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا، تو اسے معاشرتی سطح پر بھی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسے کہ معاشرتی بدنامی، فرقہ وارانہ جذبات، اور سماجی تنہائی۔

- **معاشرتی اختلافات معاشرتی انصاف، امتیاز، اور سماجی حیثیت کی تبدیلیاں:**[100]

سندھ میں مذہبی تبدیلی کی ایک بڑی وجہ معاشرتی اختلافات اور عدم انصاف کی صورت حال ہے۔ معاشرتی انصاف اور امتیاز کے مسائل اکثر مذہبی تبدیلی کا باعث بنتے ہیں، کیونکہ ایک شخص اپنے معاشرتی مقام کو بہتر بنانے یا امتیاز سے بچنے کے لیے مذہب تبدیل کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ سندھ میں مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان سماجی امتیاز اور تفریق نے مذہبی تبدیلی کی تحریک کو مزید تقویت دی ہے۔

معاشرتی انصاف کی کمی، جیسے کہ بنیادی انسانی حقوق کی عدم فراہمی، اور سماجی امتیاز، جیسے کہ نسلی، لسانی، یا مذہبی بنیاد پر تفریق، مذہبی تبدیلی کے اسباب میں شامل ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ افراد نے اس وجہ سے مذہب تبدیل کیا کہ انہیں اپنے موجودہ مذہب کی بنیاد پر سماجی طور پر نظرانداز کیا جاتا تھا یا ان کے حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی تھی۔ یہ حالات

---

[99] شاہیدہ کلثوم، "پاکستان میں نومسلموں کے مسائل اور انکی فلاح وبہبود کے لیے قائم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کا کردار ". *جہانِ تحقیق* 7، شمارہ 2(2024)۔

[100] ایضاً 16/1

مذہبی تبدیلی کے خواہاں افراد کو نئے مذہب کی طرف مائل کرتے ہیں، جہاں انہیں معاشرتی انصاف اور برابری کی امید ہوتی ہے۔

سماجی حیثیت کی تبدیلیاں بھی مذہبی تبدیلی کا ایک سبب ہیں۔ مذہبی تبدیلی کے ذریعے بعض افراد اپنی سماجی حیثیت کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں، خصوصاً جب ان کا موجودہ مذہب انہیں سماجی مقام یا اقتصادی مواقع فراہم نہیں کرتا۔ سندھ میں، مذہبی تبدیلی کے ذریعے افراد نے معاشرتی امتیاز سے بچنے یا نئی اقتصادی اور سماجی مواقع حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

- **معاشرتی حمایت اور مخالفت مذہبی تبدیلی کے حامی اور مخالف سماجی عناصر:**

مذہبی تبدیلی کے عمل میں معاشرتی حمایت اور مخالفت دونوں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سندھ میں، مذہبی تبدیلی کے حامی اور مخالف سماجی عناصر کی موجودگی، مذہبی تبدیلی کے عمل کو متاثر کرتی ہے، اور اس کے نتائج پر بھی اثر ڈالتی ہے۔

معاشرتی حمایت:

مذہبی تبدیلی کے حامی سماجی عناصر وہ ہیں جو مذہب تبدیل کرنے والے افراد کو مدد فراہم کرتے ہیں اور ان کے فیصلے کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ حمایت مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے، جیسے کہ معاشرتی، مالی، یا قانونی مدد۔ سندھ میں، بعض مذہبی گروہ یا افراد مذہب تبدیل کرنے والوں کو نئے مذہب میں ضم ہونے اور معاشرتی تحفظ فراہم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ ان افراد یا گروہوں کی مدد سے مذہب تبدیل کرنے والے افراد کو اپنی نئی مذہبی شناخت کے مطابق معاشرتی مقام حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔[101]

معاشرتی مخالفت:

مذہبی تبدیلی کے مخالف سماجی عناصر وہ ہوتے ہیں جو مذہب تبدیل کرنے والے افراد کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کے فیصلے کو ناپسند کرتے ہیں۔ سندھ میں، مذہبی تبدیلی کے مخالف عناصر اکثر مذہب تبدیل کرنے والوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں، ان کی سماجی حیثیت کو نقصان پہنچاتے ہیں، اور کبھی کبھار ان کے خلاف تشویش انگیز اقدامات بھی کرتے ہیں۔ اس مخالفت کا نتیجہ اکثر مذہب تبدیل کرنے والے افراد کے لیے سماجی مشکلات، بدنامی، اور حتیٰ کہ جسمانی حملے کی صورت میں نکلتا ہے۔

2. اقتصادی عوامل:

- **مالی حالات اور مواقع معاشی حالات، غربت، اور اقتصادی مواقع کا کردار:**

صوبہ سندھ میں مذہبی تبدیلی کے اقتصادی عوامل پر غور کرتے وقت، مالی حالات، غربت، اور اقتصادی مواقع کا کردار

101 قطب نثار. "پاکستانی معاشرے میں نومسلم افراد کے مرتد ہونے کی وجوہات: تحقیقی اور تنقیدی جائزہ." اسلامی ثقافت: الثقافۃ الِاسلامیۃ، جلد 47، شمارہ 2، 2022. ص 16

بہت اہمیت رکھتا ہے۔ معاشی حالات اور غربت کے مسائل اکثر مذہبی تبدیلی کے فیصلوں میں ایک بڑا کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ ایک شخص اپنی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے مذہب تبدیل کرنے کا سوچتا ہیں۔

معاشی حالات:

معاشی حالات کا براہ راست اثر ایک شخص کی زندگی کے معیار پر ہوتا ہے۔ سندھ میں بہت سے لوگ غربت اور مالی مشکلات کا شکار ہیں، جو ان کی زندگی میں بنیادی ضروریات کو پورا کرنے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ جب کسی شخص کو اپنے معاشی حالات میں بہتری کی امید نہیں ملتی، تو وہ اپنے حالات کو بدلنے کے لیے مذہب تبدیل کرنے کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ معاشی عدم استحکام اور غربت ایسے اسباب ہیں، جو مذہبی تبدیلی کو ایک ممکنہ حل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔[102]

غربت:

غربت سندھ میں تبدیلیِ مذہبی کی ایک اہم وجہ ہے۔ غربت کا شکار لوگ اکثر بنیادی سہولتوں کی کمی کا سامنا کرتے ہیں، جیسے کہ تعلیم، صحت، اور رہائش وغیرہ۔ اس اقتصادی عدم استحکام کی بنا پر، مذہب تبدیل کرنے والے افراد اس امید پر نئے مذہب کو قبول کرتے ہیں کہ شاید انہیں بہتر معاشی مواقع ملیں گے۔ غربت کی وجہ سے لوگ اکثر ان مذہبی گروہوں کی طرف مائل ہوتے ہیں جو انہیں مالی مدد، تعلیم، اور معاشرتی ترقی کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔[103]

اقتصادی مواقع:

معاشی مواقع بھی مذہبی تبدیلی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ جب کوئی مذہبی گروہ اپنے پیروکاروں کو بہتر اقتصادی مواقع فراہم کرتا ہے، تو وہ شخص اس مذہب کو اپنانے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ سندھ میں بعض مسلمانوں کے مذہبی ادارے یا فلاحی تنظیمیں غربت کے شکار افراد کو معاشی مدد اور ترقی کے مواقع فراہم کرتی ہیں، جس کی وجہ سے افراد مذہبی تبدیلی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔[104]

- **مسلمانوں کی اقتصادی مدد: مسلمانوں کی طرف سے مالی تعاون اور اس کا اثر**

مسلمانوں کی طرف سے اقتصادی مدد مذہبی تبدیلی کے اسباب میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسلامی فلاحی ادارے اور افراد مذہبی تبدیلی کرنے والوں کی مالی مدد کرتے ہیں، جو مذہبی تبدیلی کی تحریک کو بڑھاوا دیتے ہیں۔

مالی تعاون:

سندھ میں مختلف اسلامی فلاحی ادارے اور مسلمان افراد غربت سے نجات کے لیے مالی تعاون فراہم کرتے ہیں۔ یہ

---

102 عبدالماجد۔ "سندھ میں نومسلم ہندؤوں کے مسائل کا تحقیقی جائزہ (جبری تبدیلی مذہب اور جبری شادی کے تناظر میں)"۔ اسلامی ریسرچ انڈیکس، جلد 2، شمارہ 1 (2020) ص 15

103 شاہیدہ کلثوم، "پاکستان میں نومسلموں کے مسائل اور انکی فلاح وبہبود کے لیے قائم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کا کردار، 5/1

104 عبدالماجد۔ "سندھ میں نومسلم ہندؤوں کے مسائل کا تحقیقی جائزہ (جبری تبدیلی مذہب اور جبری شادی کے تناظر میں) 17/1

تعاون نہ صرف روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے میں مددگار ہوتا ہے بلکہ فرد کی معاشرتی اور اقتصادی حالت میں بھی بہتری لاتے ہیں۔مالی تعاون سے متاثر ہو کر، بعض افراد اپنے معاشی حالات کو بہتر بنانے کے لیے مذہب تبدیل کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

تعلیمی اور پیشہ ورانہ مواقع:

مالی تعاون کے علاوہ، اسلامی فلاحی ادارے تعلیمی اور پیشہ ورانہ مواقع بھی فراہم کرتے ہیں۔اسکالرشپ، تربیت، اور ملازمت کے مواقع، جو کہ مسلمانوں کی طرف سے فراہم کیے جاتے ہیں، مذہب تبدیل کرنے والوں کو بہتر اقتصادی حالت فراہم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔یہ مواقع ایک فرد کو نئے مذہب کے فوائد کی طرف راغب کرتے ہیں اور مذہبی تبدیلی کے عمل کو فروغ دیتے ہیں۔

معاشرتی بہتری:

مسلمانوں کی طرف سے فراہم کردہ مالی مدد اور دیگر وسائل معاشرتی بہتری کا باعث بنتے ہیں۔مذہبی تبدیلی کرنے والوں کو معاشرتی سطح پر تحفظ، سیکیورٹی، اور معاشرتی مقام حاصل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ نئے مذہب کو اپنانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔یہ معاشرتی بہتری مذہبی تبدیلی کی تحریک کو مزید تقویت دیتی ہے۔

- **اقتصادی بہتری کے امکانات: مذہبی تبدیلی کے ذریعے اقتصادی فوائد اور مواقع**

مذہبی تبدیلی کے ذریعے اقتصادی فوائد اور مواقع حاصل کرنا اکثر لوگوں کے لیے ایک اہم محرک ہوتا ہے۔مذہبی تبدیلی کے عمل کے دوران، افراد نئی مذہبی کمیونٹی سے بہتر معاشی مواقع اور فوائد حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

اقتصادی فوائد:

مذہبی تبدیلی کے بعد افراد کو بہتر اقتصادی فوائد حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔نئی مذہبی کمیونٹی کی طرف سے فراہم کردہ وسائل، مالی مدد، اور اقتصادی مواقع مذہب تبدیل کرنے والوں کی زندگی میں بہتری لاتے ہیں۔مثال کے طور پر، بعض لوگوں نے مذہبی تبدیلی کے ذریعے نئی مذہبی کمیونٹی سے مالی امداد، تعلیمی مواقع، اور ملازمت کے مواقع حاصل کیے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی اقتصادی حالت میں بہتری آئی ہے۔

معاشرتی مقام:

مذہبی تبدیلی کے ذریعے فرد کو نئی معاشرتی شناخت اور مقام حاصل ہوتا ہے۔مذہب تبدیل کرنے والے افراد نئی مذہبی کمیونٹی کی طرف سے معاشرتی اور اقتصادی فوائد حاصل کرتے ہیں، جو ان کی زندگی میں بہتری لانے کا سبب بنتے ہیں۔ سندھ میں، مذہبی تبدیلی کرنے والوں کو نئی مذہبی کمیونٹی کی طرف سے بہتر معاشرتی مقام اور اقتصادی مواقع ملتے ہیں،

جوان کی زندگی کو مثبت طور پر متاثر کرتے ہیں۔ [105]

سندھ میں مذہبی تبدیلی کے اقتصادی عوامل میں مالی حالات، غربت، اقتصادی مواقع، مسلمانوں کی طرف سے مالی تعاون، اور اقتصادی بہتری کے امکانات شامل ہیں۔ مالی حالات اور غربت کا براہ راست اثر مذہبی تبدیلی کے فیصلے پر پڑتا ہے، جبکہ مسلمانوں کی طرف سے فراہم کردہ مالی مدد اور دیگر وسائل مذہب تبدیل کرنے والے افراد کے لیے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اقتصادی بہتری کے امکانات بھی مذہبی تبدیلی کے فیصلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ لوگ نئے مذہب کے ذریعے معاشی فوائد اور مواقع حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

3. مذہبی تعلیمات اور روحانی عوامل:

اسلامی تعلیمات کی سادگی اور وضاحت ایک اہم وجہ ہیں جو لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرتی ہیں۔ اسلام کے اصول نہ صرف سادہ ہیں بلکہ وہ اتنے واضح بھی ہیں کہ انہیں سمجھنا اور عمل کرنا آسان ہوتا ہے۔ یہ سادگی اور وضاحت ایسے افراد کے لیے پرکشش ثابت ہوتی ہے جو مذہب کی تلاش میں ہوتے ہیں اور اپنے موجودہ عقائد سے مطمئن نہیں ہوتے۔ جب لوگ اسلام کے بنیادی اصولوں کو سمجھتے ہیں، تو یہ انہیں ایک ایسا راستہ دکھاتا ہے جو سیدھا اور صاف ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں [106]

سادگی کی تعریف:

اسلامی تعلیمات میں سادگی کا مطلب ہے کہ اس کے اصول اور قوانین سمجھنے میں واضح، اور آسان ہیں۔ قرآن اور سنت میں دی گئی ہدایات زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سادہ اور جامع طریقے سے بیان کرتی ہیں۔ اسلام کی تعلیمات میں سادگی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ انسان کے لیے ان کے بنیادی اصولوں کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا آسان ہو، جو کہ ان افراد کے لیے ایک مثبت پہلو ثابت ہوتا ہے جو مذہبی تبدیلی کی خواہش رکھتے ہیں۔ [107]

وضاحت:

اسلامی اصولوں کی وضاحت انفرادی اور معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں شامل عقائد، عبادات، اخلاقیات اور قوانین کی وضاحت فرد کو ایک سیدھا اور واضح راستہ فراہم کرتی ہے۔ یہ وضاحت مذہب تبدیل کرنے والے افراد کو اسلامی اصولوں کو اپنانے اور ان پر عمل کرنے کی تحریک دیتی ہے۔ سادگی اور وضاحت کی وجہ سے افراد کو اسلامی اصولوں کو اپنی زندگی میں شامل کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی، جو کہ مذہبی تبدیلی کے عمل کو

105 قطب نثار. "پاکستانی معاشرے میں نومسلم افراد کے مرتد ہونے کی وجوہات: تحقیقی اور تنقیدی جائزہ. 13/1

106 نصرت جبین، قبول اسلام کے لیے بلوغت کا قانون سندھ اور سلامی تعلیمات. مقالہ برائے بی ایس، جامعہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور، 2017۔ ص87

107 فتح الودود في شرح سنن أبي داود، جلد4، صفحہ159، مطبوعہ مصر

مزید بڑھاوادیتی ہے۔

مذہبی تبدیلی پر اثر:

اسلامی تعلیمات کی سادگی اور وضاحت مذہب تبدیل کرنے والوں کے لیے ایک مضبوط محرک بنتی ہے۔ جب لوگ دیکھتے ہیں، کہ اسلامی اصول زندگی کی تمام ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور ان میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے، تو وہ ان اصولوں کو اپنی زندگی میں اپنانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ سادگی اور وضاحت مذہب تبدیل کرنے والوں کو اسلامی تعلیمات کے قریب لاتی ہے اور ان کے مذہبی فیصلے کو متاثر کرتی ہے۔

- **روحانی تجربات مذہبی تبدیلی کے دوران روحانی تجربات اور ان کا اثر:**

روحانی تجربات مذہبی تبدیلی کے عمل میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مذہبی تبدیلی کے دوران کچھ لوگ مختلف روحانی تجربات کا سامنا کرتے ہیں جو ان کے فیصلے کو متاثر کرتا ہے۔

روحانی تجربات کی تعریف:

روحانی تجربات ایسے ذاتی اور داخلی تجربات ہیں جو ایک شخص کو روحانی سکون، سکونت، اور معنویت کا احساس دلاتے ہیں۔ مذہبی تبدیلی کے دوران، افراد کو روحانی تجربات کا سامنا ہوتا ہے، جو ان کی مذہبی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ تجربات لوگوں کو ایک نئی روحانی سمت فراہم کرتے ہیں اور اس کے مذہبی فیصلے کو مضبوط کرتے ہیں۔[108]

اثر ورسوخ:

روحانی تجربات مذہبی تبدیلی کے فیصلے میں گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ افراد نے مذہبی تبدیلی کے دوران روحانی سکون اور معنویت کے تجربات حاصل کیے ہیں جو ان کی زندگی کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ یہ تجربات فرد کو نئی مذہبی تعلیمات کی طرف راغب کرتے ہیں اور اس کی روحانی حالت کو بہتر بناتے ہیں۔

- **روحانی تجربات کی مثالیں:**

مختلف لوگوں نے مذہبی تبدیلی کے دوران مختلف روحانی تجربات کا سامنا کیا ہے۔ بعض افراد نے مذہبی رسومات اور عبادات کے دوران روحانی سکون محسوس کیا، جبکہ دوسروں نے قرآن کی تلاوت اور اسلامی دعاؤں کے دوران روحانی تجربات حاصل کیے۔ یہ تجربات مذہبی تبدیلی کے فیصلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور فرد کو اسلامی تعلیمات کی طرف مائل کرتے ہیں۔

---

[108] Khan, Aqil. "روحانیت کا تعارف." *Aqil Khan's Blog*. Last modified May 29, 2016. https://aqilkhans.wordpress.com/2016/05/29/%D8%B1%D9%88%D8%AD%D8%A7%D9%86%DB%8C%D8%AA-%DA%A9%D8%A7-%D8%AA%D8%B9%D8%A7%D8%B1%D9%81/.

مذہبی تعلیمات کا مطالعہ: مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ اوران کے اثرات

مذہبی تعلیمات کا مطالعہ مذہبی تبدیلی کے عوامل میں ایک اہم عنصر ہے۔ مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ ایک انسان کو مختلف مذہبی نظاموں کے بارے میں آگاہ کرتا ہے اوراس کے مذہبی فیصلے کو متاثر کرتا ہے۔[109]

مذہبی تعلیمات کا مطالعہ:

مذہبی تعلیمات کا مطالعہ انسان کو مختلف مذاہب کی اصولوں، عقائد، اور عبادات کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہ مطالعہ شخص کو مذہبی تنوع اور مختلف مذہبی نظریات کے بارے میں آگاہ کرتا ہے۔ مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ ایک انسان کو ایک جامع اور متوازن نظریہ فراہم کرتا ہے، جو کہ مذہب تبدیل کرنے کے فیصلے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اثرورسوخ:

مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ انسان کو مختلف مذہبی نظاموں کے موازنہ کرنے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے۔ جب فرد مختلف مذاہب کی تعلیمات کا موازنہ کرتا ہے، تو وہ اسلام کی سادگی، وضاحت، اور روحانیت کو دیگر مذاہب کے مقابلے میں بہتر سمجھتا ہے۔ یہ موازنہ مذہبی تبدیلی کے فیصلے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور اس شخص کو اسلام کی طرف راغب کرتا ہے۔

مذہبی تعلیمات کے اثرات:

مذہبی تعلیمات کا مطالعہ فرد کو اپنے مذہبی فیصلے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ فرد کو اپنی روحانی ضروریات اور مذہبی خواہشات کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ مطالعہ فرد کو اسلامی تعلیمات کی طرف مائل کرتا ہے اور مذہبی تبدیلی کے عمل کو فروغ دیتا ہے۔[110]

سندھ میں مذہبی تبدیلی کے عمل میں اسلامی تعلیمات کی سادگی، روحانی تجربات، اور مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ اہم عوامل ہیں۔ اسلامی اصولوں کی سادگی اور وضاحت فرد کو نئے مذہب کی طرف مائل کرتی ہے، جبکہ روحانی تجربات مذہبی تبدیلی کے فیصلے کو مضبوط کرتے ہیں۔ مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ فرد کو اسلامی تعلیمات کے فوائد کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ یہ عوامل مذہبی تبدیلی کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور فرد کی مذہبی زندگی کو نئی سمت دیتے ہیں۔

---

109 شاہیدہ کلثوم، "پاکستان میں نومسلموں کے مسائل اور انکی فلاح و بہبود کے لیے قائم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کا کردار 26/2

110 عبدالماجد۔ سندھ میں نومسلم ہندؤوں کے مسائل کا تحقیقی جائزہ (جبری تبدیلیٔ مذہب اور جبری شادی کے تناظر میں) 20/2

4. جبری تبدیلیٔ مذہب:

صوبہ سندھ میں جبری تبدیلی مذہب ایک ایسا موضوع ہے، جو اکثر خبروں اور مباحثوں میں زیرِ بحث رہتا ہے۔ یہاں اقلیتوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ عمومی طور یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں اقلیتی برادریوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا جاتا ہے، اور ان کے مذہب کو زبردستی تبدیل کروایا جاتا ہے۔ لیکن جب ان الزامات کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا ہے تو حقیقت اس سے مختلف دکھائی دیتی ہے۔ بہت سے معاملات میں یہ الزامات مبالغہ آرائی یا غلط معلومات پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مذہب کی تبدیلی ہر انسان کا ذاتی معاملہ ہے، اور اسے جبر یا دھمکی کے بغیر انجام پانا چاہیے۔ سندھ میں، جہاں اقلیتیں خاصی تعداد میں موجود ہیں، یہ الزام لگانا عام ہو گیا ہے کہ ان کی مذہبی آزادی سلب کی جاتی ہے۔ تاہم، بہت سے کیسز میں حقائق کچھ اور ہی بتاتے ہیں۔[111]

جبری تبدیلی مذہب کی تعریف:

جبری تبدیلی مذہب کا مطلب ہے کسی شخص کو زبردستی، دھمکی، یا دباؤ کے ذریعے اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے پر مجبور کرنا۔ یہ دباؤ مختلف صورتوں میں ہو سکتا ہے، مثلاً جسمانی تشدد، معاشی لالچ، سماجی دباؤ، یا دھمکیاں۔ اس عمل میں فرد کی آزاد مرضی شامل نہیں ہوتی، اور اسے اپنے عقیدے کو چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

تاہم، یہ بات قابل غور ہے کہ سندھ میں مذہب کی تبدیلی کے بہت سے معاملات کو "جبری" قرار دیا جاتا ہے، جبکہ ان میں اکثریت رضاکارانہ طور پر مذہب تبدیل کرنے کی ہوتی ہے۔

جبری تبدیلی مذہب کی عام صورتیں:

جبری تبدیلی مذہب کے حوالے سے جو الزامات لگائے جاتے ہیں، ان کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ عام طور پر ان میں درج ذیل صورتیں شامل ہیں:

1. **اغوا اور زبردستی شادی**

یہ کہا جاتا ہے کہ اقلیتی برادریوں کی نابالغ لڑکیوں کو اغوا کر لیا جاتا ہے اور ان پر دباؤ ڈال کر ان سے شادی کی جاتی ہے۔ ان کیسز میں مذہب کی تبدیلی کو زبردستی قرار دیا جاتا ہے۔

2. **معاشی دباؤ یا غربت کا فائدہ اٹھانا**

بعض اوقات دعویٰ کیا جاتا ہے کہ غریب اقلیتوں کو روزگار، مالی امداد یا بہتر زندگی کا لالچ دے کر ان کا مذہب تبدیل کیا جاتا ہے۔

---

111 حسن مجتبیٰ۔ "سندھ میں ہندو اور تبدیلی مذہب کی کہانی۔" نیا زمانہ۔ مارچ 2019

3. دھمکی یا تشدد

الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ اقلیتی افراد کو جسمانی یا ذہنی تشدد کا نشانہ بنا کر یا دھمکیاں دے کر ان کا مذہب تبدیل کیا جاتا ہے۔

4. سماجی بائیکاٹ

کچھ افراد یہ کہتے ہیں کہ اقلیتوں کو سماجی بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کے تحت وہ مذہب تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

5. قانونی یا عدالتی نظام کا غلط استعمال

بعض کیسز میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ عدالت یا قانونی نظام کے ذریعے مذہب کی تبدیلی کو جائز قرار دیا جاتا ہے، جبکہ متاثرہ فرد کی رضامندی شامل نہیں ہوتی۔

- **حقائق اور الزامات کا تجزیہ**

ان الزامات کا گہرائی سے جائزہ لینے پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ سندھ میں مذہب کی تبدیلی کے زیادہ تر معاملات رضاکارانہ ہوتے ہیں۔ افراد اپنی مرضی اور مکمل آزادی سے نیا مذہب قبول کرتے ہیں، لیکن کچھ لوگ یا گروہ ان تبدیلیوں کو "جبری" قرار دے کر جھوٹے الزامات عائد کرتے ہیں۔ اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں، جن میں سیاسی، سماجی یا ذاتی مفادات شامل ہوتے ہیں۔[112]

1. رضاکارانہ مذہب کی تبدیلی

زیادہ تر افراد ذاتی روحانی تجربات، بہتر مذہبی تعلیم، یا سماجی تعلقات کے نتیجے میں مذہب تبدیل کرتے ہیں۔ ان تبدیلیوں میں جبر کا کوئی عنصر شامل نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی انہیں "جبری" قرار دے کر تنازعہ کھڑا کیا جاتا ہے۔

2. خاندانی یا سماجی مسائل

کچھ کیسز میں مذہب کی تبدیلی کو خاندانی تنازعات یا ذاتی مسائل کا نتیجہ بنا دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی لڑکی اپنی مرضی سے شادی کرتی ہے تو اسے جبری تبدیلی مذہب کا رنگ دیا جاتا ہے۔

3. پروپیگنڈہ اور سیاسی مقاصد

سندھ میں بعض افراد اور گروہ مذہبی منافرت پھیلانے یا سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لیے جبری تبدیلی مذہب کے الزامات لگاتے ہیں۔ یہ الزامات اکثر ٹھوس شواہد سے محروم ہوتے ہیں۔

4. عدالتی فیصلے اور حقائق

---

112 سجاد اظہر۔ "پاکستان میں جبری تبدیلی مذہب کا مسئلہ۔" انڈیپنڈنٹ اردو، 1 اکتوبر 2021.

عدالتوں میں پیش کیے جانے والے بہت سے کیسز میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ متاثرہ افراد نے مکمل رضامندی کے ساتھ اپنا مذہب تبدیل کیا تھا۔ عدالتیں ایسے معاملات میں شواہد کا تفصیلی جائزہ لیتی ہیں، اور اکثر الزامات جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

الزامات کی وجوہات

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ جبری تبدیلی مذہب کے الزامات کیوں لگائے جاتے ہیں۔ ان کے پیچھے درج ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں:

1. **مذہبی منافرت**

بعض افراد یا گروہ مختلف مذاہب کے درمیان نفرت پیدا کرنے کے لیے ایسے الزامات لگاتے ہیں۔

2. **سیاسی مفادات**

کچھ کیسز میں سیاسی عناصر مذہب کی تبدیلی کو ایک مسئلہ بنا کر اپنی حمایت بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

3. **سماجی دباؤ**

بعض اوقات افراد اپنے خاندان یا برادری کے دباؤ میں آکر مذہب کی تبدیلی کو "جبری" قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ ان کی ذاتی مرضی سے ہوتا ہے۔

صوبہ سندھ میں جبری تبدیلی مذہب ایک حساس مسئلہ ہے، لیکن اس پر لگائے جانے والے الزامات کو ہمیشہ حقائق کی بنیاد پر پرکھنا چاہیے۔ مذہب کی تبدیلی ایک ذاتی معاملہ ہے، اور ہر انسان کو اپنی مرضی کے مطابق عقیدہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ جھوٹے الزامات نہ صرف معاشرتی ہم آہنگی کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ اقلیتوں اور اکثریتی برادری کے درمیان بے اعتمادی کو بھی فروغ دیتے ہیں۔

یہ ضروری ہے کہ اس مسئلے پر جذباتی ردعمل دینے کے بجائے تحقیق اور شواہد کی بنیاد پر رائے قائم کی جائے۔ سندھ میں مذہبی ہم آہنگی اور انصاف کو یقینی بنانے کے لیے عوامی آگاہی، عدالتی نظام کی مضبوطی، اور الزامات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کی ضرورت ہے۔

❖ کیس اسٹڈیز: سندھ میں مذہبی تبدیلی کی مختلف کیس اسٹڈیز:

سندھ میں مذہبی تبدیلی کی کئی کیس اسٹڈیز موجود ہیں جو مختلف عوامل اور اسباب کی بنیاد پر مذہب تبدیل کرنے والے افراد کی کہانیاں بیان کرتی ہیں۔ ان کیس اسٹڈیز کے ذریعے مذہبی تبدیلی کے پیچھے موجود اسباب، تجربات، اور اثرات کو تفصیل سے سمجھا جا سکتا ہے۔ یہاں ہم چند اہم کیس اسٹڈیز پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

- **کیس اسٹڈی 1**: ہندو سے مسلم، معاشرتی مدد اور تحفظ

پس منظر :

علی احمد، ایک ہندو خاندان سے تعلق رکھنے والے نوجوان ہیں جو سندھ کے ایک چھوٹے گاؤں میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے خاندان کی معاشی حالت کافی خراب تھی اور وہ بنیادی سہولتوں کی کمی کا شکار تھے۔

مذہبی تبدیلی کی وجوہات :

علی احمد کے خاندان کو مالی مشکلات اور معاشرتی تحفظ کی کمی کا سامنا تھا۔ ان کی حالت میں بہتری کی امید کم تھی۔ مسلمانوں کی جانب سے فراہم کردہ معاشرتی اور مالی مدد نے ان کی زندگی میں ایک مثبت تبدیلی کا آغاز کیا۔ ایک اسلامی فلاحی تنظیم نے ان کی مدد کی، جو نہ صرف مالی مدد فراہم کرتی تھی بلکہ تعلیمی اور صحت کی خدمات بھی فراہم کرتی تھی۔

تجربہ اور اثرات:

علی احمد نے اسلامی فلاحی تنظیم کے ذریعے کئی مواقع حاصل کیے، جیسے کہ تعلیم اور صحت کی خدمات۔ اس کے علاوہ، مسلمانوں کے ساتھ ان کی معاشرتی تعاملات اور ان کے مذہبی اصولوں کی سادگی نے انہیں اسلام کی طرف مائل کیا۔ مذہبی تبدیلی کے بعد، علی احمد نے اپنی زندگی میں استحکام محسوس کیا اور نئی مذہبی شناخت نے ان کے معاشرتی مقام کو بھی بہتر بنایا۔

- **کیس اسٹڈی 2**: خاندانی تنازعات کی وجہ سے مذہبی تبدیلی

پس منظر:

خالدہ بی بی، ایک ہندو خاندان کی خاتون ہیں جو سندھ کے ایک بڑے شہر سکھر میں رہتی ہیں۔ ان کے خاندان میں خاندانی تنازعات اور آپسی اختلافات نے ان کی زندگی کو مشکل بنا دیا تھا۔

مذہبی تبدیلی کی وجوہات:

خالدہ بی بی کے خاندان میں خاندانی تنازعات اور معاشرتی مسائل کی وجہ سے وہ ذہنی دباؤ اور بے چینی کا شکار تھیں۔ ان کے خاندان کے افراد نے انہیں مختلف معاشرتی مسائل کا سامنا کرایا، جس کی وجہ سے ان کی زندگی میں عدم استحکام آیا۔

مسلمانوں کی طرف سے فراہم کردہ مدد، جیسے کہ جذباتی اور معاشرتی حمایت، نے خالدہ بی بی کو ایک محفوظ اور مثبت ماحول فراہم کیا۔ اس مدد نے ان کے ذہنی دباؤ کو کم کیا اور انہیں مذہبی تبدیلی کی طرف راغب کیا۔

تجربہ اور اثرات:

مذہبی تبدیلی کے بعد، خالدہ بی بی نے مسلمانوں کی حمایت اور ان کے طرز زندگی کی سادگی کو سراہا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ ان کا نیا مذہب ان کے لیے زیادہ سکون اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ تبدیلی ان کی زندگی میں ایک مثبت تبدیلی کا باعث بنی اور ان کے خاندانی تنازعات کے اثرات کو کم کیا۔

- **کیس اسٹڈی 3:** روحانی تجربات کی بنیاد پر مذہبی تبدیلی

پس منظر:

رامو، ایک نوجوان ہندو جو سندھ کے ایک چھوٹے گاؤں عادل پور میں رہتا ہے، انہوں نے مذہبی تبدیلی کے دوران روحانی تجربات کا سامنا کیا۔

مذہبی تبدیلی کی وجوہات:

رامو نے مذہبی تبدیلی کے دوران مختلف روحانی تجربات کا سامنا کیا۔ اسلامی عبادات اور قرآن کی تلاوت کے دوران انہیں روحانی سکون اور معنویت کا احساس ہوا۔ ان تجربات نے انہیں اسلام کی طرف مائل کیا۔

تجربہ اور اثرات:

رامو نے اپنے روحانی تجربات کی بنیاد پر اسلام قبول کیا۔ ان کے مطابق، اسلامی عبادات نے انہیں ایک روحانی سکون فراہم کیا جس کی وہ تلاش میں تھے۔ مذہبی تبدیلی کے بعد، انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی روحانی حالت میں بہتری آئی ہے اور انہوں نے ایک نئے روحانی سفر کا آغاز کیا ہے۔

- **کیس اسٹڈی 4:** قانونی مسائل اور دستاویزات کی تبدیلی

پس منظر:

امجد، ایک ہندو شہری جو سندھ کے شہر خیرپور میں رہائش پذیر ہے، انہوں نے مذہبی تبدیلی کے دوران قانونی مسائل اور دستاویزات کی تبدیلی کا سامنا کیا۔

مذہبی تبدیلی کی وجوہات:

امجد نے اسلامی تعلیمات کی سادگی اور مسلمانوں کی معاشرتی مدد کے سبب اسلام قبول کیا۔ مذہبی تبدیلی کے بعد، انہوں نے قانونی اور دستاویزی امور میں مشکلات کا سامنا کیا۔ ان کی شناختی دستاویزات اور دیگر قانونی امور میں تبدیلی کی ضرورت تھی۔

تجربہ اور اثرات:

امجد نے قانونی دستاویزات میں تبدیلی کے لیے مختلف مراحل اور چیلنجز کا سامنا کیا۔ انہیں مذہبی تبدیلی کی تصدیق کے لیے قانونی طریقہ کار کو مکمل کرنا پڑا، جس میں وقت اور محنت کی ضرورت تھی۔ ان مشکلات کے باوجود، انہوں نے مذہبی تبدیلی کے فوائد کو محسوس کیا اور اپنے نئے مذہب کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کی۔

سندھ میں مذہبی تبدیلی کی کیس اسٹڈیز مختلف عوامل اور تجربات کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان کیس اسٹڈیز میں معاشرتی مدد، خاندانی تنازعات، روحانی تجربات، اور قانونی چیلنجز شامل ہیں جو مذہبی تبدیلی کے فیصلے اور اس کے بعد کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ ہر کیس اسٹڈی مذہبی تبدیلی کے پیچھے موجود مختلف اسباب اور تجربات کو واضح کرتی ہے اور ان کی مدد سے ہم مذہبی تبدیلی کے عوامل کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

❖ انٹرویوز: مذہبی تبدیلی کے تجربات سے متعلق افراد کے انٹرویوز:

مذہبی تبدیلی کے تجربات سے متعلق کچھ افراد کے انٹرویوز مذہبی تبدیلی کے مختلف پہلوؤں اور اس کے اثرات کو سمجھنے میں میرے لیے مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ ان انٹرویوز کے ذریعے لوگوں کی ذاتی کہانیاں، ان کے تجربات، اور مذہبی تبدیلی کے پیچھے موجود وجوہات کو جانچا جا سکتا ہے۔ یہاں کچھ مفصل انٹرویوز پیش کئے گئے ہیں صوبہ سندھ میں مذہبی تبدیلی کے مختلف تجربات کی عکاسی کرتے ہیں۔

- **انٹرویو 1: ممتاز علی سابقہ نام ممتاز جی**

مقامی : سرحد، سندھ

پیشہ : چھوٹے کاروبار کا مالک

سوالات اور جوابات:

1. **سوال :** آپ نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟

جواب : میرے مالی حالات کافی خراب تھے۔ میں نے اسلامی فلاحی تنظیموں کی مدد سے مالی اور معاشرتی بہتری محسوس کی۔ ان کی مدد نے مجھے اسلام کے قریب کیا کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ یہ مذہب نہ صرف روحانی سکون فراہم کرتا ہے بلکہ عملی طور پر بھی لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

2. **سوال :** اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی زندگی میں کیا تبدیلیاں آئیں؟

جواب : اسلام قبول کرنے کے بعد، میری مالی حالت میں بہتری آئی۔ مسلمانوں کی طرف سے ملنے والی مدد نے مجھے ایک بہتر زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کیے۔ میرے کاروبار میں استحکام آیا اور مجھے سکونت کی ایک نئی حس محسوس ہوئی۔

3. **سوال :** آپ کے مذہبی تبدیلی کے فیصلے پر آپ کے خاندان کا کیا ردعمل تھا؟

جواب : میرے خاندان نے ابتدا میں اس فیصلے کو سمجھنے میں مشکل پیش آئی، لیکن جب انہوں نے اسلامی اصولوں اور مسلمانوں کی مدد کا قریب سے تجربہ کیا، تو انہوں نے اس فیصلے کو قبول کر لیا۔

4. **سوال :** آپ کو مذہبی تبدیلی کے دوران کوئی قانونی مسائل یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب : ہاں، قانونی دستاویزات میں تبدیلی کے دوران کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ شناختی کارڈ اور دیگر دستاویزات میں تبدیلی کے لیے کافی وقت لگا، لیکن اسلامی تنظیموں نے اس سلسلے میں میری مدد کی۔

- **انٹرویو 2: نور فاطمہ سابقہ نام امر دیوی**

مقامی : گھوٹکی، سندھ

پیشہ : گھریلو خاتون

سوالات اور جوابات:

1. **سوال :** آپ نے مذہبی تبدیلی کا فیصلہ کیوں کیا؟

جواب : میرے خاندان میں بہت زیادہ تنازعات اور جھگڑے تھے۔ ان مسائل نے میری زندگی کو بہت مشکل بنادیا تھا۔ مسلمانوں نے مجھے ایک محفوظ اور محبت بھرا ماحول فراہم کیا، جس نے مجھے اسلام کی طرف مائل کیا۔

2. **سوال :** مذہبی تبدیلی کے بعد آپ کی زندگی میں کیا تبدیلی آئی؟

جواب : اسلام قبول کرنے کے بعد، میں نے ایک پرامن اور خوشگوار زندگی کا آغاز کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ میری معاشرتی تعاملات نے مجھے سکون فراہم کیا اور خاندانی تنازعات کے اثرات کم ہو گئے۔

3. **سوال :** مذہبی تبدیلی کے فیصلے پر آپ کے خاندان کا کیا ردعمل تھا؟

جواب : میرے خاندان نے اس فیصلے کو سختی سے رد کیا، لیکن بعد میں انہوں نے مسلمانوں کی مدد اور تعاون کو دیکھتے ہوئے کچھ حد تک قبول کر لیا۔

4. **سوال :** آپ کو مذہبی تبدیلی کے دوران کوئی قانونی مسائل یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب : نہیں، مجھے قانونی مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا کیونکہ میں نے مذہبی تبدیلی کے بعد تمام ضروری قانونی اقدامات بروقت کر لیے تھے۔

- **انٹرویو 3: الٰہی بخش سابقہ نام رام جی**

مقامی : خیرپور، سندھ

پیشہ : طلبہ

سوالات اور جوابات:

1. **سوال :** آپ نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟

جواب : میں نے اسلامی عبادات اور قرآن کی تلاوت کے دوران ایک روحانی سکون محسوس کیا۔ یہ تجربات میری روحانی تلاش میں مددگار ثابت ہوئے اور مجھے اسلام کی طرف راغب کیا۔

2. **سوال :** آپ کے روحانی تجربات نے آپ کی مذہبی تبدیلی میں کیا کردار ادا کیا؟

جواب : روحانی تجربات نے مجھے اسلامی اصولوں کی سادگی اور وضاحت کو سمجھنے میں مدد کی۔ میں نے محسوس کیا کہ اسلام میری روحانی ضروریات کو بہتر طریقے سے پورا کرتا ہے۔

3. **سوال :** مذہبی تبدیلی کے بعد آپ کی زندگی میں کیا تبدیلیاں آئیں؟

جواب : مذہبی تبدیلی کے بعد، میری روحانی حالت میں بہتری آئی۔ میں نے ایک نیا روحانی سفر شروع کیا اور اپنے نئے مذہب کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کی۔

4. **سوال :** آپ کو مذہبی تبدیلی کے دوران کوئی قانونی مسائل یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب : ہاں، مجھے مذہبی تبدیلی کے دوران کچھ قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

انٹرویو4: محمد سلیم سابقہ نام سنیل

مقامی : سکھر، سندھ

پیشہ : نجی ملازم

سوالات اور جوابات:

1. **سوال :** آپ نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟

جواب : اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کی معاشرتی مدد نے مجھے اس مذہب کی طرف راغب کیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اسلام میرے روحانی اور عملی مسائل کا حل فراہم کرتا ہے۔

2. **سوال :** مذہبی تبدیلی کے بعد آپ کی زندگی میں کیا تبدیلیاں آئیں؟

جواب : اسلام قبول کرنے کے بعد، میری زندگی میں استحکام آیا۔ اسلامی اصولوں کے تحت زندگی گزارنے سے مجھے سکون اور خوشی ملی۔

3. **سوال :** مذہبی تبدیلی کے فیصلے پر آپ کے خاندان کا کیا ردعمل تھا؟

جواب : میرے خاندان نے اس فیصلے کو قبول کرنے میں وقت لیا، لیکن انہوں نے بعد میں اسلامی اصولوں اور مسلمانوں کی مدد کو تسلیم کیا۔

4. **سوال :** مذہبی تبدیلی کے دوران آپ کو قانونی مسائل یا دستاویزات کی تبدیلی میں مشکلات پیش آئیں؟

جواب : ہاں، دستاویزات کی تبدیلی کے دوران کچھ قانونی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ شناختی کارڈ اور دیگر اہم دستاویزات میں تبدیلی کے لیے مختلف مراحل سے گزرنا پڑا، لیکن ان مسائل کو حل کرنے میں اسلامی تنظیموں نے میری کافی مدد کی۔ یہ انٹرویوز سندھ میں مذہبی تبدیلی کے مختلف تجربات اور اس کے پیچھے موجود عوامل کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہر فرد کی کہانی مذہبی تبدیلی کے مختلف پہلوؤں اور اس کے اثرات کی عکاسی کرتی ہے۔ مالی مشکلات، خاندانی تنازعات، روحانی تجربات، اور قانونی مسائل مذہبی تبدیلی کے فیصلے کو متاثر کرتے ہیں اور ان کی زندگی میں اہم تبدیلیاں لاتے ہیں۔ ان انٹرویوز کے ذریعے مذہبی تبدیلی کے عوامل اور اثرات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

باب سوم: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندانوں کے عائلی اور قانونی مسائل

فصل اول: نو مسلم کو عائلی زندگی سے متعلق خاندانی مسائل

فصل دوم: نو مسلم خاندانوں کو درپیش قانونی مسائل

فصل سوم: مسلمانوں اور مسلم تنظیم کی طرف سے نو مسلموں سے تعاون اور اس کی ممکنہ صورتیں

فصل اول

نومسلم کو عائلی زندگی سے متعلق خاندانی مسائل

پاکستان میں نومسلم خاندانوں کے مسائل:

پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کی تعداد نسبتاً کم ہے، اور آئین کے مطابق انہیں تمام شہری حقوق حاصل ہیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں میں غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے، تاہم جب یہ افراد اسلام قبول کر لیتے ہیں تو انہیں کئی خاندانی، قانونی اور معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن کے لیے کوئی مناسب حل موجود نہیں ہے۔ نو مسلموں کو اپنی مشکلات میں نہ تو خاندان کی طرف سے تعاون ملتا ہے، اور نہ ہی معاشرتی لحاظ سے کوئی تعاون ملتا ہے۔ پاکستان جیسے کثیر المذاہب معاشرے میں نومسلم افراد کو شدید معاشرتی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنا سابقہ مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرتا ہے، تو اسے نہ صرف اپنے پرانے مذہبی معاشرے بلکہ بعض اوقات نئے اسلامی معاشرے میں بھی مختلف ردعمل اور رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مشکلات کا بنیادی تعلق **گھر سے نکال دینا، شادی اور بچوں کے مسائل، بائیکاٹ، سماجی مخالفت، اور تنہائی** سے ہوتا ہے، جیسا کہ درج ذیل میں ان مسائل کی وضاحت کی گئی ہے[113]

- **گھر سے نکال دینا:**

جب گھر والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کے کسی فرد نے اسلام قبول کر لیا یا اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے، تو سب سے پہلے اسے سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر وہ اپنی بات پر قائم رہے، جو زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے، تو اسے دھمکایا جاتا ہے، مارا پیٹا جاتا ہے، اور آخر کار گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔ یوں وہ شخص بے گھر ہو جاتا ہے۔

اگر نومسلم کے ساتھ اس کا پورا خاندان، مثلاً والدین یا بہن بھائی بھی اسلام قبول کر لیں، تو اس صورت میں اسے یہ مسئلہ پیش نہیں آتا۔ لیکن جو افراد اکیلے اسلام قبول کرتے ہیں، ان میں سے تقریباً ہر نومسلم کو گھر سے نکالے جانے کی تکلیف سہنی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ نومسلم افراد بھی، جن کے بیوی بچے ان کے ساتھ مسلمان ہو جاتے ہیں لیکن وہ اپنے والدین کے ساتھ رہ رہے ہوتے ہیں، انہیں بھی پورے خاندان سمیت گھر سے بے دخل کر دیا جاتا ہے۔

اگر کوئی نومسلم مرد اکیلا ہو، تو کسی نہ کسی طرح حالات کا سامنا کر لیتا ہے، چاہے مشکلات جتنی بھی شدید ہوں۔ لیکن ایک نومسلم لڑکی کے لیے یہ صورت حال اور بھی زیادہ سنگین ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی لڑکی گھر والوں کی مرضی کے خلاف اسلام قبول کرے یا کسی مسلمان کے ساتھ شادی کرے، تو اسے بھی گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔ اور اگر اس کی شادی کسی

---

[113] - https://www.dawnnews.tv/news/1043686

وجہ سے ختم ہو جائے، تو اس کے لیے حالات ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں۔ ایسی لڑکی کے پاس نہ چھت ہوتی ہے اور نہ ہی کھانے پینے کے لیے کچھ۔ مجبوراً وہ دربدر پھرنے لگتی ہے اور بعض اوقات بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتی ہے، جو اس کی زندگی کو مزید تکلیف دہ بنا دیتا ہے۔

❖ خاندان کی جانب سے رویے میں تبدیلی:

نومسلم افراد کو اکثر اپنے والدین، بہن بھائیوں، اور قریبی رشتہ داروں کی نفرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خاندان کے افراد انہیں "غدار" تصور کرتے ہیں، اور ان کے ساتھ بدسلوکی یا مکمل قطع تعلق کیا جاتا ہے۔

- **سماجی دباؤ :**

خاندان پر بھی معاشرتی دباؤ بڑھ جاتا ہے کہ وہ نومسلم فرد کو واپس اپنے مذہب میں لائیں یا اس سے مکمل علیحدگی اختیار کریں۔

- **برادری کا ردعمل:**

نومسلم افراد کو اپنی برادری سے خارج کر دیا جاتا ہے، اور ان کی کسی بھی تقریب میں شرکت یا کسی قسم کے تعلقات رکھنے پر پابندی عائد کی جاتی ہے۔ کئی صورتوں میں برادری یا قبیلہ اجتماعی طور پر ان کے خلاف کارروائی کرتا ہے، مثلاً جائیداد پر قبضہ یا جھوٹے مقدمات وغیرہ۔[114]

- **بیوی بچوں کا سلوک:**

بیوی اور بچے کسی بھی شخص کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ہر انسان اپنی پوری زندگی ان کی ضروریات پوری کرنے اور ان کے لیے ایک بہتر مستقبل بنانے کی جدوجہد کرتا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرتا ہے، تو اکثر اس کے اپنے ہی بیوی بچے اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ جو بیوی عمر بھر کا ساتھ دینے والی ہوتی ہے اور جو بچے بڑھاپے میں سہارا بننے والے ہوتے ہیں، وہی سب سے پہلے اسے چھوڑ دیتے ہیں یا گھر سے نکال دیتے ہیں۔

ضلع سکھر کے ایک نومسلم بھائی کے ساتھ ایسا ہی ہوا، جب ان کے بیوی بچوں نے نہ صرف انہیں گھر سے نکال دیا بلکہ ان کی پنشن کے پیسے بھی ہڑپ کر لیے۔ ضلع خیرپور کے ایک نومسلم بھائی کی بیوی نے صرف اس بنیاد پر علیحدگی اختیار کر لی کہ ان کے شوہر نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ تحصیل ڈھرکی کے ایک نومسلم بھائی کو ان کے بیوی بچوں نے چوری کا جھوٹا الزام لگا کر جیل بھجوا دیا تھا۔

ضلع گھوٹکی کے ایک اور نومسلم بھائی کو ان کی بیوی، جو ہندو مذہب کی سخت پیروکار تھی، اسے جان سے مارنے کی کوشش کی، کیونکہ ان کے شوہر نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ نومسلم افراد کو اپنے قریبی رشتہ داروں،

114 "نومسلم خاندانوں کے سماجی مسائل۔" روزنامہ عبرت، کراچی: عبرت پبلیکیشنز، 15 جنوری 2019، صفحہ 7۔

خاص طور پر بیوی اور بچوں، کی طرف سے کس حد تک نفرت اور ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

❖ شادی شدہ افراد کے مسائل:

نو مسلم افراد جو پہلے سے شادی شدہ ہوتے ہیں، انہیں اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے شریک حیات کے ساتھ شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

- **شریک حیات کا ساتھ نہ دینا:**

جب ایک شادی شدہ مرد اسلام قبول کرتا ہے، تو وہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بھی اس کے فیصلے میں اس کا ساتھ دے۔ اگر بیوی اس پر رضامند نہ ہو، تو اکثر دونوں میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔ گھوٹکی کے ایک ہندو شخص نے اسلام قبول کیا، لیکن اس کی بیوی نے اسے چھوڑ دیا اور چلی گئی۔ اسی طرح، ایک قادیانی شخص نے اسلام قبول کیا اور چاہا کہ اس کی بیوی بھی اسلام قبول کرے، لیکن بیوی نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے خاندان کو بتادیا، جس سے اس نو مسلم شخص کی مشکلات مزید بڑھ گئیں۔[115]

- **نکاح کا ختم ہونا:**

بعض اوقات، جب بیوی یا شوہر میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرتا ہے، تو دوسرے شریک حیات کے ساتھ مذہبی اختلاف کی وجہ سے نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ ڈھرکی کے ایک نو مسلم بھائی، جو پہلے ہندو تھے، اس نے ایک مسلمان خاندان میں شادی کی۔ تین سال بعد، جب سسرال والوں کو ان کے سابقہ مذہب کے بارے میں معلوم ہوا، تو ان کی بیوی نے خلع لے لیا۔

- **غیر شادی شدہ افراد کے مسائل:**

وہ نو مسلم افراد جو غیر شادی شدہ ہوتے ہیں، ان کے لیے اسلام قبول کرنے کے بعد شادی کے امکانات مزید کم ہو جاتے ہیں۔

- **خاندان کا ساتھ نہ ہونا:**

اگر نو مسلم شخص کا پورا خاندان اسلام قبول کرلے، تو خاندان میں سے کوئی لڑکی ان سے شادی کر سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اکیلا اسلام قبول کرے، تو اسے اپنی شادی کے لیے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

- **معاشرے میں قبولیت کا فقدان:**

اکثر مسلم خاندان نو مسلم افراد کو رشتہ دینے سے ہچکچاتے ہیں، کیونکہ ان کے ماضی کی وجہ سے انہیں شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال محمد ابراہیم قادری نامی ایک نو مسلم نے یوٹیوب پر ایک ویڈیو میں شکوہ کیا کہ مسلمان اپنی

---

115 "نو مسلم خواتین کے مسائل پر رپورٹ۔" روزنامہ کاوش، حیدرآباد: کاوش پبلیکیشنز، 20 مارچ 2024، صفحہ 5۔

بیٹیوں کا رشتہ اسے کیوں نہیں دینا چاہتے، حالانکہ وہ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کر چکا ہے۔

- **نومسلم خواتین کے مسائل:**

نومسلم خواتین کے لیے بھی شادی ایک بڑا مسئلہ ہے، کیونکہ وہ اکثر اپنے والدین یا خاندان کی مخالفت کے بعد اسلام قبول کرتی ہیں۔ اگر وہ کسی مسلمان سے شادی کریں، تو ان کے والدین یا خاندان اس کی شادی کو تسلیم نہیں کرتے اور اسے اغوا یا زبردستی کا معاملہ قرار دیتے ہیں۔ ایسی خواتین جو اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی شادی ختم ہونے کا سامنا کرتی ہیں، انہیں دوبارہ شادی کے مواقع بہت کم ملتے ہیں، کیونکہ ان کا سابقہ پس منظر ان کے لیے ایک رکاوٹ بن جاتا ہے۔[116]

- **معاشرتی رویہ:**

مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام برابری اور بھائی چارے کا دین ہے، لیکن جب بات نومسلم افراد کی ہو، تو اکثر مسلم معاشرہ انہیں شک کی نظر سے دیکھتا ہے۔ انہیں نہ صرف معاشرتی تحفظ سے محروم رکھا جاتا ہے، بلکہ شادی جیسے بنیادی معاملے میں بھی ان کے ساتھ برابری کا سلوک نہیں کیا جاتا۔ نتیجتاً، نومسلم افراد کی زندگی شادی کے بغیر گزر جاتی ہے، یا وہ اس حوالے سے شدید ذہنی اور سماجی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

- **نومسلم افراد کے بچوں کی شادی کے مسائل:**

نومسلم افراد کو نہ صرف اپنی شادی کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ ان کے بچوں کی شادیاں مسلم معاشرے میں کروانا بھی ایک بڑا چیلنج بن جاتا ہے۔ جب ان کے بچے شادی کے قابل ہو جاتے ہیں، تو یہ مسئلہ شدت اختیار کر لیتا ہے، کیونکہ مسلم معاشرہ انہیں مکمل طور پر قبول کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتا ہے۔

سکھر کے ایک نومسلم بھائی نے بتایا کہ ان کی بہن بھی ان کے ساتھ اسلام قبول کر چکی تھیں، لیکن ان کی بیٹیوں کی شادیاں صرف اس لیے نہیں ہو پا رہیں کہ وہ نومسلم ہیں۔ معاشرہ ان کے ماضی کو بھولنے کے بجائے ان کی ذات اور پس منظر کو رشتے کے لیے ایک رکاوٹ بنا دیتا ہے۔

ایک نومسلم بھائی کے مطابق، جب وہ نوجوانی میں مسلمان ہوئے، تو سب سے پہلے انہیں اپنی شادی کے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑی جدوجہد کے بعد ان کی شادی ہوئی، لیکن جب ان کے اپنے بچوں کی شادی کا وقت آیا، تو وہی مشکلات دوبارہ ان کے سامنے آ گئیں۔ تحصیل میرپور ماتھیلو کے ایک نومسلم خاندان کے بچوں کی شادیاں نہ ہونے کی وجہ سے ان کے مسیحی رشتہ داروں نے یہ شرط رکھی کہ اگر وہ دوبارہ مسیحیت قبول کر لیں، تو وہ ان کے بچوں کی شادیاں اپنے خاندان میں کروا دیں گے۔ لیکن ان نومسلم بھائی نے اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے اس شرط کو رد کر دیا، اور اللہ کی مدد سے یہ دباؤ

---

116 "نومسلم خواتین کے مسائل پر رپورٹ۔" روزنامہ کاوش، حیدرآباد: کاوش پبلیکیشنز، 20 مارچ 2024، صفحہ 6۔

ناکام ہو گیا۔ ایک نو مسلم بہن نے بتایا کہ اسلام قبول کرنے والی خواتین کو روایتی مسلمانوں کی جانب سے شادی کے معاملے میں تعاون نہیں ملتا۔ مسلم معاشرے میں موجود شادی کے نظم میں انہیں ان کے ماضی کی بنیاد پر نظرانداز کیا جاتا ہے، جو ان کے لیے مزید مشکلات پیدا کرتا ہے۔ روایتی اور نسلی مسلمان نو مسلموں کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور ان کے ساتھ مکمل برابری کا سلوک نہیں کرتے۔ یہ مسائل اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ نو مسلم افراد اور ان کے بچوں کو مسلم معاشرے میں مکمل قبولیت حاصل کرنے کے لیے بہت جدوجہد کرنی پڑتی ہے، اور انہیں ان چیلنجز کا سامنا اکثر نسلوں تک کرنا پڑتا ہے۔[117]

❖ **ذات پات کا نظام:**

اسلام وہ دین ہے جو برابری اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ اس کی تعلیمات میں امیر اور غریب، ذات اور برادری، رنگ اور نسل کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اسلام نے ہر انسان کو برابری کا درجہ دیا اور طبقاتی تفریق کو ختم کر دیا، لیکن ہمارے معاشرے نے ان جاہلانہ رسومات کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ ذات پات، برادری، اور طبقاتی نظام آج بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں، اور یہ وہ بت ہیں جو ہم نے خود تراشے ہیں۔ جب تک یہ بت نہیں ٹوٹتے، ہمارا معاشرہ حقیقی معنوں میں اسلامی معاشرہ نہیں بن سکتا۔

پاکستانی معاشرہ اصل میں اسلامی تعلیمات سے کم اور ہندو معاشرتی نظام سے زیادہ متاثر ہے۔ ذات پات، برادری ازم، اور طبقاتی تفریق ہندو معاشرتی نظام کی بنیاد ہیں، لیکن بدقسمتی سے یہ رویے ہمارے مسلم معاشرے میں بھی سرایت کر چکے ہیں۔ جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرتا ہے، تو اس کے سابقہ معاشرے کی طرف سے اسے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس پر ظلم کیا جاتا ہے، مارا پیٹا جاتا ہے، اور آخر کار اس کا بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔

لیکن بدترین بات یہ ہے کہ جب یہ شخص ان مسائل سے بچ کر مسلم معاشرے کا حصہ بننے کی کوشش کرتا ہے، تو یہاں بھی اسے نئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ مشکلات اسلام کی تعلیمات کی وجہ سے نہیں، بلکہ ہمارے معاشرتی رویے کی وجہ سے ہیں، جو ذات پات، برادری، اور طبقاتی نظام کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ نو مسلم افراد کو مسلم معاشرے میں برابری نہیں ملتی اور انہیں کمتر سمجھا جاتا ہے۔

ایک نو مسلم شخص پہلے اپنی برادری سے الگ ہو کر تنہائی کا شکار ہوتا ہے، اور پھر نیا معاشرہ اسے قبول کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ اس کے لیے رشتے داریوں اور سماجی عزت تک رسائی مشکل ہو جاتی ہے، اور اگر روزگار کے مواقع بھی چھن جائیں، تو اس کی زندگی عذاب بن جاتی ہے۔ اسے کوئی سہارا دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا، اور یوں وہ دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

---

117 "نو مسلم نوجوانوں کی زندگی کے مسائل۔" روزنامہ سندھ ایکسپریس، حیدرآباد: سندھ ایکسپریس پبلیکیشنز، 22 جولائی 2017، صفحہ 6

ضلع گھوٹکی کے ایک نو مسلم بھائی کے مطابق، "ہم جتنی بھی کوشش کر لیں، یہ ذات پات کا نظام ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اس معاشرے کی بنیاد بن چکا ہے۔"[118] یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ جب تک ہم ذات پات اور طبقاتی نظام کو ختم نہیں کرتے اور اسلامی تعلیمات کو پوری طرح اپنانے کی کوشش نہیں کرتے، تب تک نو مسلم افراد کو معاشرتی قبولیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ رویے نو مسلم افراد کی مشکلات کو کم کرنے کے بجائے بڑھا دیتے ہیں۔ اسلام کی خاطر وہ اپنی پرانی برادری کو چھوڑ کر آتے ہیں، لیکن ہم انہیں اپنی برادری میں شامل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ نتیجتاً، وہ معاشرتی تنزلی کا شکار ہو کر نچلے درجے کے شہری بن جاتے ہیں، جو نہ صرف ان کے لیے بلکہ ہمارے معاشرتی ڈھانچے کے لیے بھی ایک ناکامی ہے۔

❖ **معاشرتی مسائل:**

- **بائیکاٹ:**

جب کوئی فرد اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرتا ہے، تو اس کے پرانے مذہبی معاشرے کی جانب سے شدید مخالفت کی جاتی ہے۔ اکثر رشتہ دار، دوست، اور برادری اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیتے ہیں اور اس سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیتے ہیں۔ نو مسلم افراد کو سماجی طور پر تنہا کر دیا جاتا ہے، ان کے ساتھ نہ بات چیت کی جاتی ہے، نہ خرید و فروخت، اور نہ ہی شادی بیاہ کے معاملات رکھے جاتے ہیں۔

مثال :اسلام کی ابتدائی تاریخ میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے خاندان بنی ہاشم کے خلاف مشرکین مکہ کی جانب سے مکمل بائیکاٹ کی مثال نو مسلم افراد کو درپیش حالات کی شدت کو ظاہر کرتی ہے۔ مشرکین نے ان کے ساتھ تمام تعلقات منقطع کر لیے، حتیٰ کہ خرید و فروخت تک بند کر دی، اور یہ بائیکاٹ کئی سالوں تک جاری رہا۔

- **سماجی مخالفت اور دباؤ:**

نو مسلم افراد کے خلاف قتل کی دھمکیاں بھی عام ہیں، خاص طور پر جب وہ اپنی مذہبی تبدیلی کو کھلے عام ظاہر کرتے ہیں۔ خاندان اور برادری کے افراد انہیں دوبارہ اپنے سابقہ مذہب میں لانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اگر وہ ناکام رہیں تو تشدد یا دھمکیوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔

- **معاشرتی تنہائی اور نفسیاتی اثرات:**

نو مسلم افراد کو معاشرتی طور پر تنہا کر دیا جاتا ہے، جس سے ان پر نفسیاتی دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ ان کی روزمرہ زندگی متاثر ہوتی ہے، اور اکثر انہیں کسی بھی قسم کی سماجی یا جذباتی مدد حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔

- **نئے اسلامی معاشرے کا رویہ:**

---

[118] انٹرویو، ممتاز علی اربانی "سول سوسائٹی کے رکن اور سماجی کارکن"، 1 دسمبر 2024،

بعض اوقات نئے اسلامی معاشرے میں بھی نومسلم افراد کو مکمل قبولیت نہیں ملتی، بعض لوگ انہیں شک کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور ان کے ایمان یا نیت پر سوال اٹھاتے ہیں۔ نومسلم افراد کو اپنی نئی زندگی میں جگہ بنانے اور اسلامی اقدار کو اپنانے کے لیے طویل جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

- **معاشرتی تنظیموں اور میڈیا کا کردار:**

نومسلم افراد کے خلاف سماجی تنظیمیں اور میڈیا بھی منفی کردار ادا کرتے ہیں، خاص طور پر جب مذہبی تبدیلی کا معاملہ شدت اختیار کر لے۔ میڈیا اکثر ان کے مسائل کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے، اور انہیں زبردستی مذہب تبدیل کرنے والے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

❖ **معاشرہ اور اس کا سلوک:**

جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کر کے مسلم معاشرے کا حصہ بنتا ہے، تو ابتدا میں اس کا استقبال بڑے جوش و خروش سے کیا جاتا ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہ جوش ماند پڑ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ اسے معاشرے میں نچلے درجے کی مخلوق سمجھا جانے لگتا ہے۔ لوگوں کی اکثریت نومسلم افراد کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اور ان کے ساتھ معاملات کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ہندو طبقاتی نظام جیسی سوچ موجود ہے، جہاں طاقت اور حیثیت کی بنیاد پر لوگوں کو ان کا مقام دیا جاتا ہے۔ گھوٹکی کے قریب ایک گاؤں کے چوہدری نے اسلام قبول کیا، تو اسے معاشرے میں کسی قسم کے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا کیونکہ وہ پہلے سے طاقتور اور بااثر تھا۔ اس کے برعکس، ڈھرکی کے ایک مزدور نے جب اسلام قبول کیا، تو اسے "مصلی" کہہ کر پکارا جانے لگا، کیونکہ وہ ایک غریب کھیت مزدور تھا۔ اسی طرح، خیرپور میرس کے ایک نومسلم بھائی کو "دین دار" کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے، جو ایک مخصوص نظریہ اور رویے کی عکاسی کرتا ہے۔ ہمارا معاشرہ دو واضح اقسام میں تقسیم ہے[119]

شہری معاشرہ:

شہری علاقوں میں نومسلم افراد کے ساتھ نسبتاً بہتر سلوک کیا جاتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ تعلیم کی موجودگی اور شہری زندگی کی مصروفیت ہے۔ لوگ ایک دوسرے کو ذاتی طور پر زیادہ نہیں جانتے، اس لیے کسی کے مذہبی ماضی پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔

دیہاتی معاشرہ:

دیہات میں صورتحال بالکل مختلف ہوتی ہے۔ یہاں آبادی کم ہوتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کو نسلوں سے جانتے ہیں۔ غیر مسلم افراد کو عمومی طور پر گھروں میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی، کیونکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کے

119 "نومسلم نوجوانوں کی زندگی کے مسائل۔" روزنامہ سندھ ایکسپریس، حیدرآباد: سندھ ایکسپریس پبلیکیشنز، 22 اگست 2020، ص 6۔

ہاتھ لگانے سے چیزیں ناپاک ہو جائیں گی۔ تاہم، جب وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں، تو انہیں گھر کے اندر کام کرنے، برتن دھونے، اور دیگر امور انجام دینے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ان کے لیے گاؤں میں یہ ایک بڑی تبدیلی ہوتی ہے، لیکن ان کے ساتھ مکمل مساوات پھر بھی نہیں دی جاتی۔ یہ رویے ظاہر کرتے ہیں کہ معاشرے میں نو مسلم افراد کے ساتھ عمومی رویہ ان کی سابقہ سماجی حیثیت، طبقے، اور مقام پر منحصر ہوتا ہے، جو ایک بڑے مسئلے کی نشاندہی کرتا ہے۔

نو مسلم افراد کے خاندانی مسائل:

صوبہ سندھ کے مختلف اضلاع میں نو مسلم افراد کو درپیش خاندانی مسائل کا تجزیہ کرنے کے لیے ایک سروے کیا گیا۔ اس سروے میں مختلف سوالات پوچھے گئے اور حاصل شدہ ڈیٹا کا تجزیہ کیا گیا تاکہ نو مسلم افراد کی مشکلات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ سروے کے لیے گوگل فارم کا استعمال کیا گیا، جس میں جواب دہندگان کو پانچ آپشنز فراہم کیے گئے:

1. شدید متفق
2. متفق
3. غیر جانبدار
4. نامتفق
5. شدید نامتفق

ان آپشنز کے تحت نو مسلم افراد نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ ہر سوال کے جوابات کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا، جس میں جواب دہندگان کی تعداد، ان کے جوابات کے رجحانات، اور مسائل کی شدت کو گراف کی مدد سے واضح کیا گیا۔

سوالنامہ برائے نو مسلم افراد:

سوال 1: کیا آپ کے خاندان والوں نے اسلام قبول کرنے میں آپ کے فیصلے کی حمایت کی ہے؟

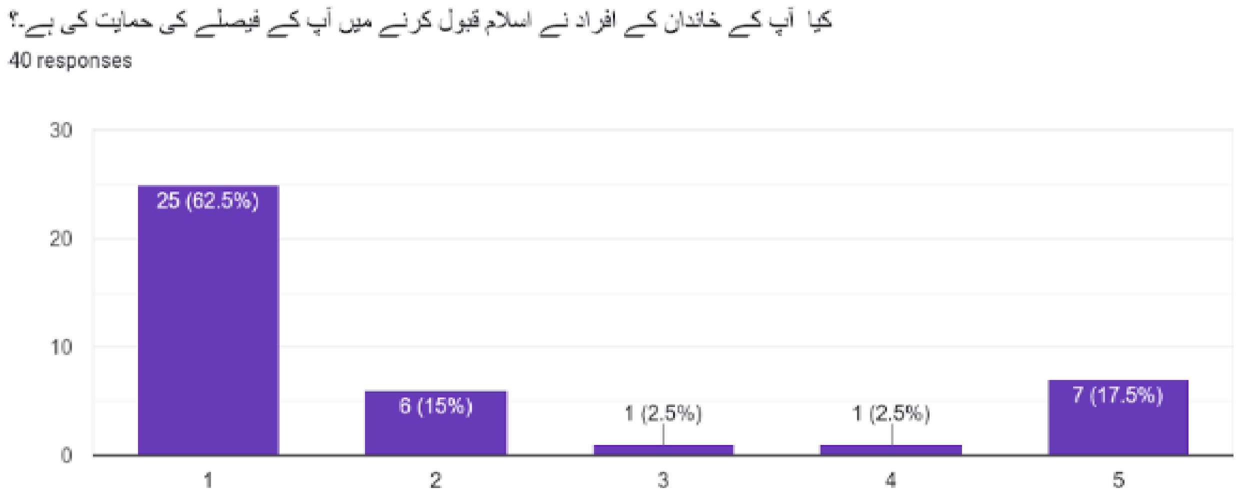

❖ نتائج:

1. 62.5% نے اسلام قبول کرنے کے فیصلے کی حمایت نہیں کی۔
2. 15% نے اس فیصلے سے اتفاق کیا۔
3. 2.5% نہ تو متفق ہوئے نہ مخالفت کی۔
4. 2.5% نے اس فیصلے سے عدم اتفاق کیا۔
5. 17.5% نے شدید رضامندی ظاہر کی۔

❖ سروے نتائج کے اہم نکات:

1. **زیادہ تر خاندانوں کی عدم حمایت**

62.5% لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے فیصلے کی حمایت نہیں کی، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نو مسلم افراد کو اپنے خاندانوں کی طرف سے پذیرائی نہیں ملتی۔ میری ریسرچ کے مطابق اس عدم حمایت کی کچھ وجوہات یہ ہے، جس میں مذہبی فرق موجود ہے نو مسلم کے خاندان کے افراد مختلف مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جس وجہ سے وہ اسلام کو قبول کرنے کو بلکل صحیح نہیں سمجھتے۔ اور اس کی ایک دوسری وجہ ثقافتی اختلافات بھی ہے کہ کچھ خاندانوں میں اسلام قبول کرنے کو تہذیبی روایات کے خلاف سمجھا جاتا ہے اس وجہ سے بھی وہ حمایت نہیں کرتے۔

2. جزوی عدم اتفاق

15٪ لوگوں نے شدید مخالفت تو نہیں ظاہر کی لیکن کچھ حد تک مخالفت ہونے کا اظہار کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ مکمل طور پر مخالف نہیں تھے، لیکن اس حوالے سے کچھ تحفظات رکھتے ہیں، ان کی مخالفت کی وجوہات میں ممکنہ طور پر اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کا ہونا بھی شامل ہے۔

3. غیر جانبداری :

2.5% نے کوئی خاص رسپانس نہیں دیا۔ یہ وہ افراد ہیں جو غیر جانبدار رہے اور نو مسلم افراد کے اس فیصلے کے بارے میں کسی خاص رائے کا اظہار نہیں کرتے۔ غیر جانبداری کی وجوہات میں ممکنہ طور پر فیصلے سے غیر متاثر ہونا یہ لوگ ممکنہ طور پر اس فیصلے سے براہ راست متاثر نہیں ہوئے۔

4. جزوی حمایت :

2.5% نے کچھ حد تک حمایت کرنے کا اظہار کیا۔ یہ لوگ مکمل طور پر حمایت نہیں کرتے، لیکن ان کے پاس کچھ مثبت خیالات تھے۔ جزوی حمایت کی وجوہات میں مذہبی ہم آہنگی کچھ لوگ اسلام کے کچھ اصولوں سے متفق ہے۔

5. شدید رضامندی:

17.5% نے شدید رضامندی کا اظہار کیا، یہ لوگ پوری طرح سے حمایت کرتے ہیں اور ممکنہ طور پر اسلام کے بارے میں مثبت خیالات رکھتے ہیں۔ شدید رضامندی کی وجوہات میں یہ افراد مذہب اسلام سے اتفاق رکھتے ہے، یہ خاندان پہلے سے ہی اسلام کے قریب رائے ہیں، اور یہ لوگ اسلام کے بارے میں مثبت خیالات رکھتے ہیں۔

سوال2:اسلام قبول کرنے پر آپ کے رشتہ داروں نے آپ کے ساتھ کس طرح کارد عمل ظاہر کیا؟

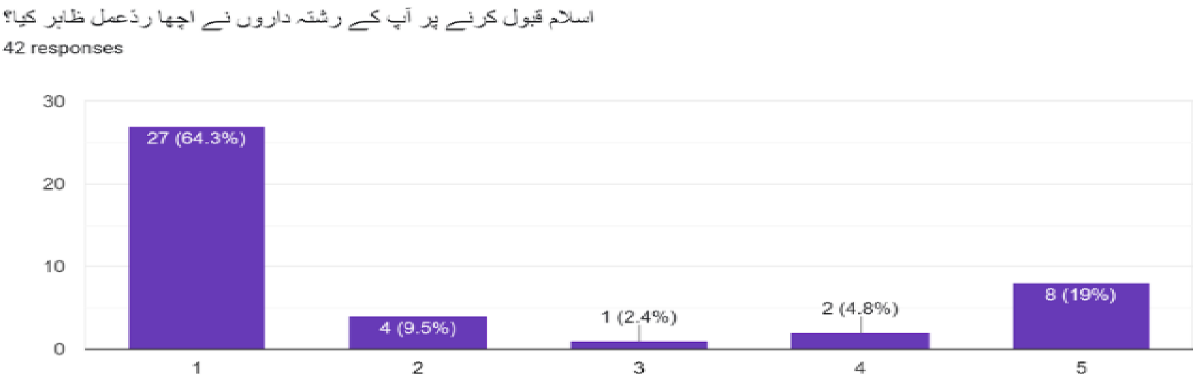

❖ سروے نتائج:

1. 64.3% کے خاندان نے اسلام قبول کرنے پر اچھا رد عمل ظاہر نہیں کیا:

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثریت کے رشتہ داروں نے اسلام قبول کرنے پر منفی رد عمل ظاہر کیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خاندان میں مذہبی تبدیلی کو قبول کرنے میں مشکل پیش آئی۔

2. 9.5% نے کچھ حد تک نہ متفق ہونا ظاہر کیا ہے:

یہ وہ افراد ہے جو اسلام قبول کرنے پر کچھ حد تک اتفاق کرتے ہیں ،ان افراد کا نو مسلموں کے ساتھ شدید برا رد عمل نہیں لیکن کچھ خاص اچھا رد عمل بھی نہیں ہیں۔

3. 2.4% نے نہ متفق ہونا ظاہر کیا نہ مخالفت کی:

یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جن کے رشتہ داروں نے کسی قسم کا کوئی واضح رد عمل نہیں دیا۔وہ نہ تو اسلام کرنے پر ان کے ساتھ متفق ہیں اور نہ ہی مخالفت کرتے ہیں۔

4. 4.8% نے کچھ حد تک متفق ہونے کا رد عمل ظاہر کیا۔

یہ ان لوگوں کی تعداد ہے جن کے رشتہ داروں نے مکمل طور پر تو نہیں لیکن کچھ حد تک ضرور ان کے فیصلے کو قبول کیا۔یہ ایک مختلف رد عمل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ خاندان اسلام قبول کرنے پر مکمل خوش نہیں ہیں لیکن وہ اسے مکمل طور پر مسترد بھی نہیں کرتے۔

5. 19% فیصد افراد نے شدید رضامندی ظاہر کی:

یہ تعداد ان افراد کی ہے جن کے رشتہ داروں نے اسلام قبول کرنے پر انتہائی مثبت رد عمل ظاہر کیا۔اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کے خاندانوں نے ان کے فیصلے کو سپورٹ کیا اور اسے اسلام قبول کرنے پر قبول کیا ہے۔

سوال 3:اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے خاندان میں آپ کے لئے کس حد تک مشکلات بڑھی ہے ؟

یہ سوال یہ جاننے کے لیے ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے خاندان میں آپ کے لیے مشکلات پیدا ہوئیں یا نہیں، اور اگر ہوئیں تو وہ کتنی بڑی تھیں۔

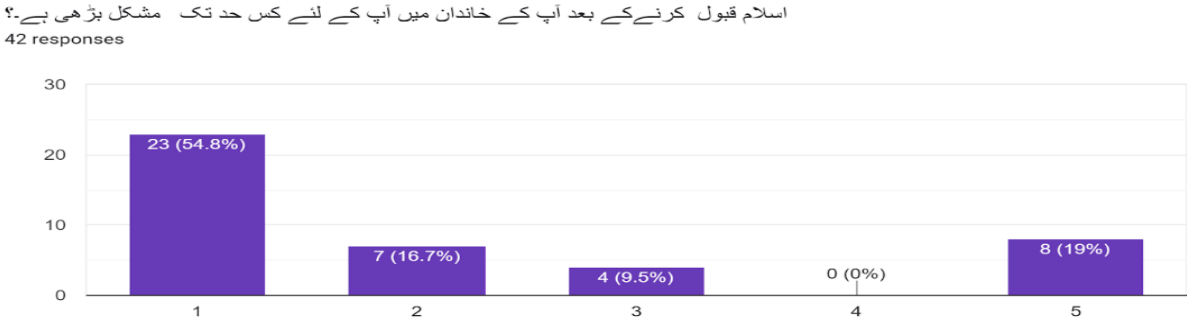

❖ سروے نتائج:

1. شدید متفق:

54.8%افراد نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان میں ان کے لیے مشکلات بڑھی ہیں۔اس فیصد سے ظاہر ہوا کہ نصف سے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے خاندان میں کافی مشکلات کا سامنا کیا ہے۔

2. کچھ حد تک متفق:

0%اس آپشن کے تحت معلوم ہوا کہ لوگ یا تو شدید متفق ہیں یا بالکل متفق نہیں ہیں، درمیانی رائے موجود نہیں ہے۔

3. نہ متفق،نہ مخالف:

9.5%افراد نے غیر جانبداری ظاہر کی۔

4. کچھ حد تک نامتفق:

16.7%افراد نے کہا کہ وہ کچھ حد تک اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان میں مشکلات بڑھی ہیں۔

5. شدید نہ متفق:

19%افراد نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان میں کوئی مشکلات پیش نہیں آئیں۔

❖ تجزیہ:

ان نتائج کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد خاندان میں مشکلات کا سامنا کرنے کے بارے میں لوگوں کی رائے میں بہت اختلاف موجود تھا۔ مجموعی طور پر دیکھا گیا کہ زیادہ تر لوگ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان میں ان کے لئے مشکلات بڑھی ہیں۔

سوال:4 کیاآپ کی نئی مذہبی پہچان کی وجہ سے آپ کے خاندان کے افراد کو برے سلوک کاسامنا کرناپڑا؟

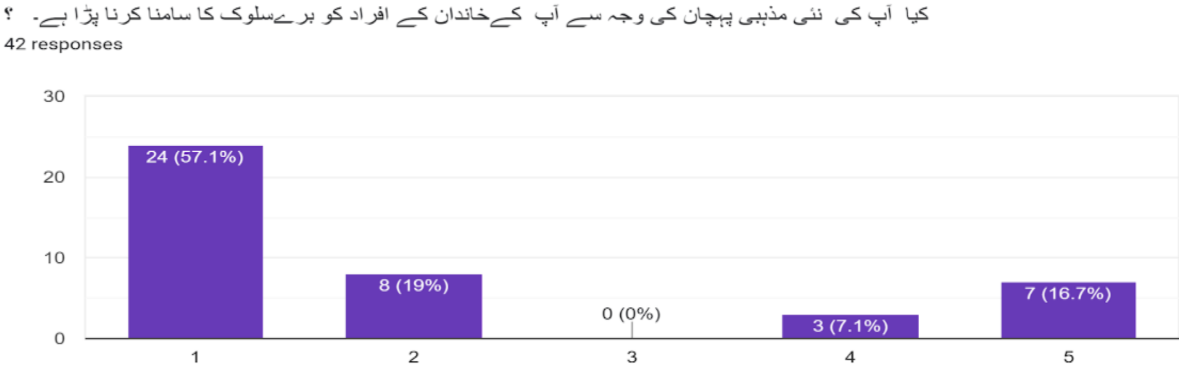

سروے نتائج:

1. شدید متفق:

57.1%افراد نے کہا کہ ان کی نئی مذہبی پہچان کی وجہ سے ان کے خاندان کے افراد کو برے سلوک کا سامنا کرناپڑا۔یہ سب سے بڑی تعداد ہے، جو ظاہر کرتی ہے کہ مذہب کی تبدیلی کے اثرات صرف نو مسلم افراد پر نہیں بلکہ ان کے خاندان پر بھی پڑتے ہیں۔

2. کچھ حد تک متفق:

19%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان کو کچھ حد تک برے سلوک کا سامنا ہوا، لیکن بہت شدید قسم کا نہیں کیا۔

3. نہ متفق،نہ مخالف:

0%افراد نے غیر جانبداری ظاہر کی،یعنی کسی نے نیوٹرل موقف اختیار نہیں کیا۔

4. کچھ حد تک نامتفق:

7.1%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان کے افراد کو برے سلوک کا سامنا بہت کم یا نہ ہونے کے برابر ہوا۔

5. شدید نامتفق:

16.7%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان کے افراد کو کسی بھی قسم کے برے سلوک کا سامنا نہیں کرناپڑا۔

❖ **تجزیہ:** سروے نتائج سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مذہب تبدیل کرنے کے بعد نہ صرف نو مسلم افراد بلکہ ان کے خاندان کے افراد کو بھی سماجی اور ممکنہ طور پر نفسیاتی دباؤ کا سامنا کرناپڑتا ہے۔57.1%افراد کی شدید رضامندی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ مسئلہ کافی اہم ہے،اور اکثر ایسے حالات میں خاندان کو سماجی یا ثقافتی دباؤ کا سامنا ہوتا ہے۔اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے سماجی تعاون،مذہبی کمیونٹی کی شمولیت،اور معاشرتی روایات میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے تاکہ نو مسلم افراد اور ان کے خاندان سماجی دباؤ سے آزاد ہو کر اپنی نئی زندگی گزار سکیں۔

سوال5: کیاآپ کی نئی مذہبی پہچان کی وجہ سے آپ کے خاندان نے آپ کو سمجھااور قبول کیاہے؟

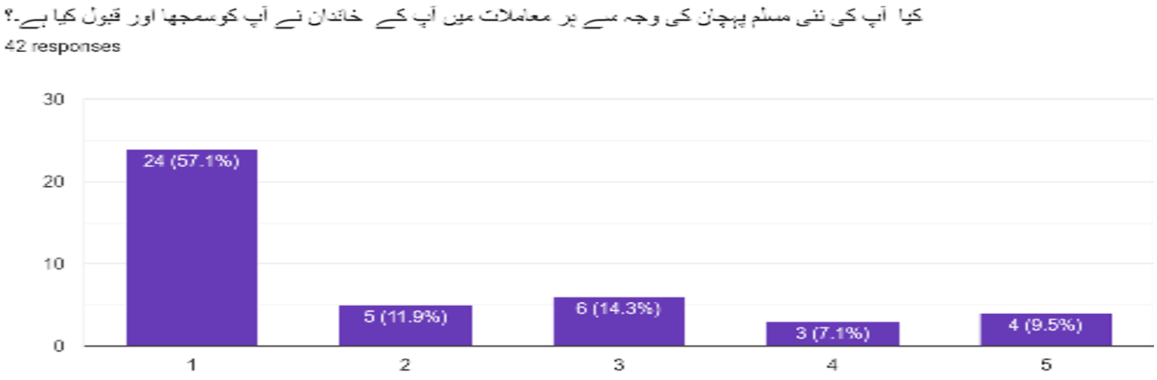

❖ سروے نتائج:

1. شدید نامتفق:

57.1%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے ان کی نئی مذہبی پہچان کو بالکل بھی قبول نہیں کیااور انہیں شدید مخالفت کا سامنا کرناپڑا۔

2. کچھ حد تک نامتفق:

11.9%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے مکمل مخالفت نہیں کی، لیکن انہیں کچھ حد تک مشکلات اور مخالفت کا سامنا کرناپڑا۔

3. نہ متفق،نہ مخالف:

14.3%افراد نے غیر جانبداری ظاہر کی۔

4. کچھ حد تک متفق:

7.1%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے ان کی نئی مذہبی پہچان کو کچھ حد تک قبول کیا، لیکن مکمل حمایت نہیں دی۔

5. شدید متفق:

9.5%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے ان کی نئی مذہبی پہچان کو مکمل طور پر قبول کیااور سمجھا۔ یہ سب سے کم فیصد بتاتی ہے کہ چندلوگوں کے خاندان نے ان کی نئی مذہبی پہچان کو مکمل طور پر قبول کیاہے۔

❖ تجزیہ:

ان نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثریت (69%) افراد کو اپنی نئی مذہبی پہچان کی وجہ سے اپنے خاندان کی جانب سے مخالفت یامشکلات کا سامنا کرناپڑا۔ غیر جانبدار افراد (14.3%) کی تعداد بھی قابل ذکر ہے، جو اس بات کی نشاندہی

کرتی ہے کہ کچھ خاندان اس معاملے میں غیر متعین رویہ رکھتے ہیں۔ دوسری جانب، صرف 16.6% افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے ان کی نئی مذہبی پہچان کو کسی حد تک یا مکمل طور پر قبول کیا۔ یہ نتائج بتاتے ہیں کہ مذہبی پہچان کی تبدیلی کو خاندانوں میں قبولیت حاصل کرنے میں اکثر رکاوٹوں کا سامنا ہوتا ہے، اور یہ عمل سماجی اور جذباتی چیلنجز کے ساتھ وابستہ ہو سکتا ہے۔

سوال 6: کیا کبھی مذہبی عبادات (مثلاً نماز، روزہ) کی ادائیگی آپ کے خاندان میں جھگڑے کا باعث بنی ہے۔

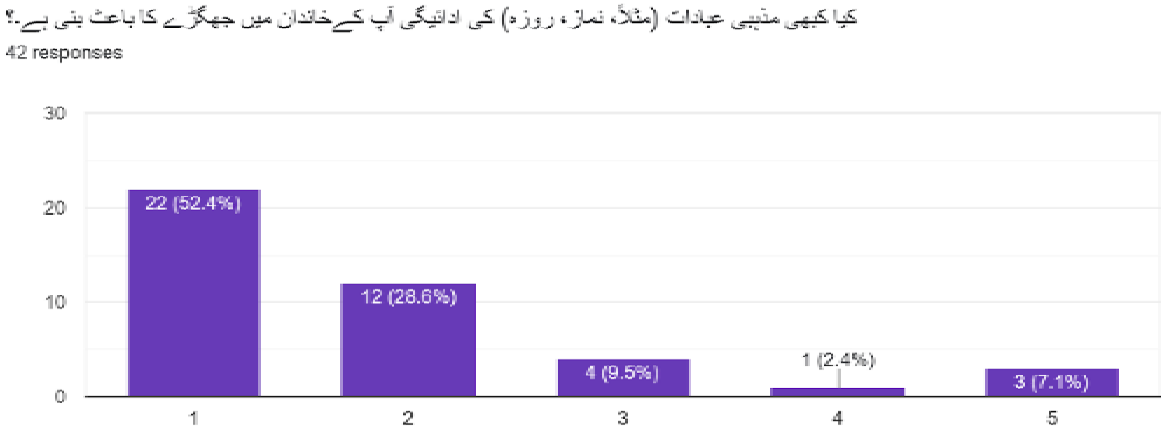

❖ **سروے نتائج:**

1. **شدید متفق:**

52.4% افراد نے کہا کہ مذہبی عبادات ان کے خاندان میں شدید جھگڑوں کا باعث بنی ہیں۔

2. **کچھ حد تک نہ متفق:**

28.6% افراد نے کہا کہ مذہبی عبادات زیادہ تر جھگڑوں کا باعث نہیں بنیں۔

3. **غیر جانبدار:**

9.5% فیصد افراد اپنی کوئی رائے پیش نہیں کرتے۔

4. **کچھ حد تک متفق:**

2.4% افراد نے کہا کہ مذہبی عبادات زیادہ نہیں کچھ حد تک جھگڑے کا باعث بنیں۔

5. **شدید نہ متفق:**

7.1% افراد نے کہا کہ ان کے خاندان میں مذہبی عبادات کسی بھی قسم کے جھگڑوں کا باعث نہیں بنیں۔

❖ تجزیہ:

نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ اکثریت (52.4%) کے لیے مذہبی عبادات ان کے خاندان میں جھگڑوں کا شدید باعث بنتی ہیں۔ مزید 28.6% افراد نے کہا کہ انہیں ان عبادات کی وجہ سے محدود یا کچھ حد تک مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مجموعی طور پر، تقریباً 81% خاندانوں میں کسی نہ کسی حد تک مذہبی عبادات تنازعات کا سبب بنتی ہیں۔
اس کے برعکس، 9.5% افراد نے اس معاملے میں غیر جانبداری اختیار کی، جبکہ 9.5% نے کہا کہ ان کے خاندان میں مذہبی عبادات کبھی تنازع کا سبب نہیں بنیں۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ مذہبی عبادات نو مسلم افراد کے خاندانوں میں زیادہ تر جھگڑوں یا اختلافات کا باعث بنتی ہیں، لیکن یہ تنازعات ہر خاندان میں مختلف شدت کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔

سوال 7: کیا آپ کے خاندان کے افراد نے آپ کے مذہبی عقائد اور طریقوں سے مطابقت اختیار کرنے اور ان کا احترام کرنے کی کوشش کی؟

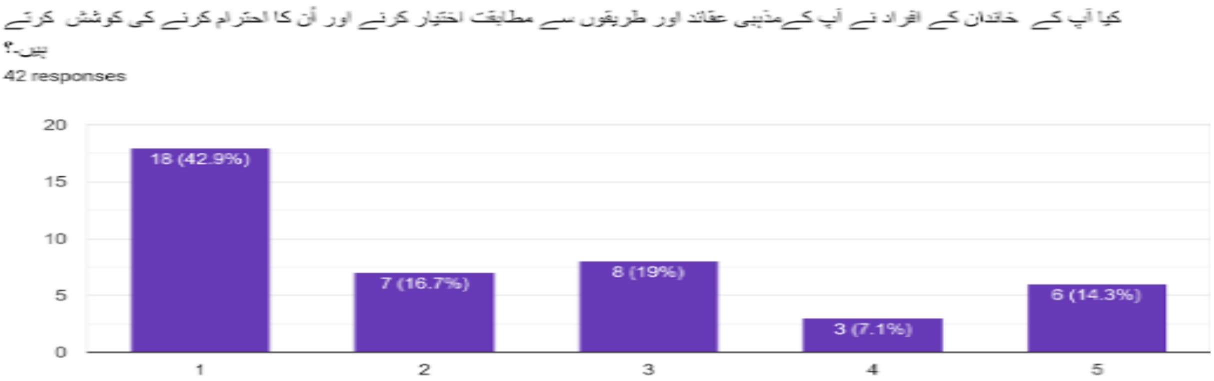

❖ سروے نتائج:

1. مکمل نامتفق:

42.9% افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے ان کے مذہبی عقائد اور طریقوں سے مطابقت اختیار کرنے یا ان کا احترام کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔

2. کچھ حد تک نامتفق:

16.7% افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے جزوی طور پر مخالفت کا مظاہرہ کیا، اور مذہبی عقائد کو قبول کرنے یا احترام کرنے میں دلچسپی نہیں دکھائی۔

3. نہ متفق، نہ مخالف:

19% افراد نے غیر جانبداری ظاہر کی، یعنی ان کے خاندان نے نہ تو ان عقائد کی حمایت کی اور نہ ہی مخالفت کی۔

4. کچھ حد تک متفق:

7.1%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے کسی حد تک ان کے مذہبی عقائد اور طریقوں کا احترام کیا۔

5. شدید متفق:

14.3%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے ان کے مذہبی عقائد کو مکمل طور پر قبول کیا اور ان کا احترام کیا۔

❖ تجزیہ

اس کا مطلب ہے کہ تقریباً59.6% **(یعنی تقریباً60%)** خاندانوں نے مذہبی عقائد اور طریقوں سے مطابقت اختیار کرنے یا ان کا احترام کرنے کی کوشش نہیں کی۔اور تقریباً 21.4% خاندانوں نے مذہبی عقائد اور طریقوں سے مطابقت اختیار کرنے یا ان کا احترام کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ زیادہ تر خاندان نومسلم افراد کے مذہبی عقائد اور طور طریقوں کو قبول کرنے یا ان کا احترام کرنے سے گریز کرتے ہیں۔کچھ خاندان غیر جانبدار رہتے ہیں، جبکہ صرف ایک محدود تعداد ان عقائد کے ساتھ مطابقت اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مذہبی عقائد اور طریقوں کو خاندان کے دائرے میں قبولیت حاصل کرنے کے لیے نومسلم افراد کو سماجی اور جذباتی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال 8: کیا ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جب خاندان کے افراد نے آپ کو اسلام پر عمل کرنے سے روکنے کی کوشش کی ہو؟

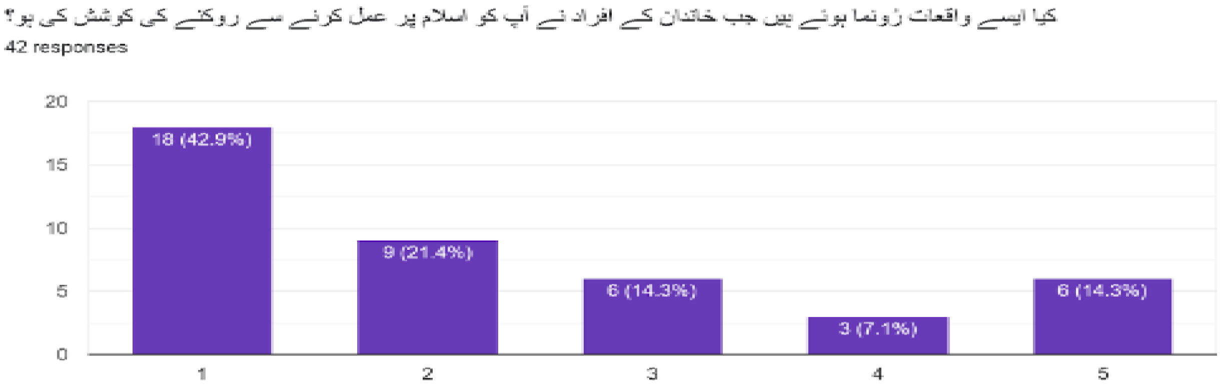

سروے نتائج:

1. ہاں کے جواب میں(42.9%)

42.9%افراد نے کہا کہ ان کے خاندان کے افراد نے کسی موقع پر انہیں اسلام پر عمل کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔

2. کچھ حد تک نامتفق:

21.4% افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے کچھ حد تک کوشش کی، لیکن مخالفت شدید نہیں تھی۔

3. نہ متفق، نہ مخالف:

14.3% افراد نے غیر جانبداری ظاہر کی۔

4. کچھ حد تک متفق:

7.1% افراد نے کہا کہ کچھ واقعات میں خاندان کے افراد نے انہیں اسلام پر عمل کرنے سے روکا، لیکن یہ مخالفت مکمل نہیں تھی۔

5. شدید متفق (مخالفت نہیں ہوئی):

14.3% افراد نے کہا کہ ان کے خاندان نے کبھی بھی انہیں اسلام پر عمل کرنے سے روکنے کی کوشش نہیں کی۔

❖ **تجزیہ:**

تقریباً 64.3% افراد کو کسی نہ کسی حد تک اپنے خاندان کی طرف سے اسلام پر عمل کرنے میں رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ اور تقریباً 21.4% افراد نے کہا کہ انہیں اپنے خاندان کی طرف سے اسلام پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ نومسلم افراد کو اسلام پر عمل کرنے کے حوالے سے اکثر اپنے خاندان کی مخالفت یا دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ کچھ خاندان اس حوالے سے غیر جانبدار رہتے ہیں یا مکمل طور پر حمایت کرتے ہیں، لیکن زیادہ تر افراد کو مختلف درجوں میں خاندانی مخالفت یا مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال 9: کیا آپ کے تبدیلی مذہب کی وجہ سے آپ کے خاندان میں جذباتی یا نفسیاتی تناو کے واقعات ہوئے ہیں

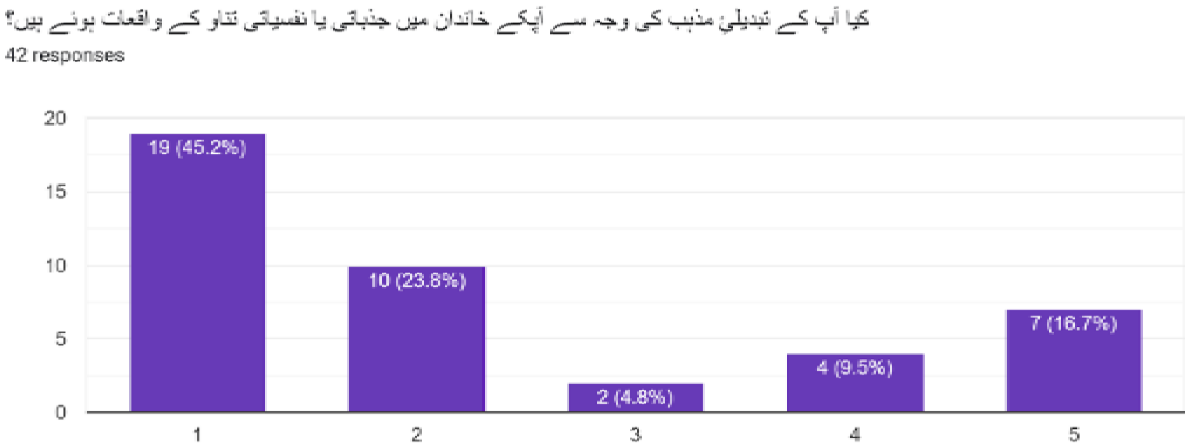

❖ سروے نتائج:

1. شدید رضامندی

(45.2%)سب سے زیادہ افراد نے اس بات پر شدید رضامندی ظاہر کی کہ ان کے تبدیلی مذہب کی وجہ سے ان کے خاندان میں جذباتی یا نفسیاتی تناؤ کے واقعات رونماء ہوئے ہیں۔ یہ ایک متوجہ ہونے والی بات ہے کہ تبدیلی مذہب اکثر خاندانوں میں شدید جذباتی اور نفسیاتی تناؤ کا باعث بنتی ہے۔

2. کچھ حد تک نا متفق

(23.8%)افراد نے کہا کہ انہیں اس طرح کے تناؤ کا سامنا نہیں کرنا پڑا، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ کچھ خاندان تبدیلی مذہب کو زیادہ جذباتی طور پر متاثر کن نہیں سمجھتے۔

3. نہ متفق نہ مخالف

(4.8%)لوگ غیر جانبدار رہے یعنی انہوں نے نہ تو تناؤ کا اظہار کیا نہ ہی اس کی مخالفت کی۔

4. کچھ حد تک متفق

(9.5%)افراد نے کہا کہ ان کے تبدیلی مذہب کی وجہ سے خاندان میں کچھ حد تک جذباتی یا نفسیاتی تناؤ کے واقعات ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کچھ خاندانوں میں تبدیلی مذہب کی وجہ سے کچھ حد تک تناؤ پایا جاتا ہے۔

5. شدید نا متفق

(16.7)افراد نے شدید نا متفق ہونے کا اظہار کیا کہ ان کے خاندان میں تبدیلی مذہب کی وجہ سے جذباتی یا نفسیاتی تناؤ کے واقعات نہیں ہوئے۔ یہ تعداد ظاہر کرتی ہے کہ کچھ خاندانوں میں تبدیلی مذہب کی وجہ سے کوئی تناؤ پیدا نہیں ہوتا۔

❖ تجزیہ:

زیادہ تر لوگوں (45.2%) کے مطابق تبدیلی مذہب کی وجہ سے خاندان میں جذباتی یا نفسیاتی تناؤ کے واقعات بہت زیادہ ہوئے، لیکن ایک قابل ذکر تعداد (16.7%) نے شدید نا متفق کا اظہار کیا، اس کا مطلب کہ ایسے واقعات ان کے خاندان میں نہیں ہوئے۔

سوال 10: کیاآپ کے اسلام قبول کرنے سے آپ کے شریک حیات کے ساتھ تعلقات متاثر ہوئے ہیں؟

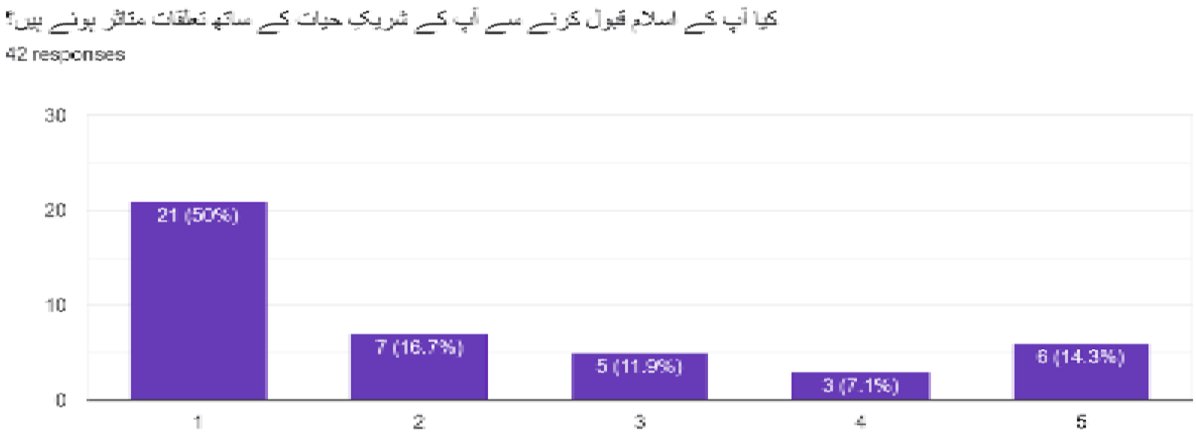

❖ سروے نتائج:

1. شدید رضامندی(50%)

آدھے شرکاء نے کہا کہ ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے شریک حیات کے ساتھ تعلقات نمایاں طور پر متاثر ہوئے ہیں، جو ظاہر کرتا ہے کہ مذہبی تبدیلی کاازدواجی تعلقات پر گہرااثر پڑتا ہے۔

2. کچھ حد تک نامتفق(16.7%)

کچھ افراد نے کہا کہ ان کے شریک حیات کے ساتھ تعلقات میں کوئی بڑی یا نمایاں تبدیلی محسوس نہیں ہوئی۔

3. نہ متفق نہ مخالف(11.9%)

انہوں نے نہ تو تعلقات کے متاثر ہونے کا اظہار کیا نہ ہی اس کی مخالفت کی۔ کچھ خاندان والے اس معاملے پر کوئی خاص ردعمل نہیں رکھتے۔

4. کچھ حد تک متفق(7.1%)

چندافراد نے کہا کہ ان کے اسلام قبول کرنے سے ان کے شریک حیات کے ساتھ تعلقات کچھ حد تک متاثر ہوئے ہیں۔

5. شدید نامتفق(14.3%)

یہ افراد کہتے ہیں کہ ان کے شریک حیات کے ساتھ تعلقات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور مذہب کی تبدیلی نے ان کے ازدواجی تعلقات کو متاثر نہیں کیا۔

❖ تجزیہ:

زیادہ تر لوگوں نے کہا کہ اسلام قبول کرنے پر ان کے شریک حیات کے ساتھ تعلقات متاثر ہوئے، اس میں نو مسلم کو چاہیئے کہ اپنے اصولوں اور دینی تعلیمات کو اپنے شریک حیات کے ساتھ شیئر کریں تا کہ ان کو آپ کی مذہبی تبدیلی کا احساس ہو۔

لیکن کچھ نے شدید نا متفق کا بھی اظہار کیا کہ تعلقات متاثر نہیں ہوئے۔ اس سے یہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ اسلام قبول کرنے سے بعض افراد کو مثبت تاثرات بھی حاصل ہوئے۔

سوال 11: کیا آپ خاندان کے افراد کی طرف سے اپنے مذہبی عقائد یا طریقوں کے مطابق ڈھلنے کے لیے دباؤ محسوس کرتے ہیں؟ اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے خاندان والے آپ پر کسی قسم کا زور دیتے ہیں کہ آپ ان کے مذہبی عقائد، عبادات، یا طریقوں پر عمل کریں۔ اس سوال میں یہ جاننا مقصود ہے کہ آیا آپ اپنے خاندان کی طرف سے اپنے مذہب یا روحانی طریقوں میں ان کے مطابق ڈھلنے کا دباؤ محسوس کرتے ہیں یا نہیں۔

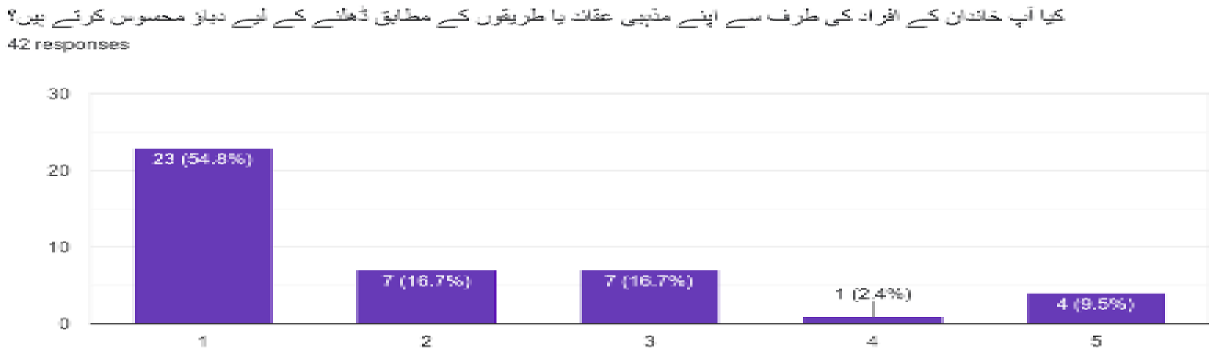

❖ **سروے نتائج:**

1) 54.8% نے شدید رضامندی کا اظہار کیا۔

2) 16.7% نے کچھ حد تک متفق ہونے کا اظہار کیا۔

3) 16.7% نے نہ متفق ہونے کا اظہار کیا نہ مخالفت کی۔

4) 2.4% نے کچھ حد تک مخالف ہونے کا اظہار کیا۔

5) 9.5% نے شدید مخالفت کا اظہار کیا۔

❖ **تجزیہ:**

ان نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیادہ تر افراد اپنے خاندان کی طرف سے مذہبی عقائد اور طریقوں کو اپنانے کے دباؤ کو محسوس کرتے ہیں۔ 54.8% نے شدید رضامندی ظاہر کی اور 16.7% نے کچھ حد تک رضامندی کا اظہار کیا، جس سے 71.5% افراد پر یہ دباؤ واضح ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، 2.4% نے کچھ حد تک مخالفت کی، جبکہ 9.5% نے

شدید مخالفت ظاہر کی، یعنی 11.9% افراد پر یہ دباؤ نہیں ہے۔ 16.7% افراد غیر جانبدار رہے، جنہوں نے نہ تو اتفاق کیا اور نہ ہی مخالفت کی۔

ان نتائج سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اکثر لوگ اپنے خاندان کی طرف سے مذہبی طریقوں پر عمل کرنے کا دباؤ محسوس کرتے ہیں۔ اس سے خاندانی اثر و رسوخ کا ایک اہم پہلو سامنے آتا ہے جو لوگوں کے مذہبی طرزِ زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں، کہ زیادہ تر نو مسلم لوگوں کو اپنے خاندان کی طرف سے مذہبی عقائد اور طریقوں کو اپنانے کے لیے زور زبردستی کی جاتی ہے۔ اور اس سروے نتائج سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرتی اور ثقافتی ماحول میں خاندانی وعقائد اور خاندان کا کردار بہت اہم ہوتا ہے اس دباؤ کا مطلب یہ ہے کہ نئے مسلمانوں کو اپنے سابقہ مذہب کے خاندان کی روایات، عقائد اور رسومات کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔

سوال 12: کیا خاندان کے افراد کا آپ کے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے کوئی ذاتی اختلاف موجود ہے؟

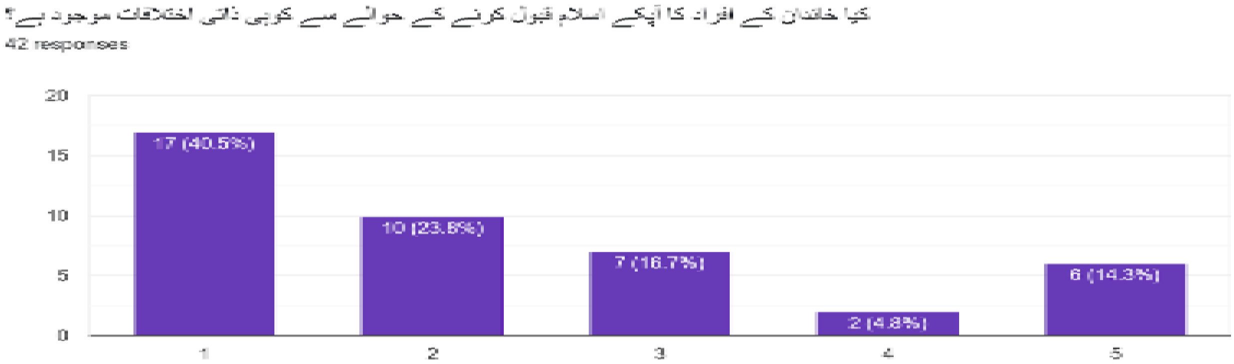

❖ **سروے نتائج:**

40.5% نے ہاں کا اظہار کیا۔

23.8% نے کچھ حد تک متفق ہونے کا اظہار کیا۔

16.7% نے نہ متفق ہونے کا اظہار کیا نہ مخالفت کی۔

4.8% نے کچھ حد تک نا متفق ہونے کا اظہار کیا۔

14.3% نے نہیں کا اظہار کیا۔

❖ **تجزیہ:**

ان نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر افراد نے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کے خاندان میں اسلام قبول کرنے کے حوالے سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ 40.5% نے واضح طور پر رضامندی یعنی (ہاں) کا اظہار کیا، جبکہ 23.8%

نے کچھ حد تک اتفاق کیا، جس کا مجموعی فیصد بنتا ہے 64.3% اور اتنے افراد پر اس دباؤ کا اثر نمایاں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، 4.8% افراد نے کچھ حد تک عدم اتفاق اور 14.3% نے صاف انکار (نہیں) کا اظہار کیا، یعنی اتنا مجموعی 19.1% افراد کے مطابق ان کے خاندان میں اسلام قبول کرنے کے حوالے سے کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ 16.7% افراد نے غیر جانبدار رہنے کا اظہار کیا، جس کا مطلب ہے کہ ان کے لیے یہ موضوع خاص اثر نہیں رکھتا، یا انہوں نے اس حوالے سے کوئی واضح رائے نہیں دی۔ ان نتائج کا مطلب یہ ہے کہ مختلف خاندانوں میں مذہبی تبدیلی کو لے کر مختلف ردعمل سامنے آئے، جو ثقافتی، سماجی، یا ذاتی عوامل پر منحصر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، خاندانی حمایت یا مخالفت نو مسلموں کے مذہبی فیصلوں پر اثر انداز ہوتی ہے، جو ان کے لیے مثبت یا منفی مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔

سوال 13: معاشرے میں آپ یا آپ کے خاندان کے ساتھ مذہبی عدم برداشت یا تعصبانہ سلوک کے واقعات پیش آئے ہیں؟

❖ **سروے نتائج:**

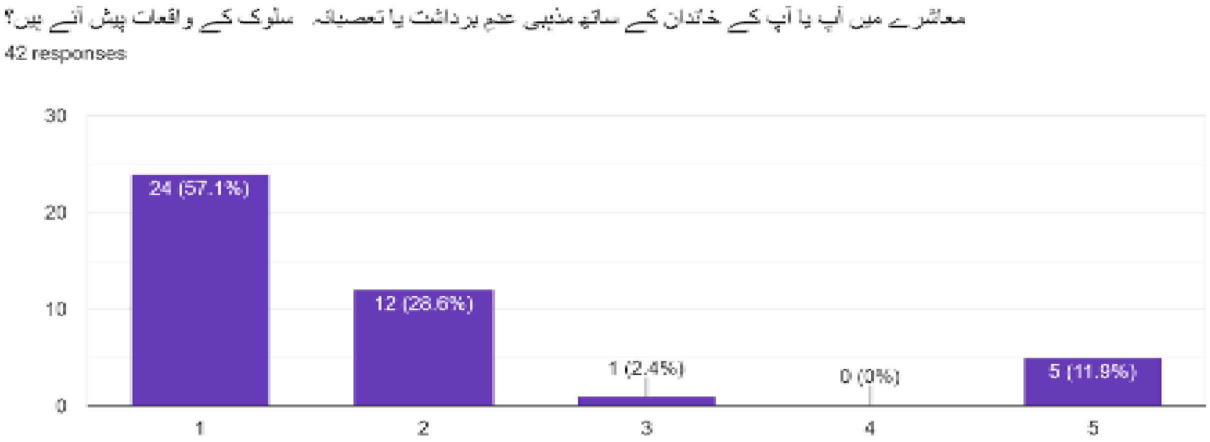

1) 57.1% افراد نے شدید رضامندی کا اظہار کیا کہ انہیں یا ان کے خاندان کو معاشرے میں مذہبی عدم برداشت اور تعصب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔
2) 28.6% نے کچھ اس سوال پر کچھ حد تک نا متفق ہونے کا اظہار کیا، جس کا مطلب ہے کہ ان کا اس مسئلے سے جزوی طور پر اختلاف ہے۔
3) 2.4% افراد نے نہ متفق ہونے کا اظہار کیا نہ مخالفت کی، یعنی وہ غیر جانبدار ہیں۔
4) 0% نے کچھ حد تک متفق ہونے کا اظہار کیا۔
5) 11.9% نے شدید نا متفق ہونے کا اظہار کیا، یعنی ان کے مطابق انہیں یا ان کے خاندان کو ایسا کوئی تجربہ نہیں ہوا۔

❖ تجزیہ:

ان نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرے میں مذہبی عدم برداشت اور تعصبانہ رویے کا مسئلہ واقعی ایک بڑا چیلنج ہے۔ 57.1%اتنا مجموعی فیصد افراد نے اس مسئلے کی شدت کو واضح کیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرتی سطح پر مذہبی تعصب موجود ہے۔11.9%افراد نے عدم اتفاق ظاہر کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ افراد یا خاندان ایسے بھی ہیں جنہیں ایسے رویوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں معاشرے میں مذہبی عدم برداشت کے مسئلے کو سنجیدگی سے لینا چاہیے اور اسے حل کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں۔ معاشرتی ہم آہنگی اور مذہبی رواداری کے فروغ کے لیے اقدامات کرنا ضروری ہے تاکہ تعصب اور عدم برداشت کو کم کیا جاسکے یہاں مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ظاہر کیے گئے۔

سوال14آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے خاندان کا معاون نظام بدل گیا؟

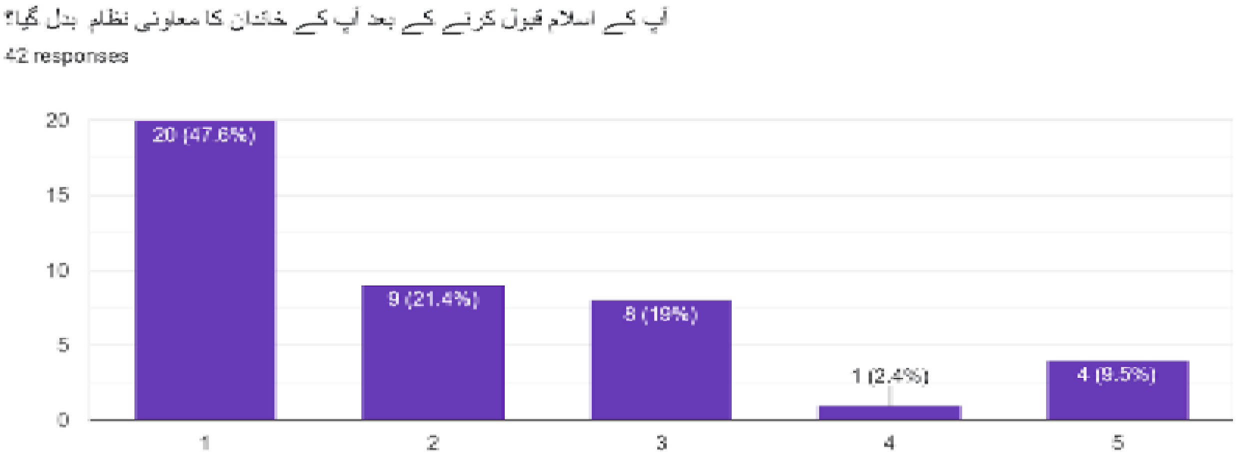

❖ سروے نتائج:

1) 47.6%نے شدید نامتفق ہونے کا اظہار کیا۔
2) 21.4%نے کچھ حد تک نامتفق ہونے کا اظہار کیا۔
3) 19%نے نہ متفق ہونے کا اظہار کیا نہ مخالفت کی۔
4) 2.4%نے کچھ حد تک متفق ہونے کا اظہار کیا۔
5) 9.5%نے شدید متفق ہونے کا اظہار کیا۔

زیادہ تر لوگوں (47.6%) کے مطابق اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان کا معاون نظام نہیں بدلا۔ کچھ لوگوں (9.5%) نے کہا کہ ان کے خاندان کا معاون نظام بدل گیا ہے۔ اکثریت نے اظہار کیا ہے کہ ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد خاندان کا معاون نظام بدل گیا، جبکہ کچھ افراد نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ معاون نظام میں کوئی بہت بڑی تبدیلی نہیں آئی۔

سوال 15: کیا زندگی کے اہم مواقع مثلاً شادی یا بچے کی پیدائش کے دوران، آپ کو اپنے خاندان کی طرف سے اسلامی رسومات اور عبادات کو منانے میں آپ کو کوئی مدد ملتی ہے یا نہیں۔

اس سوال کا مطلب ہے، کہ جب آپ کی زندگی میں شادی یا بچے کی پیدائش جیسے اہم مواقع آتے ہیں، تو کیا آپ کے خاندان کے لوگ ان مواقع پر اسلامی طریقوں اور رسومات کو منانے میں آپ کی مدد کرتے ہیں یا نہیں؟ یعنی کیا وہ نکاح، عقیقہ وغیرہ جیسے اسلامی طریقے اپنانے میں آپ کا ساتھ دیتے ہیں؟

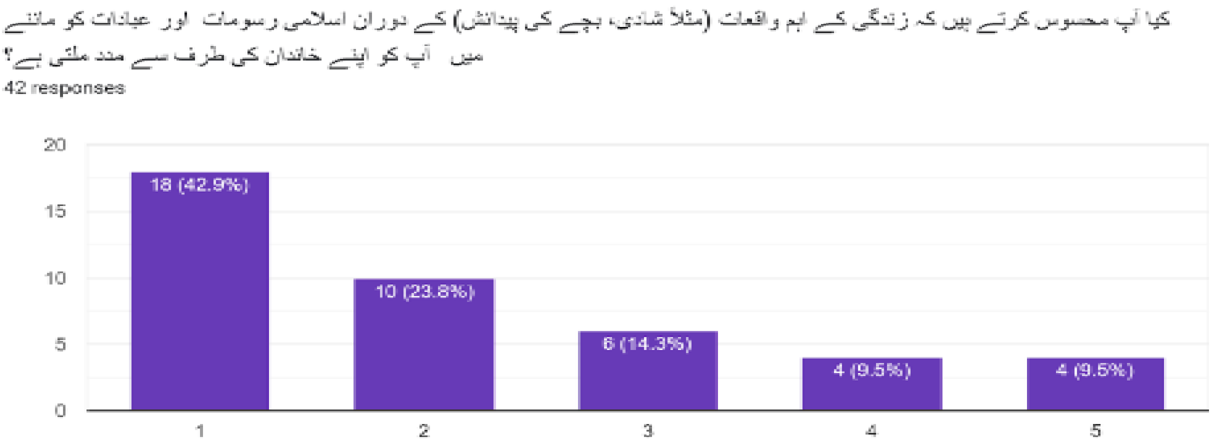

❖ **سروے نتائج:**

1) 42.9% نے شدید نامتفق ہونے کا اظہار کیا۔
2) 23.8% نے کچھ حد تک نامتفق ہونے کا اظہار کیا۔
3) 14.3% نے نہ متفق ہونے کا اظہار کیا نہ مخالفت کی۔
4) 9.5% نے کچھ حد تک متفق ہونے کا اظہار کیا۔
5) 9.5% نے شدید رضامندی کا اظہار کیا۔

❖ **تجزیہ:**

زیادہ تر لوگوں (42.9%) کے مطابق انہیں زندگی کے اہم واقعات کے دوران اسلامی رسومات و عبادات کی پیروی میں

خاندان کی طرف سے مدد نہیں ملتی۔کچھ لوگوں(9.5%)نے مدد ملنے کی تصدیق کی۔

اکثریت نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ زندگی کے اہم واقعات، مثلاً شادی، بچے، وغیرہ کی پیدائش کے دوران اسلامی رسومات اور عبادات کو ماننے میں انہیں خاندان کی مدد نہیں ملتی ہے۔

سوال16: آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد خاندانی تنازعات کیسے حل ہوئے؟

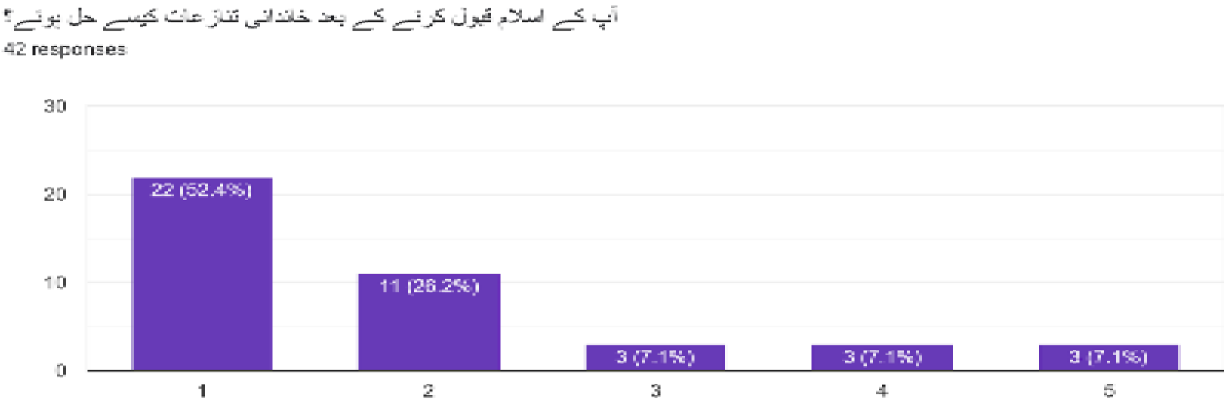

❖ سروے نتائج:

1) 52.4% نے شدید نا متفق ہونے کا اظہار کیا۔
2) 26.2% نے کچھ حد تک نا متفق ہونے کا اظہار کیا۔
3) 7.1% نے نہ متفق ہونے کا اظہار کیا نہ مخالفت کی۔
4) 7.1% نے کچھ حد تک متفق ہونے کا اظہار کیا۔
5) 7.1% نے شدید رضامندی کا اظہار کیا۔

❖ تجزیہ:

(52.4%) افراد کے مطابق ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد خاندانی تنازعات حل نہیں ہوئے۔(7.1%) فیصد لوگوں نے کہا کہ تنازعات حل ہو گئے ہیں۔ اکثریت نے اظہار کیا ہے کہ خاندانی تنازعات کے حل میں زیادہ تر شدید نا متفق ہیں، جبکہ کچھ افراد نے معتدل نظریہ ظاہر کیا ہے۔

مجموعی خلاصہ:

یہ سروے نئے مسلمانوں کو درپیش خاندانی چیلنجز کا تجزیہ کرنے کے لیے کیا گیا۔ ذیل میں نتائج کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

1. **تبدیلیٔ مذہب پر خاندانی حمایت یا مخالفت**

- 62.5% نومسلموں کو مذہب کی تبدیلی کے فیصلے پر اپنے خاندان کی طرف سے کوئی حمایت نہیں ملی۔
- صرف 17.5% کو اس فیصلے پر مثبت خاندانی حمایت حاصل ہوئی۔

2. **رشتہ داروں کا ردعمل**

- 64.3% نے رشتہ داروں کی طرف سے منفی ردعمل کا سامنا کیا۔
- 19% کو رشتہ داروں کی طرف سے مثبت رویہ دیکھنے کو ملا۔

3. **تبدیلیٔ مذہب کے بعد پیش آنے والی مشکلات**

- 54.8% نومسلموں نے مذہب کی تبدیلی کے بعد مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا کیا۔
- 19% نے کسی بھی مشکل کا سامنا نہ ہونے کا ذکر کیا۔

4. **خاندانی امتیاز اور قبولیت**

- 57.1% افراد نے خاندانی امتیاز کا سامنا کیا۔
- صرف 9.5% نومسلموں کو اپنے خاندان کی مکمل قبولیت حاصل ہوئی۔

5. **مذہبی اعمال پر تنازعات**

- 52.4% نے مذہبی اعمال یا عبادات کے حوالے سے تنازعات کا ذکر کیا۔
- صرف 7.1% کو مذہبی اعمال کے حوالے سے کوئی تنازع نہیں ہوا۔

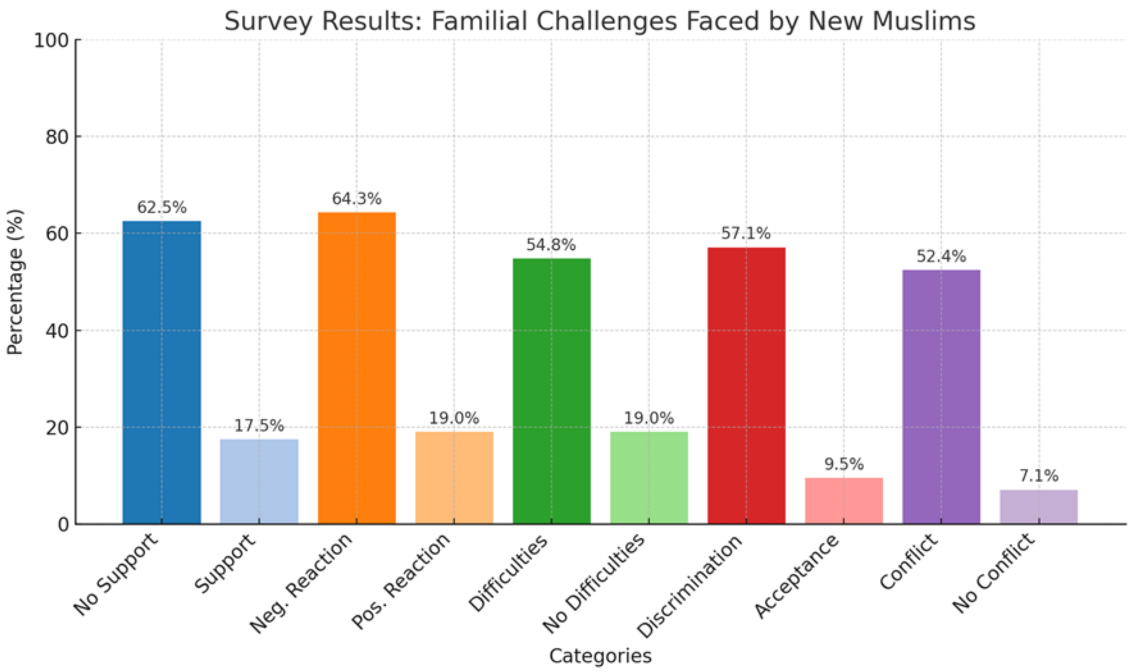

تجزیہ:

نو مسلم افراد کو اسلام قبول کرنے کے بعد خاندانی ردعمل اور حمایت کے حوالے سے مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اکثر خاندان کے افراد ان کے فیصلے کو قبول نہیں کرتے اور منفی ردعمل دیتے ہیں۔ خواتین کو خاص طور پر زیادہ چیلنجز درپیش ہوتے ہیں، جن میں خاندانی مخالفت، قطع تعلق، یا دھمکیوں کا سامنا شامل ہے۔ یہ رویے خاندانی تعلقات میں کشیدگی اور دوریوں کا سبب بنتے ہیں۔

خاندان کے رویے اکثر نو مسلموں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک اور ان کی تنہائی کا باعث بنتے ہیں۔ اسلامی عبادات، جیسے نماز اور روزہ کی ادائیگی، کے دوران تنازعات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ اکثر خاندان کے افراد اسلامی تعلیمات کو سمجھنے یا قبول کرنے میں مشکلات محسوس کرتے ہیں۔

نو مسلم افراد کو صرف خاندانی نہیں بلکہ معاشرتی اور نفسیاتی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ معاشرتی دباؤ اور خاندانی مخالفت کے باعث انہیں ذہنی، جسمانی اور جذباتی مصائب سے گزرنا پڑتا ہے۔ بعض صورتوں میں انہیں جائیداد سے محروم کر دیا جاتا ہے یا گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔

معاشرتی تعصب بھی نو مسلم افراد کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ مذہبی عدم برداشت اور تعصبانہ رویے کے باعث انہیں معاشرتی قبولیت حاصل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ خاندانی روایات اور رسم و رواج میں تبدیلیاں بھی نو مسلم

افراد کے لیے چیلنج بنتی ہیں، جو خاندان میں اختلافات کا باعث بنتی ہیں۔ بچوں کی پرورش اور مذہبی تعلیم جیسے معاملات میں بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

نو مسلم افراد کے مسائل میں اس وقت کمی آسکتی ہے جب وہ معاشی طور پر خود مختار ہوں۔ تاہم، خاندانی کاروبار سے وابستہ افراد کو زیادہ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ خاندانی تعاون کی کمی ان کے لیے مشکلات پیدا کرتی ہے۔

اس سروے تائج سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نو مسلم افراد کو اپنے نئے مذہبی عقائد کی پیروی کے دوران خاندانی تعلقات میں کئی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے معاشرتی اور خاندانی تعاون کی بہت ضرورت ہے۔ نو مسلم افراد کو درپیش چیلنجز کو کم کرنے کے لیے ان کی بہتر رہنمائی اور مدد فراہم کی جاسکتی ہے۔ ان کے ساتھ مثبت رویہ اختیار کرنے سے نہ صرف ان کی مشکلات میں کمی آئے گی بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور باہمی قبولیت کو بھی فروغ دیا جاسکتا ہے۔

فصل دوم

نو مسلم خاندانوں کو درپیش قانونی مسائل

نو مسلم خاندانوں کو اسلام قبول کرنے سے متعلق قانونی مسائل:

یہ مسائل انتہائی مشکل ہوتے ہیں اور ان کا حل تلاش کرنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ ان مسائل کے ساتھ اکثر معاشی چیلنجز بھی جڑے ہوتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اسلامی قوانین، جو دین اسلام کی ترویج کے لیے ہونے چاہئیں، کئی بار نو مسلم افراد کے لیے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ ایسے قوانین کا اطلاق کچھ اس انداز سے کیا جاتا ہے جو ان کے لیے مشکلات کھڑی کر دیتا ہے۔ ان قوانین کو آسان اور رہنمائی فراہم کرنے والا ہونا چاہیے، نہ کہ مزید مشکلات پیدا کرنے والا۔

سندھ میں، خاص طور پر دیہی علاقوں کے نو مسلم افراد کو قانونی مسائل کا سامنا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ افراد، جنہوں نے اپنا مذہب ترک کر کے اسلام کو قبول کیا، اکثر قانونی نظام کی پیچیدگیوں میں پھنس جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، زمین کی ملکیت، وراثت، اور مذہبی تبدیلی کے سرٹیفکیٹ کے معاملات میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ کئی بار معاشی بدحالی اور سماجی دباؤ کی وجہ سے یہ لوگ ان مسائل سے نکلنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ یہ چیلنجز سندھ کے دور دراز علاقوں میں زیادہ ہیں، جہاں قانونی معاونت یا سہولتوں کا فقدان ہے۔ مزید ان مسائل کی تفصیل درج ذیل پیش کی گئی ہے

- **سندِ اسلام:**

"سندِ اسلام" اس بات کا سرکاری ثبوت ہوتی ہے کہ کسی فرد نے اپنا سابقہ مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا ہے اور وہ اسلامی معاشرے کا حصہ بن چکا ہے۔ صوبہ سندھ کے شہری علاقوں کے مقابلے میں سندھ کے دیہی اور پسماندہ علاقوں کے نو مسلم افراد کے لیے اس سند کا حصول بے حد دشوار ہوتا ہے۔ خاص طور پر وہ افراد جو دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں، انہیں اس سند کے حصول کے لیے سفر، قانونی پیچیدگیوں، اور مقامی اثر و رسوخ جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ سند قانونی طور پر مسلمان ہونے کی پہلی سیڑھی ہے، لیکن اس کے بغیر نو مسلم افراد کو مکمل طور پر اسلامی معاشرے کا حصہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔

بعض اوقات دیہی علاقوں میں مقامی افراد اور طاقتور عناصر نو مسلموں کو اس سند سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ انہیں سماجی، معاشی، اور قانونی طور پر دباؤ میں رکھا جا سکے۔ اگرچہ پاکستان میں کئی ادارے نو مسلم افراد کو یہ سہولت

فراہم کرتے ہیں، لیکن سندھ کے کچھ علاقوں میں یہ خدمات ناکافی ہیں اور لوگوں کو دشواریوں کا سامنا رہتا ہے۔[120]

- **تنسیخ نکاح:**

یہ مسئلہ اس وقت پیش آتا ہے جب خاوند یا بیوی میں سے ایک فرد اسلام قبول کرے اور دوسرا اپنے مذہب پر قائم رہے۔ اگر عورت اہل کتاب اور خاوند مسلمان ہو تو اس مسئلہ کی اہمیت کم ہوتی ہے۔ بشر طیکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رہنا چاہتے ہوں۔ جب کہ کفر کی صورت میں عدالت کے ذریعے تنسیخ نکاح ہو سکتا ہے۔ جو مرد اور عورت دونوں لے سکتے ہیں۔

یہ مسئلہ خاص طور پر خواتین کے لیے سنگین ہوتا ہے، کیونکہ دیہی علاقوں میں قانونی نظام تک رسائی محدود ہوتی ہے، اور سماجی دباؤ انہیں اپنے حقوق کے حصول سے روکتا ہے۔ اس کے علاوہ، اگر نو مسلم عورت اپنے سابقہ شوہر سے علیحدگی چاہتی ہے تو عدالت میں کیس لڑنے کے لیے مالی اور قانونی معاونت کی ضرورت ہوتی ہے، جو اکثر دستیاب نہیں ہوتی۔ پاکستان کا عدالتی نظام جس میں ایک پڑھا لکھا شخص گھوم جاتا ہے وہاں پر ایک ان پڑھ اور غریب فرد عورت یا مرد کا کیا بنے گا اور اسکو کتنے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

- **سرٹیفیکیٹس پر نام اور مذہب کی تبدیلی:**

جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرتا ہے، تو اس کا نیا اسلامی نام رکھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کو ایک نئی شناخت ملتی ہے۔ لیکن یہی شناخت اس کے لیے مسائل کا انبار کھڑا کر دیتی ہے۔ شناختی کارڈ، ڈومیسائل، تعلیمی اسناد، اور نوکری کے سروس ریکارڈ میں مذہب اور نام کی تبدیلی جیسے مسائل نو مسلم کے لیے نہایت پریشان کن اور وقت طلب ثابت ہوتے ہیں۔ سندھ کے ضلع گھوٹکی کے رہنے والے ایک نو مسلم بھائی کو شناختی کارڈ کے حصول میں دو سال کا عرصہ لگا۔ یہ مسئلہ اس وقت مزید پیچیدہ ہو جاتا ہے جب سرکاری دفاتر میں نو مسلموں کو اسلام قبول کرنے کے ثبوت، گواہان، اور دیگر دستاویزات فراہم کرنے کا پابند کیا جاتا ہے۔

- **شناختی کارڈ کے مسائل:**

شناختی کارڈ کے حصول کے لیے درکار دستاویزات نو مسلم افراد کے لیے بڑی رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ ماضی میں شناختی کارڈ کے لیے درج ذیل دستاویزات ضروری ہوتی تھیں:

- کسی رجسٹرڈ ادارے کا "سندِ اسلام"
- اخبار میں اسلام قبول کرنے کی خبر کا اشتہار
- دو گواہوں کے بیانات حلفیہ جن کے سامنے اسلام قبول کیا گیا ہو

[120] بنتِ عادل۔ خیبری مسلمان۔ کراچی: مکتبہ بنوریہ، سائٹ۔

- یو سی کا تصدیق نامہ اور بعض اوقات پولیس رپورٹ

اب، اگرچہ طریقہ کار میں کچھ تبدیلیاں آئی ہیں، لیکن کئی معاملات میں نادرا کی طرف سے فیملی کے کسی فرد کی موجودگی لازمی قرار دی جاتی ہے، جو نو مسلموں کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اسلام قبول کرنے والے کئی افراد اپنے خاندان سے قطع تعلق کر چکے ہوتے ہیں یا انہیں گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔

تحصیل ڈھرکی میں رہنے والی ایک نو مسلم بہن، جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئی اس نے شناختی کارڈ کے حصول کیلئے ڈیٹا انٹری، فنگر پرنٹ سمیت شناختی کارڈ کے حصول کیلئے تمام تر مراحل پورے کروانے کے بعد آخر میں اس کے لئے والدین کو ہمراہ لانے کی شرط عائد کر دی گئی۔ جبکہ اس کے مطابق دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر اسکے اہلخانہ کی جانب سے اسکو گھر سے بے دخل کر دیا گیا ایسی صورتحال میں اہلخانہ کا ساتھ آنا ناممکن تھا۔ نتیجتاً، شناختی کارڈ کے حصول میں ناکامی نے انہیں بے یار و مددگار کر دیا اور وہ دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہو گئیں۔

- **تعلیمی اسناد پر نام کی تبدیلی:**

تعلیمی اسناد پر نام کی تبدیلی پڑھے لکھے نو مسلم افراد کے لیے ایک اہم مسئلہ بن جاتی ہے۔ جب یہ لوگ اپنے گھروں سے جان بچا کر نکلتے ہیں، تو اکثر ان کے پاس تعلیمی اسناد یا دیگر ضروری دستاویزات موجود نہیں ہوتیں۔ اگر وہ اسناد ساتھ لے بھی آئیں تو ان اسناد پر نیا اسلامی نام درج کرانا ضروری ہوتا ہے، کیونکہ ان کے شناختی کارڈ پر نیا نام شامل ہو چکا ہوتا ہے۔ نام کی تبدیلی کا یہ عمل نہایت پیچیدہ اور مہنگا ہوتا ہے۔ تعلیمی ادارے نام کی تبدیلی کے لیے بھاری فیس وصول کرتے ہیں، جو اکثر ان غریب نو مسلموں کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ، اسناد کی تصدیق، قانونی معاونت، اور عدالتی حکم نامے کی ضرورت اس عمل کو مزید مشکل بنا دیتی ہے، جس کے باعث یہ افراد قانونی اور انتظامی معاملات میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔

- **ڈومیسائل پر نام اور مذہب کی تبدیلی:**

ڈومیسائل، جو رہائش کا ایک اہم سرکاری دستاویز ہے، اس پر نام اور مذہب کی تبدیلی بہت ضروری ہوتی ہے۔ اس کے لیے سب سے پہلے شناختی کارڈ پر نام اور مذہب تبدیل کروانا لازمی ہے۔ اس کے بعد، ڈومیسائل کی درخواست کے ساتھ تعلیمی اسناد کو بطور ثبوت شامل کیا جاتا ہے۔

یہاں دوسرا مسئلہ اس وقت پیش آتا ہے جب تعلیمی اسناد پر نام تبدیل نہ ہوا ہو۔ ایسی صورت میں ڈومیسائل کے حصول کے لیے پہلے تعلیمی اسناد میں تبدیلی کروانی پڑتی ہے، جو کہ وقت طلب اور مالی طور پر مشکل عمل ہے۔ ان تمام مراحل کے باعث نو مسلم افراد کو معاشی اور قانونی مسائل کا سامنا رہتا ہے، خاص طور پر سندھ جیسے علاقوں میں جہاں سرکاری دفاتر کی رسائی مشکل ہے۔

- **جان کا تحفظ**

جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرتا ہے، تو یہ اس کے لیے ایک نئی زندگی کی شروعات ہوتی ہے، لیکن یہ سفر آسان نہیں ہوتا۔ اس کے اہل خانہ اور برادری کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ واپس اپنے آبائی مذہب کی طرف لوٹ آئے۔ اس مقصد کے لیے مختلف حربے اپنائے جاتے ہیں

- **نفسیاتی دباؤ**

اہل خانہ رشتہ دار اور مذہبی لوگ آکر اس کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی ذہنی حالت کو متاثر کرنے کے لیے برین واشنگ کرتے ہیں۔

- **قید اور نگرانی**

کئی مرتبہ نو مسلم کو گھر میں قید کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی مسلمان سے رابطہ نہ کر سکے

- **مار پیٹ اور تشدد**

نو مسلم کو جسمانی اذیت دی جاتی ہے۔ اگر وہ اپنی بات پر قائم رہے، تو اسے جان سے مارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

- **خواتین کے مسائل**

نو مسلم خواتین کے لیے یہ چیلنجز مزید سنگین ہو جاتے ہیں، نو مسلم خواتین کو کئی طرح کے سماجی، نفسیاتی، اور جسمانی تشدد کا سامنا ہوتا ہے۔ انہیں اکثر اہل خانہ کی طرف سے قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور ان کی آزادی چھین لی جاتی ہے۔ ان کے لیے مذہب تبدیل کرنا نہ صرف روحانی بلکہ سماجی طور پر بھی ایک جنگ لڑنے کے مترادف ہے۔

- **نو مسلم افراد پر جھوٹے مقدمات**

نو مسلم افراد کو اسلام قبول کرنے کے بعد نہ صرف سماجی اور خاندانی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ انہیں جھوٹے مقدمات کے ذریعے قانونی مشکلات میں بھی الجھایا جاتا ہے۔ ایسے افراد، جو اپنے خاندان اور برادری کے لیے پہلے "آنکھ کا تارا" سمجھے جاتے تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد نفرت اور حقارت کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ یہ نفرت اکثر جھوٹے الزامات اور قانونی مقدمات کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ نو مسلم افراد کی جائیداد اکثر ان کے اہل خانہ یا رشتہ داروں کے قبضے میں لے لی جاتی ہے۔ جب یہ افراد اپنی جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں، تو ان کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کروائے جاتے ہیں۔

- **نو مسلم خواتین پر اغواء کے الزامات**

جب نو مسلم لڑکیاں اپنی مرضی سے کسی مسلمان سے شادی کر لیتی ہیں، تو ان کے شوہروں پر اغواء کے جھوٹے مقدمات درج کیے جاتے ہیں۔ یہ الزامات ان کے اہل خانہ اور برادری کی طرف سے انتقامی کارروائی کے طور پر لگائے جاتے

ہیں۔ان مقدمات میں برادری اور قبیلے کے ساتھ ساتھ بعض مختلف سماجی تنظیمیں اور میڈیا بھی شامل ہو جاتے ہیں، جو ان مقدمات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔

- **سماجی تنظیموں اور میڈیا کا کردار:**

جھوٹے الزامات کو ہوا دینے میں مختلف سماجی تنظیمیں اور میڈیا اہم کردار ادا کرتے ہیں، جو ان معاملات کو جبری قبول اسلام یا اغواء کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ان تنظیموں کا مقصد نو مسلم افراد کے فیصلے کو متنازع بنانا ہوتا ہے، حالانکہ ایسے مقدمات میں اکثر کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔[121]

- **ضلع گھوٹکی کی دو بہنوں کا معاملہ:**

جھوٹے مقدمات کی نمایاں مثالیں میں سے ایک مثال یہ ہے، گھوٹکی کی دو ہندو بہنوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا اور دو مسلمان نوجوانوں سے شادی کی۔اس معاملے پر کچھ مختلف سماجی تنظیموں، ہندو برادری، اور میڈیا نے شور مچایا کہ انہیں زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے۔اس واقعے پر بھارت کی اس وقت کی وزیر خارجہ ششما سوراج نے بھی مداخلت کرتے ہوئے پاکستان میں موجود اپنے ہائی کمشنر سے رپورٹ طلب کی۔تاہم، جب ان دونوں بہنوں نے انصاف کے لیے اسلام آباد ہائی کورٹ سے رجوع کیا، تو عدالت نے تحقیقاتی رپورٹ کی بنیاد پر فیصلہ سناتے ہوئے انہیں اپنے شوہروں کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ جھوٹے مقدمات نو مسلم افراد کے لیے ایک سنگین قانونی اور سماجی مسئلہ ہیں۔ایسے مقدمات نہ صرف ان کے قانونی حقوق کو متاثر کرتے ہیں بلکہ ان کی زندگی کو مشکلات سے بھر دیتے ہیں۔[122]

- **بچوں کی کفالت اور مذہبی حیثیت**

نو مسلم خاندانوں کے بچوں کی کفالت کا مسئلہ نہایت مشکل اور حساس ہے، خاص طور پر ان صورتوں میں جب والدین اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ اپنے سابقہ مذہب کی طرف لوٹ جائیں (مرتد ہو جائیں) یا میاں بیوی میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا اپنے سابقہ مذہب پر قائم رہے۔

- **والدین کے مرتد ہونے کی صورت میں بچوں کا مستقبل**

ایسے بچے جن کے والدین اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائیں، ان کے مذہبی اور سماجی مستقبل کا فیصلہ ایک مشکل چیلنج بن جاتا ہے۔ ضلع گھوٹکی کے ایک خاندان کی مثال یہاں قابل ذکر ہے، جہاں والدین نے اسلام قبول کیا لیکن بعد میں دوبارہ ہندو ہو گئے۔اس خاندان کے وہ بچے، جو سنِ تمیز کو پہنچ چکے تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے، والدین کے ساتھ دوبارہ اپنے سابقہ مذہب کی طرف لوٹ گئے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے بچوں کو کس طرح اسلامی تعلیمات اور زندگی پر قائم رکھا جا سکتا ہے؟اسلامی نقطہ نظر سے ایسے بچوں کو، جو سنِ تمیز کو پہنچ چکے ہوں اور خود شعوری طور پر اسلام کو قبول

121 انٹرویو، ممتاز علی اربانی "سول سوسائٹی کے رکن اور سماجی کارکن"، 1 دسمبر 2024،

122 انٹرویو، ممتاز علی اربانی "سول سوسائٹی کے رکن اور سماجی کارکن"، 1 دسمبر 2024،

کیا ہو، اسلام پر باقی رکھنے کے لیے سماجی اور قانونی اقدامات کیے جانے چاہیئں۔ ان بچوں کے لیے اسلامی اداروں اور حکومت کی طرف سے کفالت، تعلیم،اور رہنمائی کی فراہمی ضروری ہے تاکہ وہ اسلام پر قائم رہ سکیں۔

سوالنامہ برائے نو مسلم افراد:

سوال: 1 کیا آپ کو اسلام قبول کرنے سے متعلق کسی قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑا (مثلاً دستاویزات نام کی تبدیلی)؟

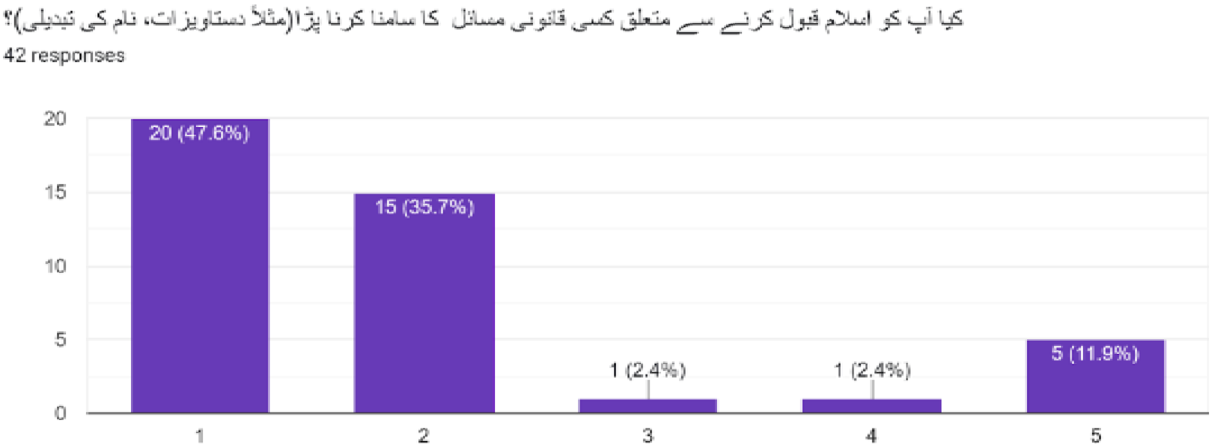

❖ سروے نتائج:

نو مسلم افراد سے اس سوال کے جواب میں مختلف لوگوں نے اپنی رائے اور تجربات کا اظہار کیا، جس سے قانونی مسائل کی نوعیت اور شدت کا اندازہ ہوتا ہے جس کا سامنا انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کیا۔ اس سوال کے جواب میں حاصل شدہ نتائج درج ذیل ہیں:

1. شدید متفق :

47.6% افراد نے اس بات پر شدید اتفاق کیا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انہیں قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑا، جیسے کہ دستاویزات میں نام کی تبدیلی۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ تقریباً نصف سے زیادہ نو مسلم افراد نے اس مشکل کا سامنا کیا۔

2. کچھ حد تک متفق :

35.7% افراد نے کسی حد تک اتفاق کیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں بھی قانونی مسائل پیش آئے، اگرچہ ان کی شدت یا نوعیت کچھ مختلف رہی ہوگی۔

3. نہ متفق،نہ مخالف :

2.4%افرادنے غیر جانبداری ظاہر کی،یعنی ان کے تجربات نہ تو مثبت تھے اور نہ ہی منفی،جو ان کے تجربات کے غیر معینہ نوعیت کو ظاہر کرتا ہے۔

4. کچھ حد تک نامتفق :

2.4%افرادنے اس بات پر کچھ حد تک عدم اتفاق ظاہر کیا، جس کا مطلب ہے کہ انہیں قانونی مسائل یا تو بالکل پیش نہیں آئے یا ان کا سامنا بہت کم ہوا۔

5. شدید نامتفق :

11.9%افرادنے شدید عدم اتفاق کا اظہار کیا،یعنی ان کے مطابق انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کسی قسم کے قانونی مسائل کا سامنا نہیں کیا۔

❖ تجزیہ:

ان نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ اکثریت (83.3%) نے اسلام قبول کرنے کے بعد قانونی مسائل کا سامنا کیا، جن میں سب سے عام مسئلہ دستاویزات میں نام کی تبدیلی رہا۔ صرف (14.3%) افرادنے کسی قسم کے قانونی مسائل کا سامنا نہیں کیا۔ غیر جانبدار افراد کی تعداد انتہائی کم (2.4%) رہی، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ان کے تجربات واضح طور پر مثبت یا منفی نہیں تھے۔ مجموعی طور پر، یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد قانونی مسائل نو مسلم افراد کے لیے ایک بڑا چیلنج ہیں۔ ان مشکلات سے نمٹنے کے لیے مؤثر حکومتی اقدامات اور سہولیات فراہم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نو مسلم خاندانوں کو ان مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ باآسانی اپنی نئی شناخت کے ساتھ معاشرتی اور قانونی تقاضے پورے کر سکیں۔

سوال:2 کیا آپ اپنے ضلع میں ایک نو مسلم ہونے کی حیثیت سے اپنے قانونی حقوق اور تحفظات کے متعلق مناسب آگاہی رکھتے ہیں؟

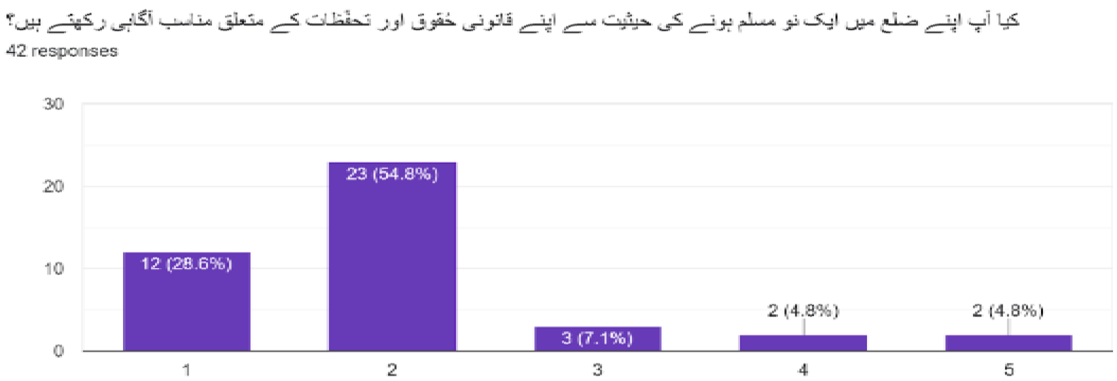

❖ سروے نتائج:

نو مسلم افراد کی رائے اور تجربات کے مطابق، ان کے قانونی حقوق اور تحفظات کی آگاہی کے بارے میں مختلف آراء سامنے آئیں۔

1. شدید نامتفق:

28.6%افراد نے شدید نامتفقی کا اظہار کیا، جس کا مطلب ہے کہ انہیں اپنے قانونی حقوق اور تحفظات کے بارے میں بہت کم یا بالکل بھی آگاہی نہیں ہے۔

2. کچھ حد تک نامتفق:

54.8%افراد نے کچھ حد تک نامتفقی ظاہر کی، یعنی ان کے مطابق انہیں اپنے قانونی حقوق اور تحفظات کی تھوڑی بہت آگاہی ہے مگر یہ مکمل نہیں ہے۔

3. نہ متفق، نہ مخالف:

7.1%افراد نے غیر جانبداری کا اظہار کیا، جس کا مطلب ہے کہ ان کے مطابق انہیں حقوق اور تحفظات کی مکمل آگاہی نہیں، مگر وہ بالکل لاعلم بھی نہیں ہیں۔

4. کچھ حد تک متفق:

4.8%افراد نے کچھ حد تک متفقی کا اظہار کیا، یعنی انہیں اپنے قانونی حقوق اور تحفظات کی کچھ حد تک آگاہی ہے۔

5. شدید متفق:

4.8%افراد نے شدید رضامندی کا اظہار کیا، یعنی وہ اپنے قانونی حقوق اور تحفظات کے بارے میں بہت زیادہ آگاہ ہیں۔

❖ تجزیہ:

اس تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر نو مسلم اپنے قانونی حقوق اور تحفظات کے بارے میں مناسب آگاہی نہیں رکھتے (83.4%)لوگوں نے نامتفق ہونے کا اظہار کیا ہے جس کا مطلب ان افراد کو بلکل علم نہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسئلے پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔(7.1%) لوگ غیر جانبدار ہیں، جبکہ (9.6%) لوگ اتفاق کرتے ہیں۔ اس کو مجموعی طور پر دیکھیں تو نو مسلموں میں قانونی حقوق اور تحفظات سے متعلق آگاہی کی کافی حد تک کمی ہے اور اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ نو مسلم خاندان اپنے حقوق اور تحفظات کے بارے میں بہتر طور پر آگاہ ہو سکیں۔

سوال:3 آپ کو خاص طور پر اپنی نئ مسلم پہچان سے متعلق مسائل کے لیے قانونی مدد حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

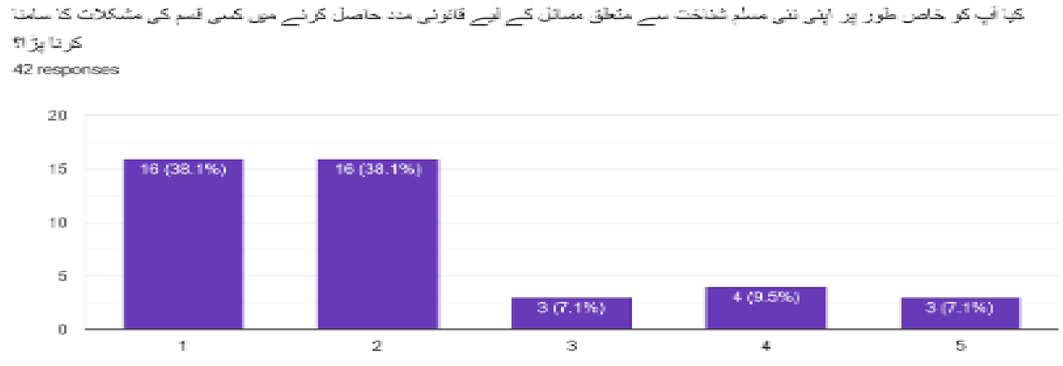

❖ سروے نتائج:

نو مسلم افراد کی آراء اور تجربات کی روشنی میں، ان کو قانونی مدد حاصل کرنے میں مشکلات کے بارے میں مختلف خیالات سامنے آئے۔

1. **شدید متفق:**

38.1% لوگوں نے شدید متفقی کا اظہار کیا ہے، یعنی انہوں نے قانونی مدد حاصل کرنے میں کافی مشکلات کا سامنا کیا۔

2. **کچھ حد تک متفق:**

38.1% لوگوں نے کچھ حد تک متفقی کا اظہار کیا ہے، یعنی انہیں بھی قانونی مدد حاصل کرنے میں مشکلات پیش آئیں۔

3. **نا متفق ہیں نا ہی مخالف:**

7.1% لوگ غیر جانبدار ہیں ۔

4. **کچھ حد تک نا متفق**

9.5% افراد نے کچھ حد تک نا متفقی ظاہر کی، جس کا مطلب ہے کہ انہیں قانونی مدد حاصل کرنے میں تھوڑی بہت یا بہت کم مشکلات پیش آئیں۔

5. **شدید نا متفق ہیں:**

7.1% لوگوں نے شدید نا متفقی کا اظہار کیا ہے، یعنی انہیں قانونی مدد حاصل کرنے میں بالکل بھی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

❖ تجزیہ:

مجموعی طور پر اس نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ اکثریت (76.2%) نومسلم افراد کو اپنی نئی مسلم پہچان سے متعلق مسائل کے لیے قانونی مدد حاصل کرنے میں مشکلات پیش آئیں۔ غیر جانبدار افراد کی شرح 7.1% رہی، جبکہ صرف 16.6% افراد نے کہا کہ انہیں ایسی کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

اس تجزیہ سے معلوم ہوا کہ قانونی مدد حاصل کرنے میں مشکلات نومسلم افراد کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہیں۔ان مسائل کو حل کرنے کے لیے مؤثر حکومتی اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ نومسلم افراد اپنی نئی مسلم پہچان کے ساتھ معاشرتی اور قانونی مسائل سے بہتر طریقے سے نمٹ سکیں۔

سوال:4آپ نومسلم خاندانوں کے انفرادی مسائل کو حل کرنے کے لیے قانونی نظام کو کتنا موثر سمجھتے ہیں؟

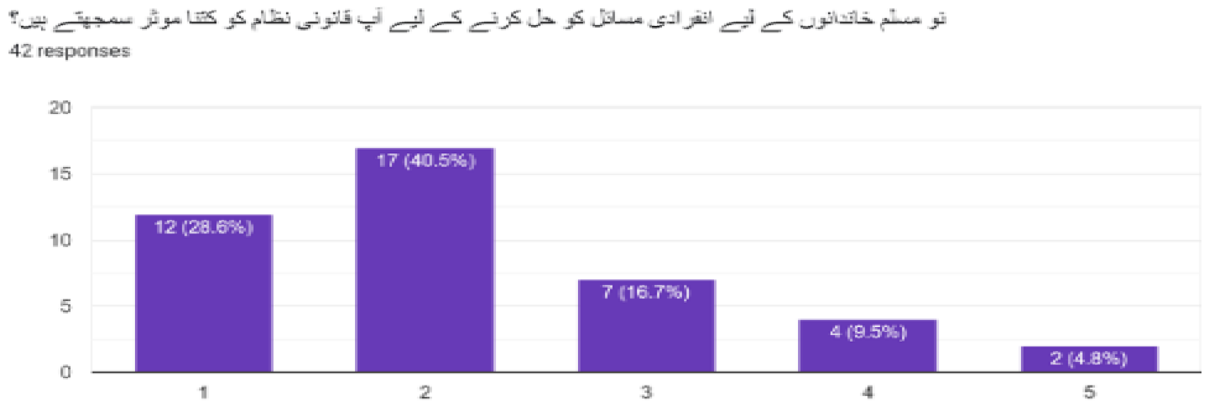

❖ سروے نتائج:

1. شدید نامتفق ہیں:

28.6% افراد نے قانونی نظام کو انفرادی مسائل کے حل کے لیے بہت غیر مؤثر قرار دیا۔ان کے مطابق، قانونی نظام ان کی ضروریات کو پورا کرنے میں ناکام رہا۔

2. کچھ حد تک نامتفق ہیں:

40.5% افراد نے کچھ حد تک نامتفقی ظاہر کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک قانونی نظام ان مسائل کو حل کرنے میں مکمل طور پر مؤثر نہیں ہے، لیکن وہ اسے بالکل غیر مؤثر بھی نہیں سمجھتے۔

3. نامتفق ہیں ناہی مخالف:

16.7% ان افراد کے تجربات نہ تو مثبت تھے اور نہ ہی منفی۔

4. کچھ حد تک متفق ہیں:

9.5%افراد نے کچھ حد تک متفقی ظاہر کی، جس کا مطلب ہے کہ قانونی نظام نے ان کے مسائل کو حل کرنے میں کسی حد تک مدد فراہم کی۔

5. شدید متفق ہیں:

4.8%افراد نے قانونی نظام کو انتہائی مؤثر قرار دیا، یعنی وہ قانونی نظام سے مکمل طور پر مطمئن ہیں اور اسے اپنے مسائل کے حل کے لیے بہترین سمجھتے ہیں۔

❖ **تجزیہ:**

غیر مؤثر رائے (شدید نا متفق+کچھ حد تک نا متفق)

69.1%افراد نے قانونی نظام کو نو مسلم خاندانوں کے انفرادی مسائل حل کرنے میں غیر مؤثر سمجھا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اکثریت قانونی نظام کی موجودہ کارکردگی سے مطمئن نہیں ہے۔

غیر جانبدار رائے:

16.7%افراد نے غیر جانبداری اختیار کی، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ان کا تجربہ یا رائے غیر واضح ہے۔

مؤثر رائے (کچھ حد تک متفق+شدید متفق)

صرف 14.3%افراد نے قانونی نظام کو مؤثر سمجھا۔

یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ قانونی نظام کو نو مسلم خاندانوں کے انفرادی مسائل کے حل کے لیے مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔ موجودہ نظام کو بہتر بنانے کے لیے قانونی اصلاحات اور نو مسلم افراد کے لیے خصوصی قوانین اور سہولیات فراہم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کی ضروریات کو بہتر طریقے سے پورا کیا جا سکے اور انہیں معاشرتی و قانونی مشکلات سے نکالا جا سکے۔

سوال: 5 کیا آپ کو قبول اسلام کی وجہ سے قانونی عمل (شادی، وراثت) میں مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟

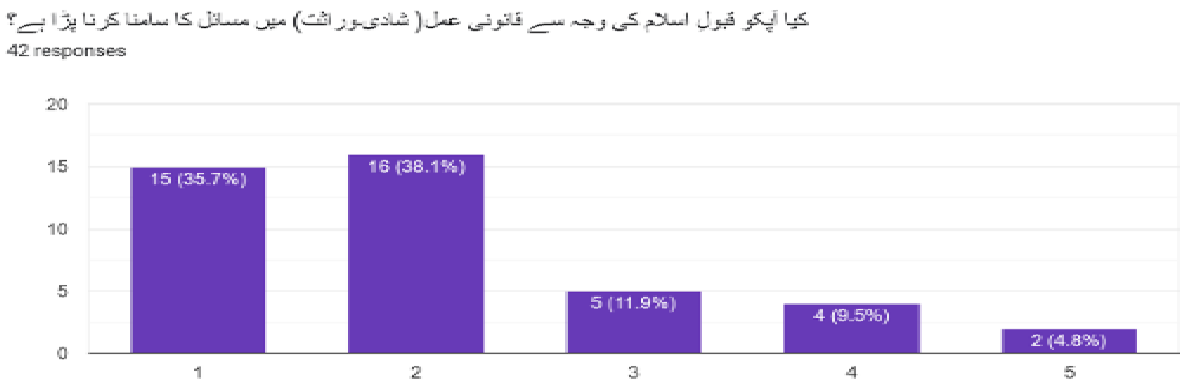

❖ سروے نتائج:

1. شدید متفق ہیں:

35.7%افراد نے شدید متفقی کا اظہار کیا، یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد شادی اور وراثت کے معاملات میں انہیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

2. کچھ حد تک نا متفق ہیں:

23.8%لوگوں نے کچھ حد تک متفقی کا اظہار کیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ انہیں نے شادی وراثت کے معاملات میں قانونی مسائل کا کچھ حد تک سامنا کیا۔

3. نا متفق ہیں ناہی مخالف:

11.9%ان افراد کے تجربات نہ مثبت تھے اور نہ منفی۔

4. کچھ حد تک نا متفق ہیں:

9.5%افراد نے کچھ حد تک نا متفقی ظاہر کی، جس کا مطلب ہے کہ انہیں قانونی مسائل کا سامنا کم یا نہ ہونے کے برابر ہوا۔

5. شدید نا متفق ہیں:

4.8%افراد نے شدید نا متفقی کا اظہار کیا، یعنی انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد قانونی معاملات جیسے شادی اور وراثت میں کسی قسم کی مشکلات محسوس نہیں کیں۔

❖ تجزیہ:

نتائج سے یہ معلوم ہوا کہ اتنی تعداد(59.5%)نو مسلم افراد کو اسلام قبول کرنے کے بعد شادی اور وراثت کے قانونی معاملات میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔11.9%لوگوں نے اس بارے میں اپنی کوئی رائے نہیں دی، جبکہ 14.3% لوگوں نے کہا کہ انہیں ان مسائل میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔

یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ نو مسلم افراد کو شادی اور وراثت کے قانونی معاملات میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کی بنیادی وجوہات میں شامل ہیں" شناختی دستاویزات کی تبدیلی کی پیچیدگیاں، قانونی حقوق سے کم آگاہی، بعض اوقات امتیازی رویہ "وغیرہ۔

ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نو مسلموں کی مخصوص ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے قوانین اور طریقہ کار کو آسان بنایا جائے۔اس میں مزید یہ کہ قانونی نظام میں بہتری لانے کے لئے خاص طور پر مراکز قائم کرنے کی ضرورت ہے جو نو مسلموں کی مدد کر سکیں۔ اسلامی مراکز اور مسلم کمیونٹی تنظیمیں بھی نو مسلموں کو معلومات اور

مشورے فراہم کرنے میں مدد کر سکتی ہیں تاکہ وہ اپنی نئی زندگی بغیر کسی مشکل کے شروع کر سکیں۔ان اقدامات سے نو مسلم افراد کو قانونی مسائل کا سامنا کم ہوگا اور وہ اپنی نئی زندگی بغیر کسی رکاوٹ کے بہتر طریقے سے شروع کر سکیں گے۔

سوال:6آپ کو اپنے ضلع میں نو مسلم خاندانوں کے لیے قانونی مدد دستیاب ہے؟

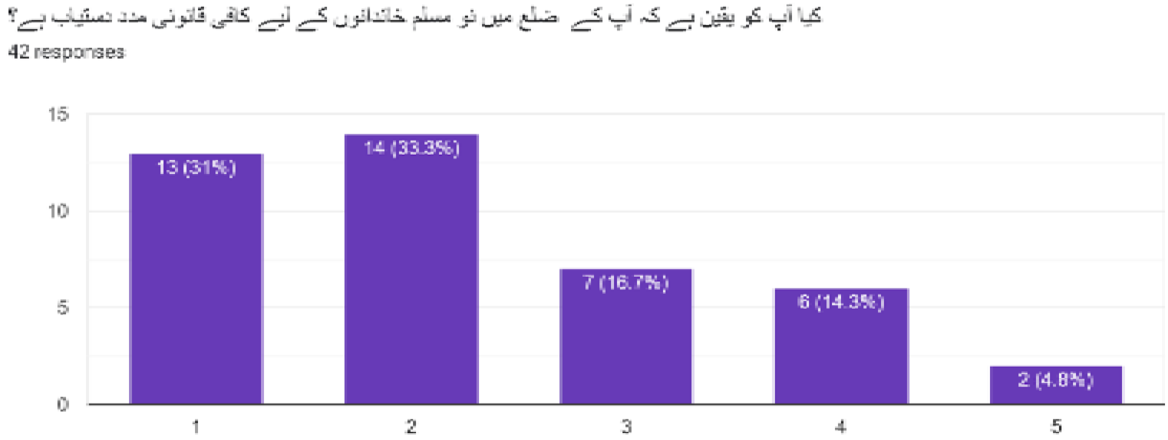

❖ **سروے نتائج:**

1. **شدید نامتفق ہیں:**

31%افراد نے واضح طور پر اس بات سے نااتفاقی ظاہر کی کہ ان کے ضلع میں نو مسلم خاندانوں کے لیے کوئی قانونی مدد دستیاب ہے۔

2. **کچھ حد تک نامتفق ہیں:**

33.3%افراد نے کچھ حد تک نامتفقی کا اظہار کیا، جس کا مطلب ہے کہ ان کے نزدیک قانونی مدد بہت کم یا ناقابل رسائی ہے۔

3. **نامتفق ہیں ناہی مخالف:**

- 16.7%غیر جانبدار افراد۔

4. **کچھ حد تک متفق ہیں:**

14.3%افراد نے کچھ حد تک متفقی ظاہر کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے ضلع میں محدود سطح پر قانونی مدد دستیاب ہے۔

5. شدید متفق ہیں:

4.8%افراد شدید متفق ہیں شدید کیا، یعنی ان کے مطابق ان کے ضلع میں نو مسلم خاندانوں کے لیے کافی حد تک قانونی مدد دستیاب ہے۔

❖ تجزیہ:

یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ اکثریت (64.3%) نو مسلم افراد کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کے ضلع میں قانونی مدد ناکافی یا غیر مؤثر ہے۔۔اس کے برعکس، 19.1% لوگوں کو امید ہے کہ قانونی مدد دستیاب ہو سکتی ہے، جبکہ 16.7% لوگ غیر جانبدار ہیں۔اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ نو مسلم خاندانوں کو اپنے حقوق کے تحفظ اور قانونی مسائل کے حل میں مدد فراہم کی جاسکے۔

سوال: 7 کیا آپ کو تبدیلی مذہب کی وجہ سے قانونی نظام میں برے سلوک یا تعصب کا سامنا کرنا پڑا ہے؟ (مثلاً شادی، وراثت، عدالتی کاروائی وغیرہ) میں مذہب تبدیل کرنے کی وجہ سے کسی ناانصافی یا تعصب برے سلوک کا سامنا کرنا پڑا ہے؟

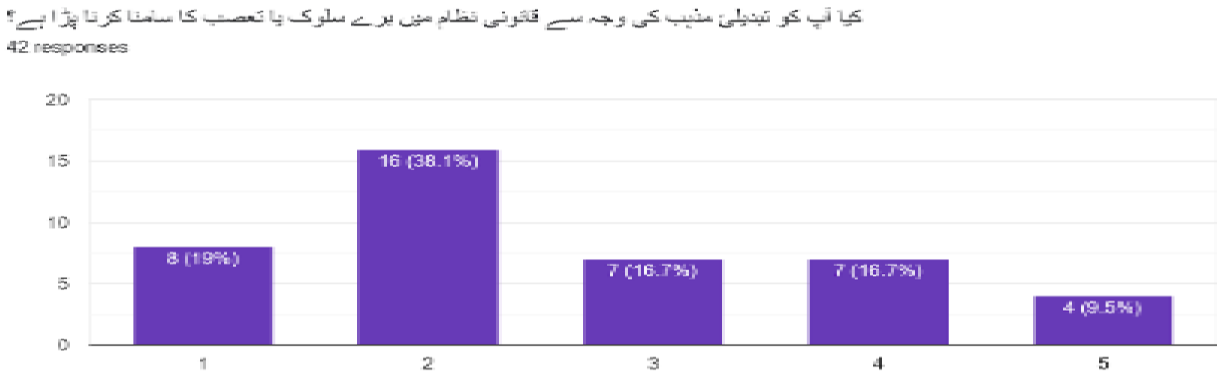

❖ سروے نتائج:

1. شدید متفق ہیں:

19%افراد نے کہا کہ انہیں قانونی نظام میں شدید برے سلوک یا تعصب کا سامنا کرنا پڑا۔

2. کچھ حد تک متفق ہیں:

38.1%افراد کو قانونی نظام میں شدید نہیں لیکن کچھ حد تک برے سلوک یا تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

3. نا متفق ہیں نا ہی مخالف:

16.7% یہ غیر جانبدار افراد کی فیصد ہیں، جن کے تجربات نہ تو مثبت تھے اور نہ ہی منفی۔

4. کچھ حد تک نامتفق ہیں:

16.7%افراد نے کہا کہ انہیں قانونی نظام میں برے سلوک یا تعصب کا سامنا بہت کم یا بالکل نہیں ہوا۔

5. شدید متفق ہیں:

9.5%افراد نے کہا کہ انہیں قانونی نظام میں کسی بھی قسم کے تعصب یا برے سلوک کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

❖ تجزیہ:

یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ تبدیلی مذہب کے بعد قانونی نظام میں نو مسلم افراد کو برے سلوک یا تعصب کا سامنا کرنا ایک اہم مسئلہ ہے۔ 57%(19%+38%)افراد کے لیے یہ ایک منفی تجربہ رہا، جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قانونی نظام میں اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ مذہبی تبدیلی کی بنیاد پر کسی کے ساتھ تعصب نہ ہو۔

سوال:8آپ کو نو مسلم خاندانوں کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لیے قانونی نظام کی صلاحیت پہ کتنا اعتماد ہے

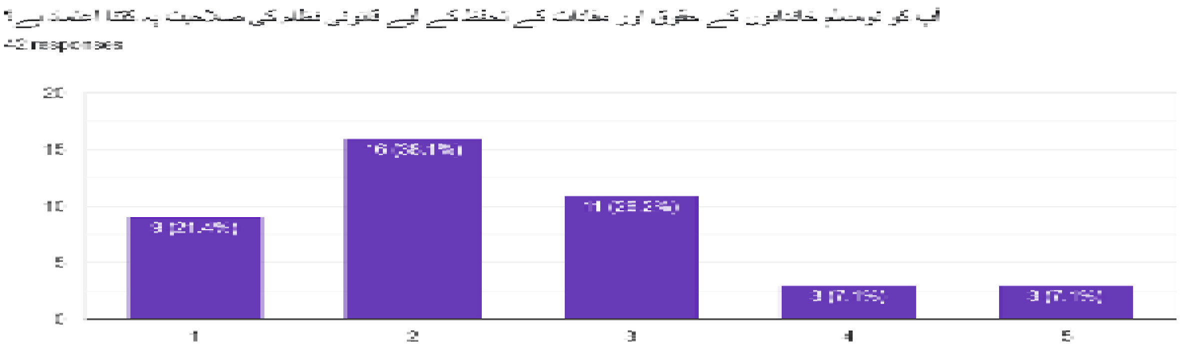

❖ سروے نتائج:

1. شدید نامتفق:

21.4%افراد نے کہا کہ انہیں قانونی نظام کی صلاحیت پر بالکل بھی اعتماد نہیں ہے۔

2. کچھ حد تک نامتفق :

38.1%افراد کچھ حد تک نامتفق ہیں ان کو قانونی نظام کی صلاحیت پر شدید نہیں کچھ شکوہ موجود ہیں۔

3. نامتفق ہیں نا ہی مخالف:

26.2% یہ لوگ نامتفق ہیں نا ہی مخالف۔

4. کچھ حد تک متفق ہیں:

7.1%افراد نے کہا کہ انہیں قانونی نظام کی صلاحیت پر کچھ حد تک اعتماد ہے۔

5. شدید متفق ہیں:

7.1%افراد نے شدید متفقی ظاہر کی، یعنی انہیں قانونی نظام کی صلاحیت پر مکمل اعتماد ہے اور وہ اس سے مطمئن ہیں۔

❖ **تجزیہ:**

ان نتائج سے یہ ظاہر ہوا، کہ مجموعی طور پر 59.5%(21.4%+38.1%)لوگوں کو قانونی نظام کی صلاحیت پر بلکل اعتماد نہیں ہے۔20.2%لوگ غیر جانبدار ہیں، جبکہ 14.2%(7.1%+7.1%)لوگوں کو قانونی نظام کی صلاحیت پر اعتماد ہے۔اس سوال کے نتائج کی روشنی سے معلوم ہوا کہ قانونی نظام میں مزید بہتری کی ضرورت موجود ہے تاکہ نو مسلم خاندانوں کے حقوق اور مفادات کو بہترین طریقے سے تحفظ فراہم کیا جا سکے۔اس کے علاوہ، عوامی تعلیم اور ہر فرد کو ان کے حقوق اور فرض کے بارے میں آگاہ کرنے کی بھی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے حقوق کو جانیں اور ان کی حفاظت کریں۔

سوال:9 کیا آپ کو اسلام قبول کرنے کے بعد سرکاری دستاویزات مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ کے حصول یا تجدید میں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟

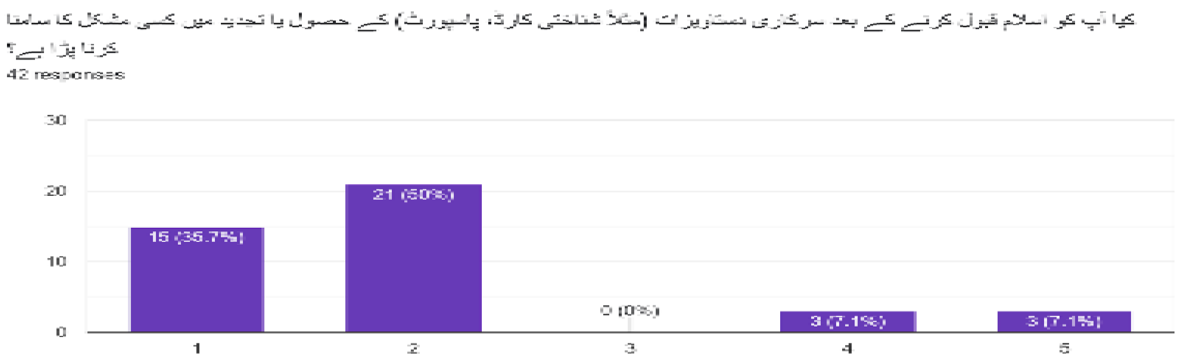

❖ **سروے نتائج:**

1. **شدید نا متفق:**

35.7%افراد نے کہا کہ انہیں شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کے حصول یا تجدید میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

2. **کچھ حد تک نا متفق:**

50%ان افراد کو شدید شکایت نہیں کچھ حد تک شکوہ ضرور ہیں۔

3. **نا متفق ہیں نا ہی مخالف:**

20٪لوگ نا متفق ہیں نا ہی مخالف۔

4. **کچھ حد تک متفق ہیں:**

7.1% کچھ افراد کچھ حد تک متفق ہیں ان لوگوں کو کچھ کم مسئلہ پیش ہوا۔

5. شدید متفق ہیں:

7.1% افراد نے کہا کہ انہیں شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کے حصول یا تجدید میں بالکل کوئی مشکلات نہیں ہوئیں۔

- **تجزیہ:**

85.7% افراد نے کہا کہ انہیں ان معاملات میں مختلف نوعیت کی مشکلات کا سامنا ہوا۔ 14.2% افراد نے کہا کہ انہیں کسی مشکل کا سامنا نہیں ہوا۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد سرکاری دستاویزات (شناختی کارڈ، پاسپورٹ) کے حصول یا تجدید میں مشکلات کا سامنا کرنا ایک انفرادی معاملہ ہوتا، اور ان کا سامنا کرنے والے افراد اکثر دفتری طریقہ کار، قانونی پیچیدگیوں، یا انتظامی تعصب کا ذکر کرتے ہیں۔

ان مسائل کو حل کرنے کے لیے، دفتری عمل میں آسانی کے لیے علیحدہ کاؤنٹرز یا سہولت مراکز ہونے چاہیے، تاکہ نو مسلم افراد اپنے دستاویزات کے مسائل کو آسانی سے حل کر سکیں۔ سرکاری دستاویزات کی تبدیلی یا تجدید کے قوانین کو آسان اور شفاف بنایا جائے تاکہ نو مسلم افراد کے لیے مشکلات کم ہوں۔ نو مسلم افراد کو ان کے قانونی حقوق اور دستاویزات کے حصول کے لیے ضروری طریقہ کار کے بارے میں آگاہی فراہم کی جائے۔ شکایات کے ازالے کے لیے ایک مؤثر نظام قائم کیا جائے تاکہ نو مسلم افراد اپنی شکایات درج کروا سکیں اور ان کا فوری حل ممکن ہو۔ ان اقدامات سے سرکاری دستاویزات کے حصول یا تجدید کے عمل کو آسان بنایا جا سکتا ہے۔

سوال: 10 کیا آپ کو تبدیلی مذہب کی وجہ سے قانونی طریقہ کار جیسے شادی کا لائسنس حاصل کرنا یا بچوں کی پیدائش کا اندراج کروانا کس حد تک متاثر ہوا؟

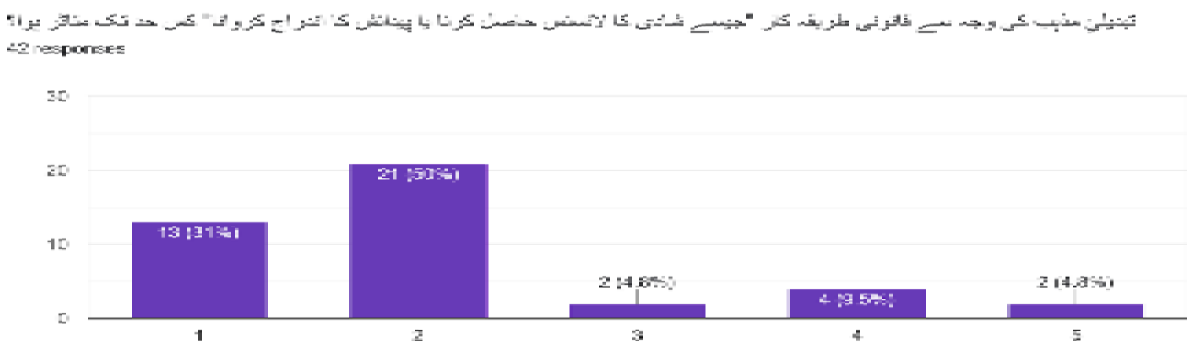

❖ سروے نتائج:

1. شدید متفق:

31%افراد نے کہا کہ انہیں تبدیلی مذہب کے بعد شادی کا لائسنس حاصل کرنے یا پیدائش کا اندراج کروانے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

2. کچھ حد تک متفق:

50% یہ لوگ کچھ حد تک متفق ہیں،ان افراد کو قانونی طریقہ کار میں کچھ کم مشکلات کا سامنا ہوا۔

3. نا متفق ہیں نا ہی مخالف:

4.8%لوگ نا متفق ہیں نا ہی مخالف ہیں۔

4. کچھ حد تک نا متفق ہیں:

9.5%افراد نے کہا کہ انہیں ان معاملات میں کچھ حد تک آسانی محسوس ہوئی،اور قانونی طریقہ کار ان کے لیے مؤثر رہا۔

5. شدید متفق ہیں:

4.8%افراد نے کہا کہ انہیں قانونی طریقہ کار میں بالکل کوئی مشکلات پیش نہیں آئیں۔

❖ تجزیہ:

81%افراد نے کہا کہ تبدیلی مذہب کے بعد شادی کا لائسنس حاصل کرنے یا پیدائش کا اندراج کروانے میں مشکلات کا سامنا ہوا۔14.3%افراد نے کہا کہ انہیں ان معاملات میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ 4.8%لوگوں نے غیر جانبداری اختیار کی۔یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ تبدیلی مذہب کے بعد قانونی طریقہ کار، خصوصاً شادی کا لائسنس حاصل کرنے اور بچوں کی پیدائش کا اندراج کروانے میں نو مسلم افراد کو اکثر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال:11 کیا آپ نئے مسلم خاندانوں کے لیے خاندانی معاملات مثلاً طلاق، بچوں کی تحویل سے متعلق قانونی عمل کو شفاف اور قابل رسائی سمجھتے ہیں؟

❖ سروے نتائج:

1. شدید نامتفق:

14.3%افراد نے کہا کہ خاندانی معاملات میں قانونی عمل بالکل بھی شفاف اور قابل رسائی نہیں ہے۔

2. کچھ حد تک نامتفق:

47.6%افراد نے کہا کہ خاندانی معاملات کے متعلق قانونی عمل میں تھوڑی بہت شفافیت اور رسائی کی کمی موجود ہے۔

3. نامتفق ہیں ناہی مخالف:

21.4%ان لوگوں کے تجربات نہ تو مثبت تھے اور نہ ہی منفی۔

4. کچھ حد تک متفق:

7.1%افراد نے کہا کہ قانونی عمل میں کچھ حد تک شفافیت اور رسائی موجود ہے۔

5. شدید متفق:

9.5%افراد نے کہا کہ خاندانی معاملات کے متعلق قانونی عمل مکمل طور پر شفاف اور قابل رسائی ہے۔

❖ تجزیہ:

زیادہ تر لوگوں 61.9%کا خیال ہے کہ نئے مسلم خاندانوں کے لیے خاندانی معاملات مثلاً طلاق اور بچوں کی تحویل سے متعلق قانونی عمل میں شفافیت اور رسائی کی کمی ہے۔21.4%لوگ غیر جانبدار ہیں جبکہ 16.6%لوگوں کا خیال ہے کہ خاندانی معاملات کے قانونی عمل میں شفافیت اور رسائی موجود ہے۔یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ قانونی عمل کو مزید شفاف اور قابل رسائی بنانے کی ضرورت ہے تاکہ نئے مسلم خاندانوں کو ان مسائل میں بہتر مدد فراہم کی جاسکے۔

سوال:12 کیا آپ کو ایک نئے مسلمان کے طور پر اپنے حقوق کے استعمال میں خاندانی اور ذاتی معاملات سے متعلق کسی قانونی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا(مثلاً شادی، وراثت، بچوں کی پرورش وغیرہ) میں کسی قانونی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہیں؟

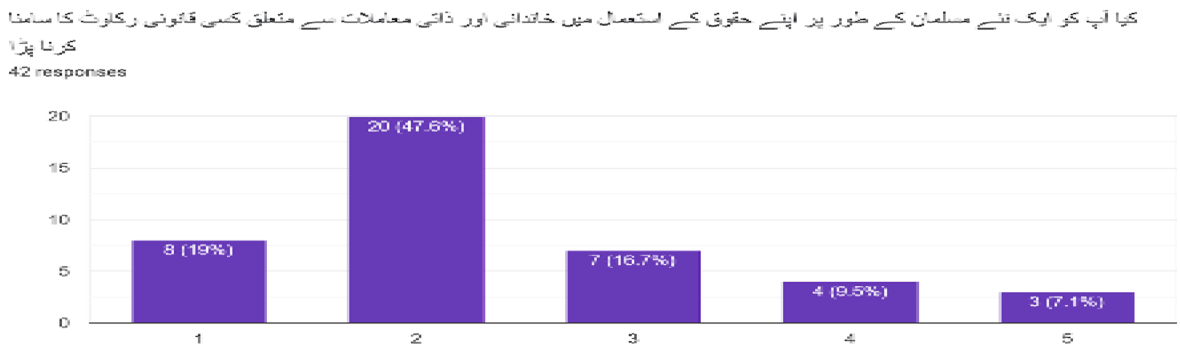

❖ **سروے نتائج:**

1. شدید متفق:

19%افراد نے کہا کہ انہیں خاندانی اور ذاتی معاملات میں اپنے حقوق کے استعمال میں شدید قانونی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔

2. کچھ حد تک متفق:

47.6%افراد کو خاندانی اور ذاتی معاملات میں اپنے حقوق کے استعمال میں کچھ حد تک قانونی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔

3. نا متفق ہیں نا ہی مخالف:

16.7%لوگ غیر جانبدار رہے۔

4. کچھ حد تک نا متفق:

9.5%افراد نے کہا کہ انہیں ان معاملات میں کچھ حد تک قانونی رکاوٹوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

5. شدید نا متفق:

7.1%افراد نے کہا کہ انہیں خاندانی اور ذاتی معاملات میں اپنے حقوق کے استعمال میں مکمل طور پر کوئی قانونی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔

❖ **تجزیہ:**

یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ نو مسلم افراد کو خاندانی اور ذاتی معاملات میں اپنے حقوق کے استعمال میں اکثر قانونی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اکثریت (66.6%) نے ان معاملات میں مشکلات کی تصدیق کی، جبکہ صرف 16.6%افراد نے کہا کہ انہیں کسی قسم کی قانونی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔

سوال:13 مجموعی طور پر آپ اپنے ضلع میں نو مسلم خاندانوں کے ساتھ قانونی سلوک میں انصاف کی سطح کو کس طرح کا درجہ دیں گے،آپ کے خیال میں نو مسلم خاندانوں کے ساتھ قانونی معاملات میں کس حد تک صحیح اور برابری کا سلوک کیا جاتا ہے؟

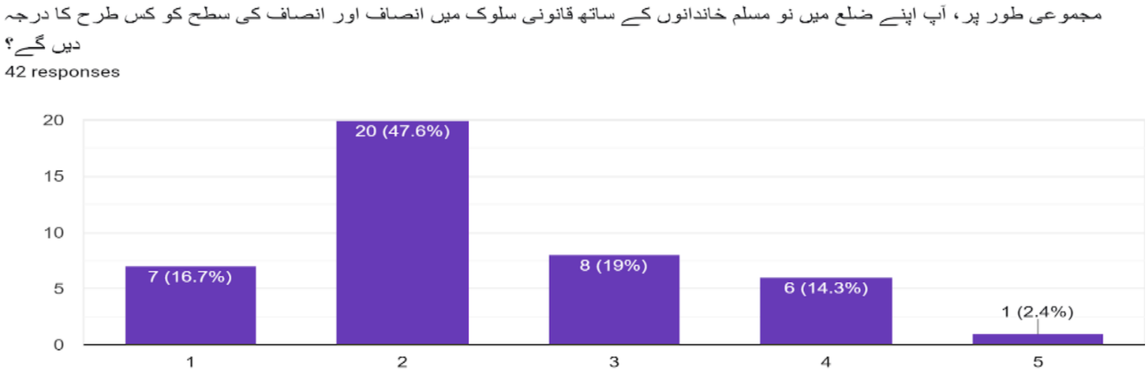

1. **شدید نامتفق:**

16.7%افراد نے کہا کہ نو مسلم خاندانوں کے ساتھ قانونی سلوک میں انصاف کی سطح بہت کم ہے۔

2. **کچھ حد تک نامتفق:**

47.6%افراد کا خیال ہے کہ نو مسلم خاندانوں کے ساتھ قانونی سلوک میں تھوڑی بہت انصاف کی کمی ہے۔

3. **نامتفق ہیں ناہی مخالف:**

19%ان کے تجربات نہ تو مثبت تھے اور نہ ہی منفی۔

4. **کچھ حد متفق:**

14.3%افراد کا کہنا ہے کہ نو مسلم خاندانوں کے ساتھ قانونی سلوک میں کچھ حد تک موجود ہے انصاف۔

5. **شدید متفق:**

2.4%افراد کا شدید اتفاق ہے کہ ،نو مسلم خاندانوں کے ساتھ قانونی سلوک میں مکمل طور پر انصاف موجود ہے۔

- **تجزیہ:**

اکثریت (64.3%) کو لگتا ہے کہ نو مسلم خاندانوں کے ساتھ قانونی سلوک میں انصاف کی کمی ہے۔19%افراد غیر جانبدار ہیں، جبکہ صرف 16.7%افراد کا خیال ہے کہ قانونی معاملات میں انصاف موجود ہے۔

سوال:14 قبول اسلام کے بعد آپ کے خاندان میں وراثت اور جائیداد کے حقوق سے متعلق فیصلوں کو قانونی تحفظات نے کیسے متاثر کیا ہے؟

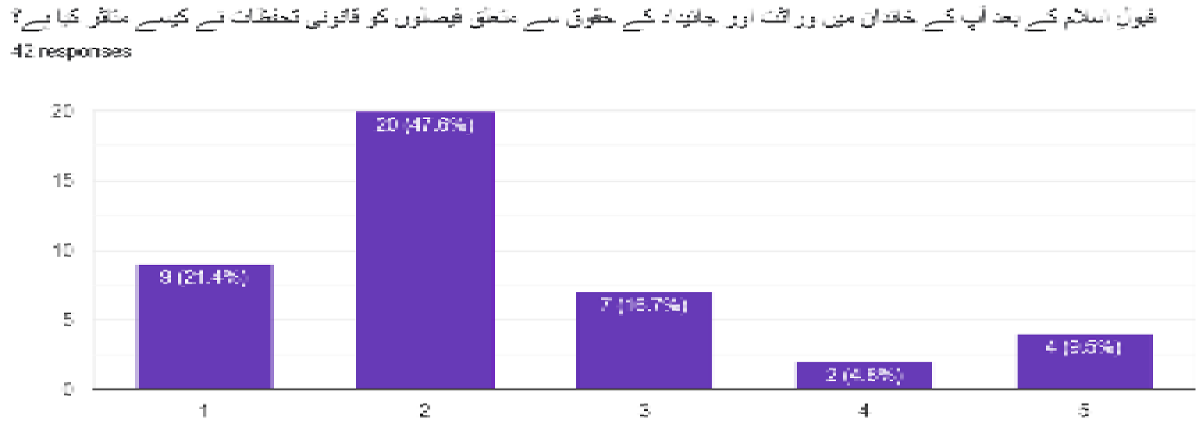

❖ سروے نتائج:

1. **شدید نامتفق:**

%21.4افراد نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان میں وراثت اور جائیداد کے حقوق سے متعلق قانونی تحفظات نے کوئی خاص اثر نہیں ڈالا۔

2. **کچھ حد تک نامتفق:**

%47.6افراد کا کہنا ہے کہ قانونی تحفظات نے ان کے وراثتی اور جائیداد کے حقوق کو کچھ حد تک متاثر کیا، مگر اتنا نہیں کہ اسے شدید کہا جائے۔

3. **نامتفق ہیں ناہی مخالف:**

(16.7%)افراد کا موقف غیر جانبداری کی طرف رہا۔

4. **کچھ حد تک متفق:**

(4.8%)افراد کچھ حد تک متفق ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد خاندان میں وراثت اور جائیداد کے حقوق سے متعلق فیصلوں کو قانونی نظام اور تحفظات نے کچھ متاثر کیا ہے۔

5. **شدید متفق:**

%9.5افرادنے کہا کہ قانونی تحفظات نے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے وراثتی اور جائیداد کے حقوق پر بہت زیادہ اثر ڈالا۔

❖ تجزیہ:

اکثریت (69%) نے تسلیم کیا کہ قانونی تحفظات نے ان کے وراثتی اور جائیداد کے حقوق پر محدود یا بالکل اثر نہیں ڈالا، جبکہ 21.4%افراد نے کہا کہ ان کے حقوق کو قانونی نظام یا تحفظات نے متاثر کیا۔ 16.7%افراد غیر جانبدار رہے۔ صوبہ سندھ کے قانونی نظام میں اسلام قبول کرنے کے بعد نو مسلم افراد کو مختلف قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص طور پر وراثت اور جائیداد کے معاملات میں۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی عورت اسلام قبول کرتی ہے تو اس کے سابقہ شوہر کو بھی اسلام قبول کرنا ہوگا، ورنہ ان کی شادی کو ختم کر دیا جائے گا۔ یہ قانونی تبدیلیاں بعض اوقات نو مسلم افراد کے لیے شدید مشکلات کا باعث بنتی ہیں، خاص طور پر جب ان کے خاندان کے دیگر افراد اسلام قبول نہیں کرتے۔ اس کے نتیجے میں وراثت اور جائیداد کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، جہاں قانونی نظام اور تحفظات ان کے خلاف استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان نتائج سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قانونی نظام میں انصاف کے حوالے سے کچھ خامیاں موجود ہیں، جو نو مسلم افراد کے وراثتی حقوق کو متاثر کرتی ہیں۔

سوال:15 کیا آپ کو موجودہ قانونی نظام میں کوئی خامیاں نظر آتی ہیں جو نو مسلم خاندانوں کی ضروریات اور خدشات کو دور کرنے میں ناکام ہیں؟

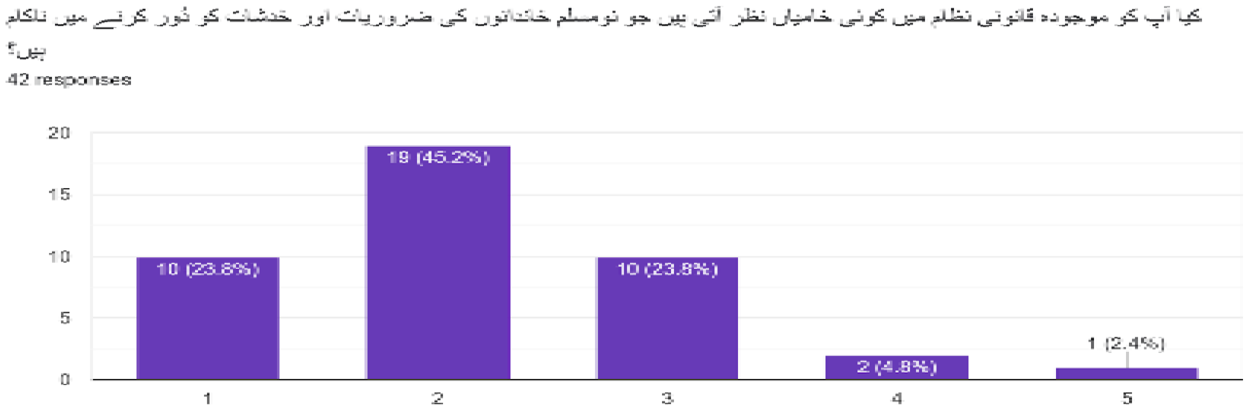

❖ سروے نتائج:

1. شدید متفق:

23.8%افراد کہتے ہیں کہ موجودہ قانونی نظام میں کافی خامیاں موجود ہے، جو نو مسلم خاندانوں کی ضروریات اور خدشات کو دور کرنے میں شدید ناکام ہیں۔

2. کچھ حد تک متفق:

45.2%افراد نے اس سوال پر شدید اعتراض کا اظہار تو نہیں لیکن کچھ حد تک متفق رہے، کہ موجودہ قانونی نظام میں خامیاں موجود ہیں جو نو مسلم خاندانوں کی ضروریات اور خدشات کو دور کرنے میں ناکام ہیں۔

3. نا متفق ہیں نا مخالف:

23.8%لوگ نا متفق ہیں نا مخالف ہیں۔

4. کچھ حد تک نا متفق:

48%لوگ کچھ حد تک نا متفق ہیں کہ موجودہ قانونی نظام میں کم خامیاں موجود ہیں۔

5. شدید نا متفق:

2.4%افراد نے کہا کہ موجودہ قانونی نظام میں کوئی ایسی خامیاں نہیں ہیں جو نو مسلم خاندانوں کی ضروریات اور خدشات کو دور کرنے میں ناکام ہوں۔

❖ تجزیہ:

یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ اکثریت(69%)کا خیال ہے کہ موجودہ قانونی نظام میں نو مسلم خاندانوں کی ضروریات اور خدشات کو پورا کرنے میں کسی نہ کسی حد تک خامیاں موجود ہیں۔ 23.8%افراد غیر جانبدار رہے، جبکہ صرف 7.2%افراد نے کہا کہ قانونی نظام میں کوئی خامیاں نہیں ہیں۔موجودہ قانونی نظام نو مسلم خاندانوں کی ضروریات اور خدشات کو پوری طرح پورا کرنے میں ناکام ہے۔ قانونی نظام کی خامیوں میں غیر شفافیت، مذہبی تبدیلی کے بعد کے مسائل کے حل میں تاخیر،اور مساوی انصاف کی فراہمی کی کمی شامل ہے۔

سوال:16اسلام قبول کرنے کے بعد کیا آپ کو اپنی شادی یا ازدواجی معاملات کو قانونی طور پر تسلیم کروانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

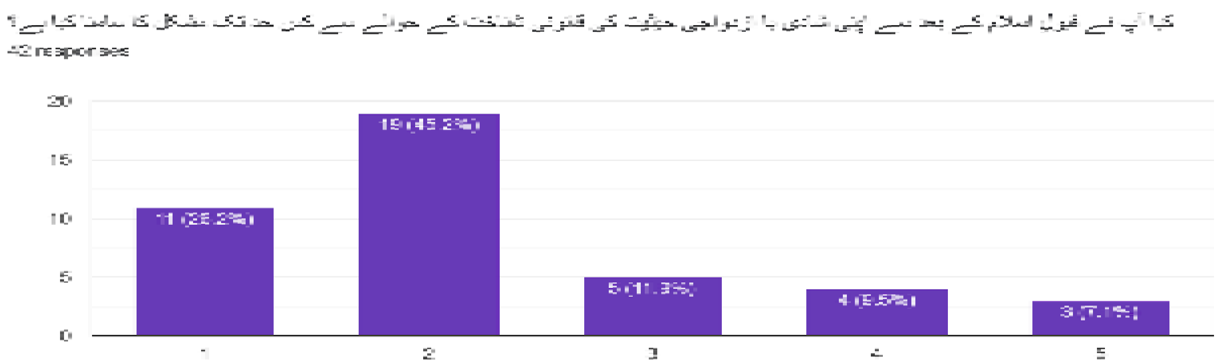

❖ سروے نتائج:

1. شدید متفق:

26.2%افراد نے کہا کہ انہیں شادی یا ازدواجی معاملات کو قانونی طور پر تسلیم کروانے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

2. کچھ حد تک متفق:

45.2%افراد نے کہا کہ انہیں ان معاملات میں کم شدت کی قانونی مشکلات پیش آئیں۔

3. نا متفق ہیں نا ہی مخالف:

11.9% یہ لوگ غیر جانبدار ہیں۔

4. کچھ حد تک نا متفق:

9.5%افراد نے کہا کہ انہیں قانونی شناخت میں کوئی بڑی مشکلات پیش نہیں آئیں۔

5. شدید نا متفق:

7.1%افراد نے کہا کہ انہیں قانونی طور پر اپنی شادی یا ازدواجی معاملات کو تسلیم کروانے میں بالکل بھی کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔

❖ تجزیہ:

71.4%افراد نے تسلیم کیا کہ انہیں شادی یا ازدواجی معاملات کی قانونی شناخت میں کسی نہ کسی حد تک مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جبکہ 16.6% نے کہا کہ انہیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ 11.9%افراد غیر جانبدار رہے، جن کے تجربات مثبت یا منفی نہیں تھے۔

سوال: 17 اسلام قبول کرنے کے بعد مسلم کمیونٹی یا مسلم تنظیموں نے آپ کے ساتھ کس حد تک تعاون کیا؟

سروے نتائج:

1. شدید متفق:

26.2%افراد نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مسلم کمیونٹی یا تنظیموں نے ان کے ساتھ بہت زیادہ تعاون کیا۔

2. کچھ حد تک متفق:

28.6%افراد نے کہا کہ انہیں کچھ حد تک تعاون ملا، یعنی مسلم کمیونٹی اور تنظیموں نے محدود تعاون فراہم کیا۔

3. نہ متفق، نہ مخالف

19% افراد نے غیر جانبداری ظاہر کی۔

4. کچھ حد تک نامتفق:

7.1%افراد نے کہا کہ مسلم کمیونٹی یا تنظیموں نے ان کے ساتھ بہت کم تعاون کیا۔

5. شدید نامتفق:

19%افراد نے کہا کہ انہیں مسلم کمیونٹی یا تنظیموں کی طرف سے کوئی تعاون نہیں ملا۔

- **تجزیہ:**

سروے نتائج کے مطابق، مجموعی طور پر 54.8%افراد نے تسلیم کیا کہ انہیں مسلم کمیونٹی اور تنظیموں کی طرف سے بہت زیادہ تعاون ملا، جو کہ ایک مثبت رسپانس تھا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم کمیونٹی اور تنظیمیں کافی حد تک نومسلموں کی مدد کر رہی ہیں۔ تاہم، 26.1%افراد نے محدود یا نہ ہونے کے برابر تعاون کی شکایت کی، جبکہ 19%افراد غیر جانبدار رہے۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مسلم کمیونٹی اور تنظیمیں نومسلموں کی مدد کے لیے سرگرم ہیں، لیکن ان کی کوششیں ہر جگہ یکساں مؤثر نہیں ہیں۔ کچھ نومسلم افراد کو کمیونٹی کی طرف سے خاطر خواہ تعاون ملتا ہے، جبکہ دیگر کو محدود یا کوئی مدد نہیں ملتی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مسلم کمیونٹی اور تنظیموں کی مدد نومسلم افراد کے لیے انتہائی اہم ہے تاکہ وہ اپنی نئی زندگی کے تقاضوں کو بہتر طور پر پورا کر سکیں۔ اگرچہ موجودہ تعاون حوصلہ افزا ہے، لیکن مزید اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ ہر نومسلم فرد کو مکمل سماجی اور مذہبی سپورٹ فراہم کی جا سکے۔ اس سے نہ صرف ان کی مشکلات کم ہوں گی بلکہ مسلم کمیونٹی میں انضمام کا عمل بھی مضبوط ہوگا۔

مجموعی خلاصہ:

یہ سروے نو مسلموں کو ذاتی شناخت، وراثت، خاندانی تعلقات، اور سماجی قبولیت جیسے مختلف شعبوں میں درپیش قانونی چیلنجز کی نشاندہی کے لیے کیا گیا۔ مجموعی تجزیہ درج ذیل ہیں۔

1. **قانونی شناخت اور دستاویزات**
- 83.3% افراد کو قبول اسلام کے بعد نام کی تبدیلی اور شناختی دستاویزات اپڈیٹ کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوا۔

2. **قانونی حقوق کی آگاہی**
- 83.4% نو مسلم اپنے قانونی حقوق اور تحفظات سے پوری طرح آگاہ نہیں تھے۔

3. **قانونی مدد تک رسائی**
- 76.2% نے مذہبی شناخت کے معاملات میں قانونی مدد حاصل کرنے میں رکاوٹوں کا سامنا کیا۔

4. **قانونی نظام کی افادیت**
- 69.1% نے قانونی نظام کو نو مسلموں کی مخصوص ضروریات کے لیے غیر مؤثر قرار دیا۔

5. **شادی اور وراثت کے مسائل**
- 59.5% افراد نے شادی کے لائسنس اور وراثتی حقوق کے حصول میں قانونی رکاوٹوں کی شکایت کی۔

6. **خاندانی معاملات میں شفافیت**
- 61.9% نے طلاق اور بچوں کی تحویل جیسے معاملات میں قانونی عمل کو غیر شفاف کہا۔

7. **قانونی نظام پر اعتماد کی کمی**
- 59.5% افراد نے قانونی نظام پر اعتماد نہ ہونے کا اظہار کیا۔

8. **سماجی تعصب اور امتیازی سلوک**
- 57% نے عدالت، شادی، اور وراثت کے مقدمات میں تعصب اور امتیازی رویے کا سامنا کیا۔

9. **مسلم تنظیموں کا کردار**
- 54.8% نے مسلم برادری اور تنظیموں سے مدد حاصل کی، لیکن 26.1% نے اسے ناکافی قرار دیا۔

10. **انتظامی خامیاں**
- 69% نے موجودہ قانونی نظام کو ان کے مسائل کے حل کے لیے غیر مؤثر قرار دیا۔

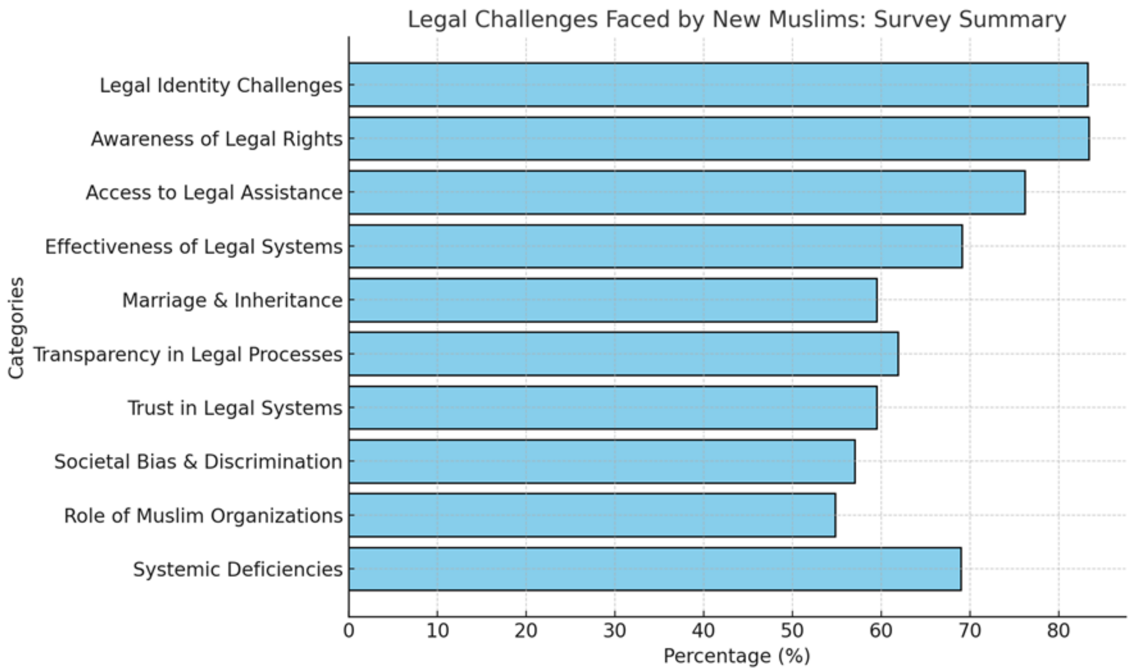

تجزیہ:

اسلام قبول کرنے کے بعد نو مسلم افراد کو قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ان کی شناخت، خاندانی تعلقات، وراثتی حقوق، اور ازدواجی معاملات پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ان مسائل کا آغاز عموماً شناختی دستاویزات کی تبدیلی سے ہوتا ہے، جہاں مذہب یا نام کی تبدیلی کے عمل میں غیر ضروری تاخیر، پیچیدگیاں، اور بعض اوقات قانونی اداروں کا متعصب رویہ ان کے لیے ذہنی دباؤ کا باعث بنتا ہے۔ نو مسلم افراد کی بڑی تعداد اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس عمل کو مکمل کرنے میں انہیں غیر ضروری مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ان کی روزمرہ زندگی پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔

وراثتی حقوق بھی ایک اہم مسئلہ ہیں، خاص طور پر جب خاندان کے دیگر افراد اسلام قبول نہ کریں۔ اس صورتحال میں، قانونی نظام میں موجود خامیاں اور بعض اوقات خاندان کی جانب سے مخالفت نو مسلم افراد کے وراثتی حقوق کو متاثر کرتی ہیں۔ انہیں نہ صرف اپنے حق کے لیے جدوجہد کرنی پڑتی ہے بلکہ تعصب اور قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے انصاف کے حصول میں تاخیر کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

اسی طرح، شادی، طلاق، اور بچوں کی تحویل جیسے ازدواجی معاملات میں بھی مذہب کی تبدیلی پیچیدگیاں پیدا کرتی ہے۔ اگر شریک حیات اسلام قبول نہ کرے، تو قانونی نظام کے تحت شادی کے تسلسل یا بچوں کے حقوق کے حوالے سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ یہ صورتحال نو مسلم افراد کے لیے اضافی دباؤ کا سبب بنتی ہے، کیونکہ انہیں نہ صرف سماجی بلکہ قانونی رکاوٹوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مزید برآں، موجودہ قانونی نظام پر اعتماد کی کمی بھی نو مسلم افراد کے مسائل کو مزید بڑھا دیتی ہے۔ شفافیت، مؤثریت، اور مساوات کی کمی کے باعث انہیں انصاف کے حصول کے لیے طویل اور پیچیدہ قانونی عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ کئی افراد نے قانونی اداروں میں تعصب اور غیر منصفانہ رویے کا سامنا کرنے کی شکایت کی، جس کی وجہ سے انہیں اپنے حقوق کے حصول کے لیے غیر ضروری جدوجہد کرنی پڑی۔

یہ مسائل واضح کرتے ہیں کہ نو مسلم افراد کے لیے موجودہ قانونی نظام میں خامیاں ان کی زندگی کو مشکل بنا دیتی ہیں۔ ان چیلنجز کا حل اس میں مضمر/پوشیدہ ہے کہ قانونی عمل کو مزید شفاف، منصفانہ، اور آسان بنایا جائے، اور تعصب کو جڑ سے ختم کیا جائے۔ ایسے قوانین اور پالیسیز بنائی جائیں جو نو مسلم افراد کے حقوق کا تحفظ کریں، ان کی نئی مذہبی شناخت کو تسلیم کریں، اور انہیں ایک پرامن اور باوقار زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کریں۔ قانونی نظام میں اصلاحات کے ساتھ ساتھ، سماج میں رواداری اور قبولیت کو فروغ دینا بھی ضروری ہے تاکہ نو مسلم افراد کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی یا تعصب کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

فصل سوم

مسلمانوں اور مسلم تنظیم کی طرف سے نومسلموں سے تعاون اور اس کی ممکنہ صورتیں

نومسلموں کو معاشرے میں جن متعدد مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کا حل سماج کی طرف سے سپورٹ، اسلام قبول کرنے والوں کی تعلیمی ترقی، اقتصادی ترقی، نئے پیش آمدہ مسائل پر قانونی امداد، اور ذہنی الجھاؤ کو دور کرنے کے لیے نفسیاتی کاؤنسلنگ کی صورت میں کیا جا سکتا ہے۔ نومسلموں سے تعاون کی ممکنہ صورتیں درج ذیل ہیں۔

1. تعاون بذریعہ کمیونٹی سپورٹ:

پاکستان میں نومسلم کمیونٹی کے لئے کمیونٹی سپورٹ پروگرامز اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ پروگرامز مختلف طریقوں سے مدد فراہم کر سکتے ہیں تاکہ نومسلم افراد کی معاشرتی، روحانی اور مالی حالت بہتر ہو سکے۔

سب سے پہلے، کمیونٹی سپورٹ پروگرامز تعلیمی معاونت فراہم کر سکتے ہیں۔ تعلیم کا حصول ہر فرد کے لئے ضروری ہے اور نومسلم کمیونٹی کو اپنی معاشرتی حیثیت کو بہتر بنانے کے لئے تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ پروگرامز بچوں اور بڑوں دونوں کو تعلیمی مواقع فراہم کر سکتے ہیں، جیسے کہ اسکول فیس کی ادائیگی، کتابیں اور تعلیمی مواد، اور تعلیمی ورکشاپس۔ اس سے نومسلم کمیونٹی کے افراد کو بہتر تعلیمی مواقع ملیں گے اور وہ مستقبل میں بہتر روزگار حاصل کر سکیں گے۔

دوسرا، روحانی سپورٹ پروگرامز نومسلم کمیونٹی کی مدد کر سکتے ہیں۔ نومسلم افراد کے لئے اسلام کے بنیادی اصولوں اور عبادات کی معلومات حاصل کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے، دینی تعلیم کے پروگرامز، قرآن کی تعلیم، اور اسلامی تاریخ کے بارے میں لیکچرز کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔ اس سے نومسلم افراد کو اپنے نئے مذہب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملے گی۔

تیسرا، مالی معاونت کے پروگرامز بھی نومسلم کمیونٹی کے لئے اہم ہیں۔ نومسلم افراد کی مالی حالت اکثر کمزور ہوتی ہے اور انہیں روزمرہ زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مالی معاونت کے پروگرامز میں قرضوں کی فراہمی، کاروباری معاونت، اور ہنرمندی کے پروگرامز شامل ہو سکتے ہیں۔ اس سے نومسلم افراد اپنے مالی حالات کو بہتر بنا سکتے ہیں اور خود مختاری حاصل کر سکتے ہیں۔

چوتھا، صحت کی سہولیات فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔ نومسلم کمیونٹی کے افراد کو صحت کی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔ کمیونٹی سپورٹ پروگرامز مفت یا کم قیمت پر صحت کی سہولیات فراہم کر سکتے ہیں، جیسے کہ میڈیکل چیک اپس، ادویات، اور صحت کی تعلیم۔ اس سے نومسلم افراد کی صحت بہتر ہوگی اور وہ صحت مند زندگی گزار سکیں گے۔

پانچواں، نفسیاتی اور سماجی معاونت کے پروگرامز نومسلم کمیونٹی کی مدد کر سکتے ہیں۔ نومسلم افراد کو نئے ماحول میں ایڈجسٹ ہونے میں مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ نفسیاتی معاونت کے پروگرامز، جیسے کہ کونسلنگ، تھراپی، اور سپورٹ

گروپس، انہیں ان مشکلات سے نمٹنے میں مدد فراہم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، سماجی معاونت کے پروگرامز نو مسلم افراد کو معاشرتی رابطے بنانے اور اپنی کمیونٹی میں شامل ہونے میں مدد فراہم کر سکتے ہیں۔

ان تمام پروگرامز کے ذریعے، کمیونٹی سپورٹ پروگرامز پاکستان میں نو مسلم کمیونٹی کی زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ یہ پروگرامز نہ صرف نو مسلم افراد کی معاشرتی، روحانی، مالی، صحت اور نفسیاتی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد فراہم کریں گے بلکہ انہیں ایک مضبوط اور متحد کمیونٹی کا حصہ بننے میں بھی مدد کریں گے۔ اس طرح، نو مسلم کمیونٹی کے افراد معاشرتی دھارے میں شامل ہو سکیں گے اور ایک مثبت اور موثر زندگی گزار سکیں گے۔

2. تعاون بذریعہ تعلیمی اقدامات:

سندھ میں نو مسلم کمیونٹی کی مدد کے لئے تعلیمی اقدامات اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تعلیم انسان کی ترقی اور معاشرتی استحکام کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ نو مسلم افراد کو تعلیم کے ذریعے مختلف چیلنجز کا سامنا کرنے اور معاشرتی و اقتصادی بہتری حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ یہاں کچھ طریقے بیان کیے گئے ہیں جن کے ذریعے تعلیمی اقدامات نو مسلم کمیونٹی کی مدد کر سکتے ہیں:

3. بنیادی تعلیم کی فراہمی:

نو مسلم افراد کو بنیادی تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے اسکولوں میں داخلہ دلوانا، فیس کی ادائیگی، کتابیں اور دیگر تعلیمی مواد کی فراہمی جیسے اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے بچوں اور بڑوں دونوں کو تعلیم کے مواقع ملیں گے اور وہ مستقبل میں بہتر روزگار حاصل کر سکیں گے۔

4. دینی تعلیم:

نو مسلم افراد کو اپنے نئے مذہب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے دینی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کی تعلیم، اسلامی تاریخ، اور عقائد و عبادات کی تربیت کے لئے خصوصی کلاسز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔ اس سے نو مسلم افراد کو اسلام کے بنیادی اصولوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

5. ہنر مندی کے پروگرامز:

نو مسلم افراد کو مالی خود مختاری حاصل کرنے کے لئے ہنر مندی کے پروگرامز کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔ اس میں مختلف ہنر، جیسے کمپیوٹر سکلز، ٹیکنکل ٹریننگ، دستکاری، اور دیگر ہنر سکھانے کے پروگرام شامل ہو سکتے ہیں۔ اس سے نو مسلم افراد کو روزگار کے مواقع ملیں گے اور وہ خود مختار بن سکیں گے۔

6. سکالرشپس اور مالی معاونت:

تعلیمی سفر میں مالی مشکلات کا سامنا کرنے والے نو مسلم افراد کے لئے سکالرشپس اور مالی معاونت فراہم کی جا سکتی ہے۔

اس سے وہ بغیر کسی مالی پریشانی کے اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں گے۔ مختلف تعلیمی اداروں اور تنظیموں کے تعاون سے سکالر شپس کے پروگرامز کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔ نو مسلم افراد کو تعلیمی میدان میں صحیح راستہ منتخب کرنے کے لئے کیریئر کونسلنگ اور گائیڈنس فراہم کی جا سکتی ہے۔ اس میں تعلیمی ماہرین کی مدد سے ان کے دلچسپی کے شعبوں کی نشاندہی، کورسز کا انتخاب، اور مستقبل کے مواقع کی تفصیلات فراہم کی جا سکتی ہیں۔

7. تعلیمی ورکشاپس اور سیمینارز:

تعلیمی ورکشاپس اور سیمینارز کے ذریعے نو مسلم افراد کو مختلف موضوعات پر معلومات فراہم کی جا سکتی ہیں۔ اس میں سائنسی موضوعات، معاشرتی علوم، اور مختلف پیشہ ورانہ مہارتوں پر لیکچرز شامل ہو سکتے ہیں۔ اس سے نو مسلم افراد کی علمی وسعت میں اضافہ ہو گا۔

8. آن لائن تعلیم:

جدید ٹیکنالوجی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آن لائن تعلیم کے مواقع بھی فراہم کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے نو مسلم افراد کو گھر بیٹھے تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ آن لائن کورسز، ویڈیوز، اور تعلیمی ویب سائٹس کے ذریعے مختلف موضوعات پر تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔

9. کمیونٹی لائبریریز:

نو مسلم کمیونٹی کے لئے کمیونٹی لائبریریز کا قیام کیا جا سکتا ہے جہاں وہ مختلف کتابیں اور تعلیمی مواد حاصل کر سکیں۔ لائبریریوں میں دینی، سائنسی، ادبی، اور مختلف موضوعات پر کتابیں موجود ہوں گی۔

ان تمام اقدامات کے ذریعے تعلیمی میدان میں نو مسلم کمیونٹی کی مدد کی جا سکتی ہے۔ اس سے نہ صرف ان کی علمی اور عملی صلاحیتوں میں اضافہ ہو گا بلکہ وہ معاشرتی اور اقتصادی ترقی بھی حاصل کر سکیں گے۔ تعلیم کی فراہمی کے ذریعے نو مسلم افراد کو ایک بہتر اور مستحکم مستقبل فراہم کیا جا سکتا ہے۔

❖ تعاون بذریعہ اقتصادی معاونت:

سندھ میں نو مسلم کمیونٹی کی مدد کے لئے اقتصادی معاونت بہت اہم ہے۔ اقتصادی معاونت کے مختلف پہلو جیسے روزگار کے مواقع، مالی معاونت، اور زکات و صدقہ کے پروگرامز نو مسلم افراد کی زندگی میں بہتری لا سکتے ہیں۔ یہاں کچھ طریقے بیان کیے گئے ہیں جن کے ذریعے اقتصادی معاونت نو مسلم کمیونٹی کی مدد کر سکتی ہے:

نو مسلم افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا ان کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے درج ذیل اقدامات کیے جا سکتے ہیں:

1. نو مسلم افراد کے لئے نوکریوں کی تلاش میں مدد فراہم کی جاسکتی ہے۔ جاب پلیسمنٹ سروسز اور جاب فیئرز کے ذریعے مختلف کمپنیوں اور اداروں کے ساتھ رابطہ قائم کر کے نو مسلم افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے ان کی مالی حالت بہتر ہو گی اور وہ خود مختار بن سکیں گے۔
2. نو مسلم افراد کو مختلف ہنر سکھانے کے لئے ووکیشنل ٹریننگ پروگرامز کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔ ان پروگرامز میں کمپیوٹر سکلز، ٹیکنکل ٹریننگ، دستکاری، اور دیگر ہنر شامل ہو سکتے ہیں۔ اس سے نو مسلم افراد کو مختلف پیشوں میں مہارت حاصل ہو گی اور وہ بہتر روزگار حاصل کر سکیں گے۔

3. **زکوۃ اور صدقہ:**

زکوۃ اور صدقہ کے پروگرامز کے ذریعے نو مسلم افراد کی مالی حالت بہتر بنائی جاسکتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق زکوۃ اور صدقہ کے ذریعے ضرورت مند افراد کی مدد کرنا واجب ہے۔ نو مسلم افراد کو زکوۃ اور صدقہ کے پروگرامز کے ذریعے مالی معاونت فراہم کی جاسکتی ہے، جیسے کہ گھر کی تعمیر، بچوں کی تعلیم، اور روزمرہ ضروریات کی تکمیل۔

4. **قرض حسنہ:**

نو مسلم افراد کو بلا سود قرضے فراہم کیے جا سکتے ہیں تا کہ وہ اپنی مالی مشکلات کو حل کر سکیں۔ قرض حسنہ کے پروگرامز کے ذریعے نو مسلم افراد کو کاروبار شروع کرنے، گھر کی تعمیر، یا دیگر مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قرضے فراہم کیے جا سکتے ہیں۔

5. **کاروباری معاونت:**

نو مسلم افراد کو کاروبار شروع کرنے میں معاونت فراہم کی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے بزنس ڈویلپمنٹ پروگرامز کا انعقاد کیا جاسکتا ہے جس میں بزنس پلاننگ، مارکیٹنگ، اور فنانشل مینجمنٹ کی تربیت شامل ہو سکتی ہے۔ اس سے نو مسلم افراد اپنے کاروبار کو کامیابی سے چلا سکیں گے اور مالی خود مختاری حاصل کر سکیں گے۔

6. **سماجی معاونت:**

نو مسلم افراد کو سماجی معاونت فراہم کرنا ان کی زندگی میں بہتری لا سکتا ہے۔ سماجی معاونت کے پروگرامز کے ذریعے نو مسلم افراد کو معاشرتی رابطے بنانے اور اپنی کمیونٹی میں شامل ہونے میں مدد فراہم کی جاسکتی ہے۔ اس سے ان کی ذہنی اور جذباتی حالت بہتر ہو گی اور وہ معاشرتی دھارے میں شامل ہو سکیں گے۔

ان تمام اقدامات کے ذریعے اقتصادی معاونت نو مسلم کمیونٹی کی زندگی میں بہتری لا سکتی ہے۔ روزگار کے مواقع، مالی معاونت، اور زکات و صدقہ کے پروگرامز کے ذریعے نو مسلم افراد کی مالی حالت بہتر بنائی جاسکتی ہے اور وہ خود مختار اور مستحکم زندگی گزار سکیں گے۔

❖ تعاون بذریعہ قانونی ونفسیاتی معاونت:

پاکستان میں نو مسلم کمیونٹی کے لئے قانونی اور نفسیاتی معاونت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ معاونت ان کی زندگی کو بہتر بنانے اور مختلف چیلنجز کا سامنا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ یہاں یہ وضاحت کی جائے گی کہ قانونی اور نفسیاتی معاونت کیسے نو مسلم کمیونٹی کی مدد کر سکتی ہے۔

1. قانونی مسائل کے حل میں مدد:

نو مسلم افراد کو قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جیسے کہ تبدیلی مذہب سے متعلق دستاویزی کام، نکاح نامہ کی تصدیق، اور وراثتی حقوق وغیرہ۔ قانونی معاونت کے ذریعے نو مسلم افراد کو ان مسائل کے حل میں مدد فراہم کی جاسکتی ہے۔ تجربہ کار وکلاء کی مدد سے وہ اپنے قانونی مسائل کو بہتر طریقے سے حل کر سکتے ہیں۔

2. امتیاز اور تشدد کے خلاف دفاع:

نو مسلم افراد کو تبدیلی مذہب کے بعد امتیاز اور تشدد کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ قانونی معاونت کے ذریعے وہ ان ناانصافیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ وکلاء کی مدد سے وہ قانونی چارہ جوئی کر سکتے ہیں اور اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ اس سے نو مسلم افراد کو تحفظ اور انصاف ملے گا۔

3. حقوق کی آگاہی:

نو مسلم افراد کو اپنے حقوق کی آگاہی فراہم کرنا بہت ضروری ہے۔ قانونی معاونت کے پروگرامز کے ذریعے ان کو ان کے حقوق کے بارے میں معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں، جیسے کہ مذہبی آزادی، مساوی مواقع، اور قانونی تحفظات۔ اس سے نو مسلم افراد کو اپنے حقوق کی آگاہی حاصل ہو گی اور وہ معاشرتی چیلنجز کا بہتر طریقے سے مقابلہ کر سکیں گے۔

❖ نفسیاتی معاونت:

1. منتقلی کے عمل میں مدد:

نو مسلم افراد کو تبدیلی مذہب کے بعد نئے ماحول میں ایڈجسٹ ہونے میں مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ نفسیاتی معاونت کے ذریعے ان کو منتقلی کے عمل میں مدد فراہم کی جاسکتی ہے۔ تجربہ کار کونسلرز اور تھراپسٹس کی مدد سے وہ اپنی جذباتی اور ذہنی حالت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

2. تناؤ اور دباؤ کا مقابلہ:

تبدیلی مذہب کے بعد نو مسلم افراد کو مختلف قسم کے تناؤ اور دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جیسے کہ معاشرتی امتیاز، خاندانی دباؤ، اور سماجی مشکلات۔ نفسیاتی معاونت کے ذریعے ان کو تناؤ اور دباؤ کا مقابلہ کرنے کی تراکیب سکھائی جاسکتی ہیں، جیسے کہ ریلیکسشن تکنیکز، مثبت سوچ، اور سپورٹ گروپس۔ اس سے ان کی ذہنی صحت بہتر ہو گی۔

3. معاشرتی رابطے کی تعمیر:

نفسیاتی معاونت کے پروگرامز کے ذریعے نو مسلم افراد کو معاشرتی رابطے بنانے میں مدد فراہم کی جاسکتی ہے۔ سپورٹ گروپس اور کمیونٹی سیشنز کے ذریعے وہ دوسرے نو مسلم افراد سے مل سکتے ہیں اور اپنے تجربات شیئر کر سکتے ہیں۔ اس سے ان کو احساس ہو گا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں اور انہیں معاشرتی حمایت حاصل ہے۔

4. خود اعتمادی کی بحالی:

نفسیاتی معاونت کے ذریعے نو مسلم افراد کی خود اعتمادی بحال کی جاسکتی ہے۔ تجربہ کار کونسلرز کی مدد سے وہ اپنے اندر مثبت تبدیلیاں لا سکتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو پہچان سکتے ہیں۔ اس سے ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہو گا اور وہ بہتر طریقے سے زندگی گزار سکیں گے۔

قانونی اور نفسیاتی معاونت کے ذریعے نو مسلم کمیونٹی کی زندگی میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ قانونی معاونت کے ذریعے ان کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکتا ہے اور نفسیاتی معاونت کے ذریعے ان کی ذہنی اور جذباتی حالت بہتر بنائی جاسکتی ہے۔ اس سے نو مسلم افراد معاشرتی اور اقتصادی طور پر مضبوط ہو سکیں گے اور ایک مستحکم اور خوشحال زندگی گزار سکیں گے۔

❖ مساجد و مذہبی اداروں کے ذریعہ معاونت:

سندھ میں مساجد اور مذہبی ادارے نو مسلم کمیونٹی کی بہتری میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ ادارے مختلف طریقوں سے نو مسلم افراد کی مدد اور رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں، جن سے ان کی معاشرتی، روحانی، اور اقتصادی حالت بہتر ہو سکتی ہے۔ یہاں کچھ طریقے بیان کیے گئے ہیں جن کے ذریعے مساجد اور مذہبی ادارے نو مسلم کمیونٹی کی مدد کر سکتے ہیں۔

❖ روحانی رہنمائی:

1. اسلامی تعلیمات کی فراہمی:

مساجد اور مذہبی ادارے نو مسلم افراد کو اسلامی تعلیمات اور اصولوں کی مکمل آگاہی فراہم کر سکتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت، نماز کے طریقے، اور اسلامی عقائد و عبادات کی تربیت کے لئے کلاسز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔ اس سے نو مسلم افراد کو اپنے نئے مذہب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملے گی۔

2. دینی مجالس اور اجتماعات:

مساجد میں دینی مجالس اور اجتماعات کا انعقاد کیا جا سکتا ہے جہاں نو مسلم افراد کو اسلام کی خوبصورتی اور تعلیمات کے بارے میں بتایا جا سکتا ہے۔ یہ اجتماعات نو مسلم افراد کو روحانی سکون اور اتحاد کا احساس دلائیں گے۔

3. تعلیمی پروگرامز:

مساجد اور مذہبی ادارے نو مسلم بچوں اور بڑوں کے لئے تعلیمی پروگرامز کا انعقاد کر سکتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم، اسلامی

تاریخ،اور دینی علوم کی کلاسز کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کے پروگرامز بھی شامل ہو سکتے ہیں۔اس سے نومسلم افراد کی علمی و عملی صلاحیتوں میں اضافہ ہوگا۔ مساجد اور مذہبی ادارے نومسلم بچوں کے لئے تعلیمی وظائف فراہم کر سکتے ہیں تاکہ وہ اپنی تعلیم مکمل کر سکیں۔اس سے مالی مشکلات کا سامنا کرنے والے نومسلم افراد کو مدد ملے گی اور وہ بہتر تعلیمی مواقع حاصل کر سکیں گے۔

4. کمیونٹی سیشنز:

مساجد میں کمیونٹی سیشنز کا انعقاد کیا جا سکتا ہے جہاں نومسلم افراد اپنی مشکلات اور مسائل پر بات کر سکتے ہیں اور ان کے حل کے لئے مشاورت حاصل کر سکتے ہیں۔اس سے نومسلم افراد کو احساس ہوگا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں اور ان کو معاشرتی حمایت حاصل ہے۔ مساجد میں سپورٹ گروپس تشکیل دیے جا سکتے ہیں جہاں نومسلم افراد اپنے تجربات اور خیالات شیئر کر سکتے ہیں۔اس سے ان کی خوداعتمادی میں اضافہ ہوگا اور وہ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں گے۔

❖ کونسلنگ سروسز:

مساجد اور مذہبی ادارے نفسیاتی کونسلنگ سروسز فراہم کر سکتے ہیں تاکہ نومسلم افراد کو منتقلی کے عمل میں مدد مل سکے۔ تجربہ کار کونسلرز کی مدد سے وہ اپنی جذباتی اور ذہنی حالت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ مساجد میں ریلیکسیشن تکنیکز اور مثبت سوچ کی تربیت فراہم کی جا سکتی ہے تاکہ نومسلم افراد تناؤ اور دباؤ کا مقابلہ کر سکیں۔

مساجد اور مذہبی ادارے نومسلم کمیونٹی کی زندگی میں بہتری لانے کے لئے مختلف پہلوؤں میں معاونت فراہم کر سکتے ہیں۔ روحانی رہنمائی، تعلیمی معاونت، اقتصادی معاونت، سماجی معاونت، اور نفسیاتی معاونت کے ذریعے نومسلم افراد کو معاشرتی اور اقتصادی طور پر مضبوط کیا جا سکتا ہے۔اس سے نومسلم کمیونٹی کے افراد ایک مستحکم اور خوشحال زندگی گزار سکیں گے اور معاشرتی دھارے میں شامل ہو سکیں گے۔

❖ تعاون بذریعہ غیر سرکاری تنظیمات:

پاکستان میں غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) نومسلم کمیونٹی کی بہتری میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ یہ تنظیمیں مختلف پہلوؤں میں معاونت فراہم کر کے نومسلم افراد کی زندگی کو بہتر بنا سکتی ہیں۔ یہاں کچھ طریقے بیان کیے گئے ہیں جن کے ذریعے NGOs نومسلم کمیونٹی کی مدد کر سکتی ہیں:

1. تعلیمی معاونت:

NGOs نومسلم بچوں اور بڑوں کے لئے تعلیمی پروگرامز کا انعقاد کر سکتی ہیں۔ان پروگرامز میں بنیادی تعلیم، قرآن کی تعلیم، اسلامی تاریخ، اور دینی علوم کی کلاسز شامل ہو سکتی ہیں۔اس کے علاوہ، دنیاوی تعلیم کے مواقع بھی فراہم کیے جا سکتے ہیں تاکہ نومسلم افراد بہتر روزگار حاصل کر سکیں۔ NGOs تعلیمی وظائف فراہم کر سکتی ہیں تاکہ نومسلم بچے اپنی

تعلیم مکمل کر سکیں۔ یہ وظائف اسکول فیس، کتابیں، اور دیگر تعلیمی ضروریات کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس سے نو مسلم کمیونٹی کے بچوں کو بہتر تعلیمی مواقع ملیں گے۔

2. اقتصادی معاونت:

NGOs نو مسلم افراد کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کر سکتی ہیں۔ اس مقصد کے لئے ہنر مندی کی تربیت کے پروگرامز، جاب پلیسمنٹ سروسز، اور کاروباری معاونت فراہم کی جا سکتی ہے۔ ہنر مندی کی تربیت میں کمپیوٹر سکلز، دستکاری، اور مختلف ٹیکنیکل ہنر شامل ہو سکتے ہیں۔ NGOs نو مسلم افراد کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے مالی معاونت فراہم کر سکتی ہیں۔

3. صحت کی سہولیات:

NGOs نو مسلم کمیونٹی کے افراد کے لئے صحت کی سہولیات فراہم کر سکتی ہیں۔ اس میں مفت یا کم قیمت پر طبّی چیک اپس، ادویات، اور علاج شامل ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، صحت کی تعلیم اور آگاہی کے پروگرامز بھی منعقد کیے جا سکتے ہیں تاکہ نو مسلم افراد صحت مند زندگی گزار سکیں۔

4. قانونی معاونت:

NGOs نو مسلم افراد کو قانونی مسائل کے حل میں مدد فراہم کر سکتی ہیں۔ اس میں تبدیلی مذہب سے متعلق دستاویزی کام، نکاح نامہ کی تصدیق، اور وراثتی حقوق وغیرہ شامل ہو سکتے ہیں۔ تجربہ کار وکلاء کی مدد سے نو مسلم افراد اپنے قانونی مسائل کو بہتر طریقے سے حل کر سکتے ہیں۔ NGOs نو مسلم افراد کو امتیاز اور تشدد کا سامنا کرنے کی صورت میں قانونی معاونت فراہم کر سکتی ہیں۔ وکلاء کی مدد سے وہ قانونی چارہ جوئی کر سکتے ہیں اور اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتے ہیں۔

5. نفسیاتی معاونت:

NGOs نفسیاتی کونسلنگ سروسز فراہم کر سکتی ہیں تاکہ نو مسلم افراد کو منتقلی کے عمل میں مدد مل سکے۔ تجربہ کار کونسلرز کی مدد سے وہ اپنی جذباتی اور ذہنی حالت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ NGOs سپورٹ گروپس تشکیل دے سکتی ہیں جہاں نو مسلم افراد اپنے تجربات اور خیالات شیئر کر سکتے ہیں۔ اس سے ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہو گا اور وہ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں گے۔

6. سماجی معاونت:

NGOs کمیونٹی سیشنز کا انعقاد کر سکتی ہیں جہاں نو مسلم افراد اپنی مشکلات اور مسائل پر بات کر سکتے ہیں اور ان کے حل کے لئے مشاورت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سے نو مسلم افراد کو یہ احساس ہو گا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں اور ان کو معاشرتی حمایت حاصل ہے۔ NGOs مختلف معاشرتی سرگرمیوں کے ذریعے نو مسلم افراد کو معاشرتی روابط بنانے میں مدد

فراہم کر سکتی ہیں، جن میں کمیونٹی ایونٹس، ثقافتی پروگرامز، اور رضاکارانہ خدمات شامل ہو سکتی ہیں۔ اس طرح کے اقدامات سے نومسلم افراد کو معاشرتی طور پر مضبوط ہونے اور بہتر طریقے سے معاشرتی زندگی میں شامل ہونے کا موقع ملے گا۔

NGOs مختلف طریقوں سے نومسلم کمیونٹی کی زندگی کو بہتر بنا سکتی ہیں۔ یہ تنظیمیں تعلیمی، معاشی، صحت، قانونی، نفسیاتی، اور سماجی معاونت فراہم کر کے نومسلم افراد کو معاشرتی اور اقتصادی طور پر مضبوط کر سکتی ہیں۔ اس مدد کے نتیجے میں، نومسلم افراد مستحکم اور خوشحال زندگی گزارنے کے قابل ہوں گے اور وہ معاشرتی نظام کا حصہ بن سکیں گے۔

خلاصہ بحث

یہ تحقیق صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم خاندانوں کی مذہبی تبدیلی، اس کے اسباب و وجوہات، اور ان خاندانوں کو درپیش عائلی و قانونی مسائل کا جامع جائزہ پیش کرتی ہے، مقالے کا پہلا باب تحقیق کے تعارفی مباحث پر مشتمل ہے، جس میں موضوع کا تعارف، اس کی ضرورت و اہمیت، سابقہ تحقیقات کا جائزہ، تحقیقی خلا اور جواز کو بیان کیا گیا ہے، نیز تحقیق کے مقاصد، سوالات اور منہج کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔

باب دوم، میں سندھ کے منتخب اضلاع (سکھر، خیرپور میرس، گھوٹکی) کا تعارف دیا گیا ہے، جس میں ان علاقوں کے سماجی و ثقافتی پس منظر کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مذہب کی تبدیلی کے عمل کی نوعیت کا جائزہ لیا گیا ہے، یعنی یہ کہ لوگ اسلام کس طرح اور کن وجوہات کی بناپر قبول کرتے ہیں۔ آخر میں، ان وجوہات اور عوامل کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے جو ان اضلاع میں مذہبی تبدیلی کا سبب بنتے ہیں، جیسے سماجی دباؤ، معاشی فوائد، یا مذہبی دعوت و تبلیغ کی کوششیں۔

باب سوم، نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل پر مرکوز ہے۔ جس کی پہلی فصل میں ان خاندانوں کی روزمرہ خاندانی زندگی سے متعلق مشکلات، جیسے سماجی قبولیت، رشتہ داریوں میں کشیدگی، اور کمیونٹی کے دباؤ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اور دوسری فصل ان قانونی مسائل پر توجہ دیتی ہے جو نو مسلم خاندانوں کو اپنے حقوق کے تحفظ، مذہب کی تبدیلی کے قانونی پہلو، اور پراپرٹی یا وراثت جیسے معاملات میں درپیش ہوتے ہیں۔ تیسری فصل میں ان ممکنہ تعاون کی صورتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو مسلمان برادری یا تنظیمیں نو مسلم خاندانوں کے لیے فراہم کر سکتی ہیں، جیسے مالی امداد، قانونی رہنمائی، اور سماجی حمایت۔ یہ تحقیق ان عوامل اور مشکلات کو نمایاں کرتی ہے جو نو مسلم خاندانوں کو سندھ کے منتخب اضلاع میں متاثر کرتے ہیں۔ مذہبی تبدیلی کے اسباب سے لے کر عائلی اور قانونی مسائل تک، تحقیق ایک وسیع تناظر فراہم کرتی ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ نو مسلم خاندانوں کو بہتر سماجی اور قانونی حمایت فراہم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، مسلمانوں اور متعلقہ تنظیموں کی طرف سے نو مسلموں سے تعاون کے لیے ممکنہ حکمت عملیوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

نتائج

1. صوبہ سندھ کی آبادی ثقافتی اور مذہبی طور پر مختلف رہی ہے، جس میں سندھی سب سے بڑے نسلی گروہ ہیں۔ دیگر اہم گروہوں میں مہاجر، پنجابی، بلوچ اور پشتون شامل ہیں۔ آبادی کی اکثریت سندھی بولتی ہے جبکہ اردو بھی بڑے پیمانے پر بولی جاتی ہے، خاص طور پر شہری علاقوں میں۔
2. مذہبی تبدیلی کی سادہ ترین تعریف "ایک مذہبی زندگی کو چھوڑ کر دوسری مذہبی زندگی کا حصول" ہے۔ یہ عمل روحانی، سماجی، اور نفسیاتی عوامل کی وجہ سے ہوتا ہے۔
3. قبول اسلام میں درج ذیل عوامل شامل ہوتے ہیں

- سماجی اور خاندانی عوامل: خاندانی اور دوستانہ تاثرات، شادی، اور معاشرتی دباؤ۔
- معاشی عوامل: معاشی فوائد، تعلیمی اور صحت کی سہولیات۔
- سیاسی اور قانونی عوامل: سیاسی جماعتیں، قانونی مسائل، اور حکومتی پالیسیاں۔
- ذاتی اور روحانی عوامل: روحانی تجربات، ذاتی مسائل، مقدس مقامات کی زیارت۔
- مذہبی تبلیغ اور تعلیمات: مذہبی تنظیموں کی تبلیغی سرگرمیاں اور تعلیمی پروگرامز۔

4. پاکستان میں اقلیتوں کی تعداد کم ہے، اور آئین کے مطابق انہیں تمام شہری حقوق حاصل ہیں۔ ملک کے مختلف علاقوں میں غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے کا رجحان دیکھا جاتا ہے، تاہم اسلام قبول کرنے کے بعد یہ افراد متعدد خاندانی، قانونی اور معاشرتی مسائل سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے نہ تو حکومت کی جانب سے کوئی سنجیدہ اقدامات کیے جاتے ہیں اور نہ ہی معاشرتی سطح پر ان کے لیے حمایت فراہم کی جاتی ہے۔ حکومتی بے حسی اور معاشرتی عدم دلچسپی کے باعث ان مسائل کا کوئی مؤثر حل تلاش نہیں کیا جا رہا، جس کی وجہ سے نو مسلم افراد کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
5. نو مسلم افراد کو ان کے خاندان اور قریبی رشتہ داروں کی جانب سے تعلق ختم کرنے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ اکثر والدین، بہن بھائی، اور دیگر رشتہ دار ان سے مکمل طور پر قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ خاندان کے افراد نو مسلموں کو واپس اپنے سابقہ مذہب پر لانے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں، اور انکار کی صورت میں انہیں جسمانی تشدد یا بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
6. اکثر نو مسلم افراد، خصوصاً شادی شدہ افراد، کو اپنے شریک حیات کی طرف سے تعاون حاصل نہیں ہوتا۔ کئی مواقع پر بیوی یا شوہر انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اور نو مسلم افراد کو اپنے بچوں کی شادیاں کروانے میں شدید مشکلات پیش آتی ہیں، کیونکہ مسلم خاندان ان کے ساتھ رشتہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

- صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں نو مسلم افراد کو قانونی مسائل کا سامنا بھی خاندانی مسائل کی طرح شدید نوعیت کا ہوتا ہے۔ قبول اسلام کے بعد، قانونی نظام کی پیچیدگیاں اور معاشرتی تعصبات ان کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں

1. نو مسلم افراد کو اپنے شناختی کارڈ، ڈومیسائل، تعلیمی اسناد، اور دیگر قانونی دستاویزات میں نام اور مذہب کی تبدیلی کے عمل میں شدید رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف مشکل اور وقت طلب ہے بلکہ بعض اوقات ان کے خاندان یا برادری کی مداخلت سے مزید اور مشکل ہو جاتا ہے۔
2. نو مسلم افراد کے خلاف ان کے سابقہ خاندان یا برادری کی جانب سے جھوٹے مقدمات درج کروائے جاتے ہیں۔ نو مسلم افراد کو ان کے خاندان کی جانب سے جائیداد سے بے دخل کر دیا جاتا ہے۔ نو مسلم افراد کے کیسز عدالتوں میں طویل عرصے تک زیر التوا رہتے ہیں، خاص طور پر جائیداد، بچوں کی کسٹڈی، یا مذہب کی تبدیلی کے معاملات۔ یہ قانونی پیچیدگیاں ان کے لیے مزید ذہنی اور معاشی دباؤ کا باعث بنتی ہیں۔
3. اگر شوہر یا بیوی میں سے ایک اسلام قبول کرے اور دوسرا اپنے مذہب پر قائم رہے، تو بچوں کی کسٹڈی کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے کیسز میں غیر مسلم شریکِ حیات بچوں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے، اور نو مسلم والد یا والدہ کو قانونی حقوق حاصل کرنے کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
4. نو مسلم افراد کو عدالتوں میں مناسب قانونی مدد یا رہنمائی میسر نہیں ہوتی۔ مالی طور پر کمزور نو مسلم افراد مفت قانونی مدد حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں، جس سے ان کے کیسز کو لمبے عرصے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔
5. بعض اوقات پولیس نو مسلم افراد کے مسائل کو نظر انداز کرتی ہے یا غیر جانبدار رہنے کے بجائے مخالفین کا ساتھ دیتی ہے۔ جھوٹے مقدمات کے اندراج میں پولیس کا کردار اور متاثرین کی شکایات کو نہ سننا عام مسائل میں شامل ہیں۔
6. قانونی مسائل کے دوران، نو مسلم افراد کو دھمکیاں دی جاتی ہیں اور بعض اوقات انہیں مقدمات واپس لینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

سفارشات وتجاویز

1. صوبہ سندھ کے دیگر اضلاع میں نو مسلموں کے دیگر مسائل پر بھی تحقیق کی جاسکتی ہے، جیسے کے نو مسلم کے مذہبی اور سماجی مسائل پر اور معاشرتی اور خاندانی دباؤ کے اثرات کے بارے میں مزید تحقیقات کی جائیں تاکہ ان کی مشکلات کو بہتر طریقے سے سمجھا جاسکے۔
2. نومسلموں کے نفسیاتی مسائل پر تحقیق کی جائے تاکہ ان کے نفسیاتی دباؤ کو کم کرنے کے لئے موثر طریقے تجویز کئے جاسکیں۔
3. دعوت و تبلیغ میں نو مسلم کا کردار پر جیسے کہ نئے مسلمانوں کو داعی بنانااس موضوع پر تحقیق کی جاسکتی ہے کہ نئے مسلمان اپنے تجربات کی بنیاد پر دعوتی کاموں میں کیسے کردار ادا کر سکتے ہیں۔
4. خواتین کے مخصوص مسائل جیسے، پردہ اور لباس کے مسائل، ان کو نئے ماحول میں حجاب یا اسلامی لباس کے حوالے سے پیش آنے والے چیلنجز پر تحقیق کی جاسکتی ہے۔
5. ثقافتی اور مذہبی ہم آہنگی کے موضوع پر تحقیق کی جائے تاکہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان بہتر تعلقات قائم کئے جاسکیں۔
6. نو مسلم افراد کے لیے شناختی دستاویزات میں تبدیلی کا عمل سادہ اور تیز بنایا جائے، تاکہ وہ جلد قانونی تحفظ حاصل کر سکیں۔
7. جھوٹے الزامات کے لیے قانونی کارروائی کو مضبوط بنایا جائے، تاکہ نو مسلم افراد کو غیر ضروری ہراسانی سے بچایا جا سکے۔ نو مسلم افراد کے جائیداد کے حقوق کے تحفظ کے لیے خصوصی قوانین بنائے جائیں اور ان پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے۔
8. نومسلم افراد کو سرکاری یا غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے مفت قانونی مشاورت اور وکیل فراہم کیے جائیں۔
9. بچوں کی کسٹڈی کے مسائل کو حل کرنے کے لیے شریعت کے مطابق واضح قوانین نافذ کیے جائیں۔
10. پولیس اور عدالتی عملے کو نو مسلم افراد کے مسائل کے حوالے سے خصوصی تربیت دی جائے، تاکہ وہ ان کے ساتھ غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کریں۔
11. ایسی خواتین کے لیے خصوصی پناہ گاہیں بنائی جائیں جو اپنے خاندان یا شریکِ حیات کی حمایت سے محروم ہوں۔
12. نو مسلم خاندانوں کے لئے معاشرتی حمایت کے پروگرامز شروع کئے جائیں تاکہ وہ اپنے معاشرتی اور نفسیاتی مسائل کا سامنا کر سکیں۔

فہارس(Indexes)

فہرستِ آیاتِ قرآنیہ

فہرستِ احادیث

فہرستِ اعلام

فہرستِ اماکن

مصادر و مراجع

فہرستِ آیات

نمبر شمار	آیات	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1.	لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ	البقرة	256	51
2.	وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ	البقرة	217	53
3.	وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ	البقرة	86	54
4.	إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ	آل عمران	89	54
5.	كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ	آل عمران	2	55
6.	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ	الانفال	177	56
7.	فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ	الروم	30	62

فہرستِ احادیث

صفحہ نمبر	کتاب کا نام	احادیث کا متن	نمبر شمار
54	صحیح بخاری	"مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ"	1.
61	صحیح مسلم	مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ " وَيُمَجِّسَانِهِ"	2.
62	صحیح مسلم	"لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ"	3.
62	مسند احمد	"اِرْجِعِيْ، فَإِنْ تَابَتْ فَاقْبَلُوهَا"	4.
63	سنن دار قطنی	"لَا تَقْتُلُوا الْمَرْأَةَ إِذَا ارْتَدَّتْ، وَلَكِنْ تَحْبِسُونَهَا وَتُضْرَبُونَهَا"	5.

فہرستِ اعلام

نمبر شمار	شخصیات	صفحہ نمبر
1.	مولانا اسد اللہ میمن	24
2.	مفتی ماجد حسین	32
3.	مولانا مفتی خلیل شاہ	35
4.	مولانا قاری امیر الدین	36
5.	مولانا عبد المجید چنا	37
6.	مولانا عبد الحفیظ	38
7.	مولانا مشتاق احمد پتافی	39
8.	فیروز علی	42
9.	مفتی ابو بکر سومرو	45
10.	ممتاز علی اربانی	47

فہرست اماکن

نمبر شمار	اماکن	صفحہ نمبر
1.	جامیہ اشرفیہ	24
2.	جامعہ غوثیہ رضویہ	25
3.	حمادیہ مدرسہ، اسٹیشن روڈ خیر پور	30
4.	خیر پور میرس	29
5.	سکھر	19
6.	گھوٹکی	32
7.	گول جامعہ مسجد بیراج کالونی سکھر	22
8.	مدرسہ فیض العلوم	26
9.	مدرسہ قاسم العلوم	34
10.	مدرسہ بدر العلوم، مکی مسجد	35
11.	مدرسہ تجوید القرآن رحموالی	36
12.	مدرسہ جامعۃ الصدیقیہ احیاء الاسلام، خانقاہ بھرچونڈی شریف	38

فہرست مصادر ومراجع

القران الحکیم

عربی کتب

1. القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، (خالد احسان پلشرز لاہور: 2014ء کتاب القدر، باب بیان معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ، ح: 6755)
2. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (ریاض دار السلام 1412ھ کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین، باب حکم المرتدین، ح: 08)

اردو کتب

3. احمد، غازی، میر اقبول اسلام، (لاہور: المکتبہ العلمیہ، 2005ء)
4. بن اختر، محمد انور، ہم نے کیوں اسلام قبول کیا؟ (ناشر: مکتبہ ارسلان، کراچی 2014ء)
5. بخاری، ڈاکٹر سید عطاء اللہ، "ہندو معاشرے میں دعوت و تبلیغ کے اصول وضوابط: صوبہ سندھ کا خصوصی مطالعہ،" (الہس ریسرچ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز سائنسز، جنوری-جون 2021ء)
6. حمزہ، امیر، ہم مسلمان کیوں ہوئے، (ناشر: دار الاندلس، لاہور 2013ء)
7. زوہیب احمد، "اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ: ایک تنقیدی تجزیہ۔" (جلد 8، شمارہ 20191ء)
8. رحیمداد خان مولائی۔ تاریخ سکر۔ حیدر آباد، سندھ (سندھی ادبی بورڈ، جام شورو 2010ء)
9. سعید احمد عاسی، دورِ حاضر کے معروف نو مسلموں کی داستان قبولِ اسلام، (ناشران سٹی بک پوائنٹ 2014ء)
10. سیف اللہ ربانی، سینما سے مسجد تک، (ادارہ مطبوعات خواتین لاہور پبلشر زاینڈ ڈسٹری، 2010ء)
11. بنتِ عادل۔ خمیری مسلمان۔ (کراچی: مکتبہ بنوریہ، سائٹ، 2021ء)
12. عبد الوحید انڈھڑ، سکھر: تاریخ وتمدن، (پبلشر: محکمہ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ، 2008ء)
13. علی، مبارک خان "تاریخ سندھ: عرب دور حکومت، (ناشران المھران کتاب گھر، سانگھڑ 2012ء)
14. قدوسی، اعجاز الحق، تاریخ۔، (ناشر: خالد اقبال یاسر، 2004ء)
15. قمر، محمد بخش۔ "حافظ الملت محمد صدیق بھرچونڈی شریف کی علمی و دینی اور روحانی خدمات، تحقیقی جائزہ (جامعہ سندھ، جام شورو، 1998ء)

16.کامران اعظیم سوہدروی،تاریخ گھوٹکی،صوبہ سندھ کے ضلاع گھوٹکی کی تیرہ سو سالہ تاریخ اور عہد ساز شخصیات کا تعارف،(ناشران المھران کتاب گھر،سانگھڑ2012ء)

17.مشتاق احمد پتافی،"مذہب تبدیلی ودرگاہ بھرچونڈی شریف"(،جامعۃ العین،سکھر2017ء)

18.محمد یونس قاسمی،"خیرپور میں دوروز"(،10فروری2016ء)

19.مفتی، احمد اللہ نثار قاسمی، جبراً تدیلی مذہب: حقائق اور غلط فہمیاں ،(حیدرآباد: دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم 2018ء)

20.نومسلم،عبداللہ،اور صلیب ٹوٹ گئی،(ناشر: مکتبہ دعوت توعیۃ الجالیات،ربوہ،ریاض2011ء)

- **English Articles and Books :**

21.Ali Köse. "The Journey from the Secular to the Sacred: Experiences of Native British Converts to Islam." *Social Compass* 46, no. 3 (1999): 301-312. https://doi.org/10.1177/003776899046003006.

22.Ali Köse. Conversion to Islam: A Study of Native British Converts. London: Kegan Paul International, 1996.

23.Fauzia Ahmad and Mohammad Siddique Seddon, eds. *Muslim Youth: Challenges, Opportunities and Expectations*. London and New York: Continuum, 2012.

- **Websites:**

24.*Muallim-ul-Quran*. Accessed August 6, 2024. http://muallim-ul-quran.com/.

25. *Kitabosunnat*. Accessed August 6, 2024. http://kitabosunnat.com/.

26.https://dailypakistan.com.pk/05-Sep-2016/441451

27.https://dunya.com.pk/index.php/city/faisalabad/2019-03-01/1395222

28.http://ibcurdu.com/

29.http://irak.pk/ali-interview/

30.https://www.bbc.com/urdu/pakistan/story/2006/04/060410_convert_girls_na.shtml

31.http://www.darulifta-deoband.com/home/ur/Nikah-Marriage/42447

32.http://www.darulifta-deoband.com/home/ur/Others/63379

33.https://www.dawnnews.tv/news/1043686

34.https://www.deeneislam.com/ur/main.php?CID=2228

35.https://www.deeneislam.com/ur/main.php?CID=2228

36.https://www.express.pk/story/1627468/1/

37.https://www.nadra.gov.pk/identity-requirements/

اخبارات

1. روزنامہ کاوش حیدرآباد،11اپریل،2019۔
2. روزنامہ عبرت کراچی،8جولائی2018۔

ضمیمہ جات:Annexures

سوالنامہ برائے مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ

عنوان: نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا جائزہ

تعارف

میرا نام **فضیلہ** ہے میں نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو تجز (نمل) اسلام آباد شعبہ اسلامی فکر و ثقافت میں ایم فل کی طالبہ ہوں۔ میں ایک تحقیقی مقالہ بعنوان **"نو مسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا جائزہ"** پر اسٹنٹ پروفیسر **ڈاکٹر الطاف احمد** کی زیرِ نگرانی مقالہ لکھ رہی ہوں۔ یہ مطالعہ صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع میں رہنے والے نو مسلموں کے مسائل کا تجزیہ کرنے پر مرکوز ہے۔ اس سلسلے میں آپ سے تعاون درکار ہے۔

اس سوالنامہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا، پہلے حصہ میں خاندانی مسائل جبکہ دوسرے حصہ میں قانونی مسائل کے متعلق پوچھا گیا ہے۔ شرکاء سے کہا جاتا ہے، کہ وہ اپنے جوابات کی سطح کو 5 نکاتی لیکرٹ پیمانے پر درجہ بندی کریں، "مکمل نا متفق" سے "مکمل متفق" تک۔

یہ تحقیق خالصتاً علمی ہے، لہذا اس بات کی ضمانت دی جاتی ہے کہ تحقیق کے شرکاء کی رازداری کا تحفظ کیا جائے گا۔ جمع کردہ تمام ڈیٹا کو صرف تحقیقی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ محقق اپنے نتائج کو اخلاقی و قانونی ذمہ داری کے ساتھ پھیلانے کے لیے پر عزم ہے، تاکہ معلومات کی کسی بھی غلط تشریح یا غلط استعمال سے بچا جا سکے۔

بنیادی معلومات

Gender:/جنس: ______________________Age:/ عمر /________ Area:/ علاقہ________________

Religion:/ مذہب /___________________________Education:/

تعلیم ____________________

نوٹ: براہ کرم درج ذیل پیمانے پر عمل کرتے ہوئے سوالنامہ پُر کریں:

1. مکمل نامتفق
2. نامتفق
3. نہ متفق نہ مخالف
4. متفق
5. مکمل متفق

نمبر شمار	سوالات	پیمانہ				
1	اسلام قبول کرنے پر آپ کے رشتہ داروں نے اچھا ردّ عمل ظاہر کیا؟	1 مکمل نامتفق	2 نامتفق	3 نہ متفق نہ مخالف	4 متفق	5 مکمل متفق
2	کیا آپ کے خاندان کے افراد نے اسلام قبول کرنے میں آپ کے فیصلے کی حمایت کی ہے۔؟	1	2	3	4	5
3	اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے خاندان میں آپ کے لئے کس حد تک مشکل بڑھی ہے۔؟	1	2	3	4	5
4	کیا آپ کی نئ مذہبی پہچان کی وجہ سے آپ کے خاندان کے افراد کو برے سلوک یا تنہائی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔؟	1	2	3	4	5
5	کیا آپ کے خاندان میں اسلامی طور طریقوں کو سراہا گیا ہے۔؟	1	2	3	4	5
6	کیا آپ کی نئ مسلم پہچان کی وجہ سے ہر معاملات میں آپ کے خاندان نے آپ کو سمجھا اور قبول کیا ہے۔؟	1	2	3	4	5

5	4	3	2	1	کیا کبھی مذہبی عبادات (مثلاً، نماز، روزہ) کی ادائیگی آپ کے خاندان میں جھگڑے کا باعث بنی ہے۔؟	7
5	4	3	2	1	کیاآپ کے خاندان کے افراد نے آپ کے مذہبی عقائداور طریقوں سے مطابقت اختیار کرنے اور اُن کااحترام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔؟	8
5	4	3	2	1	کیاآپ کے خاندان والوں نے ایک نئے مسلمان ہونے کے حوالے سے درپیش مسائل میں آپ کا ساتھ دیا؟	9
5	4	3	2	1	کیاآپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد سے خاندانی روایات یارسم ورواج میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟	10
5	4	3	2	1	کیاایسے واقعات رُونماہوئے ہیں جب خاندان کے افراد نے آپ کواسلام پر عمل کرنے سے روکنے کی کوشش کی ہو؟	11
5	4	3	2	1	کیاآپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کے خاندان والے آپ کے مذہبی طریقوں کی اہمیت کو سمجھتے ہے؟	12
5	4	3	2	1	کیاآپ کے بچوں کی پرورش کے سلسلے میں مذہبی تعلیم اور عبادات کے حوالے سے مشکلات پیدا ہوئے ہیں؟	13
5	4	3	2	1	کیاآپ کو لگتاہے کہ قبولِ اسلام کے بعد آپکے متعلق آپکے خاندان والوں کا نظریہ تبدیل ہو گیاہے؟	14
5	4	3	2	1	کیاآپ کے تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے آپکے خاندان میں جذباتی یا نفسیاتی تناو کے واقعات ہوئے ہیں؟	15
5	4	3	2	1	کیاآپ کے اسلام قبول کرنے سے آپ کے شریکِ حیات کے ساتھ تعلقات متاثر ہوئے ہیں؟	16

17	کیا اسلامی اصولوں پر مبنی فیصلے کرتے وقت آپ کو خاندان کے افراد کی طرف سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟	1	2	3	4	5
18	کیا ایسی مثالیں ہیں کہ جب خاندان کے افراد نے اسلام سے آپ کی وابستگی پر سوال کیا ہو یا اعتراض کیا ہو؟	1	2	3	4	5

قانونی مسائل:

نمبر شمار	سوالات	پیمانہ				
1	کیا آپ کو اسلام قبول کرنے سے متعلق کسی قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑا (مثلاً دستاویزات، نام کی تبدیلی)؟	1	2	3	4	5
2	کیا آپ اپنے ضلع میں ایک نو مسلم ہونے کی حیثیت سے اپنے قانونی حُقوق اور تحفّظات کے متعلق مناسب آگاہی رکھتے ہیں؟	1	2	3	4	5
3	کیا آپ کو خاص طور پر اپنی نئ مسلم شناخت سے متعلق مسائل کے لیے قانونی مدد حاصل کرنے میں کسی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟	1	2	3	4	5
4	نو مسلم خاندانوں کے لیے انفرادی مسائل کو حل کرنے کے لیے آپ قانونی نظام کو کتنا موثر سمجھتے ہیں؟	1	2	3	4	5
5	کیا آپکو قبولِ اسلام کیوجہ سے قانونی عمل (شادی۔ وراثت) میں مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟	1	2	3	4	5
6	کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کے ضلع میں نو مسلم خاندانوں کے لیے کافی قانونی مدد دستیاب ہے؟	1	2	3	4	5
7	کیا آپ کو تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے قانونی نظام میں برے سلوک یا تعصب کا سامنا کرنا پڑا ہے؟	1	2	3	4	5

8	کیاایسی مثالیں موجود ہیں جہاں قانونی طریقہ کار آپ کے مذہبی عقائد یا طریقوں سے متصادم ہو؟	1	2	3	4	5
9	آپ کو نو مسلم خاندانوں کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لیے قانونی نظام کی صلاحیت پہ کتنا اعتماد ہے؟	1	2	3	4	5
10	کیا آپ کو اسلام قبول کرنے کے بعد سرکاری دستاویزات (مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ) کے حصول یا تجدید میں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے؟	1	2	3	4	5
11	تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے قانونی طریقہ کار "جیسے شادی کا لائسنس حاصل کرنا یا پیدائش کا اندراج کروانا" کیسے متاثر ہوا؟	1	2	3	4	5
12	آپ کس حد تک محسوس کرتے ہیں کہ آپ کے ضلع میں قانونی ادارے اور حُکام نو مسلم خاندانوں کی ضروریات کو سمجھتے اور پورا کرتے ہیں؟	1	2	3	4	5
13	کیا ایسے واقعات رُونما ہوئے ہیں جہاں آپ کو اپنی مذہبی وابستگی کی وجہ سے قانونی حکام کی طرف سے امتیازی یا غیر منصفانہ سلوک محسوس ہوا ہو؟	1	2	3	4	5
14	آپ نئے مسلم خاندانوں کے لیے خاندانی معاملات (مثلاً طلاق، بچوں کی تحویل) سے متعلق قانونی عمل کو کتنا شفاف اور قابلِ رسائی سمجھتے ہیں؟	1	2	3	4	5
15	کیا ایسی مثالیں ہیں جہاں آپ کو قانونی تقاضوں کی تعمیل کے لیے اپنے مذہبی عقائد یا طریقوں پر سمجھوتہ کرنا پڑا؟	1	2	3	4	5
16	آپ قانونی پیشہ ور افراد (مثلاً وکلاء، مشیر) کی طرف سے نو مسلم خاندانوں کے لیے مسائل کے حوالے سے فراہم کردہ تعاون اور رہنمائی سے کتنے مطمئن ہیں؟	1	2	3	4	5

نومسلم سے اخذ کردہ سرٹیفکیٹ:

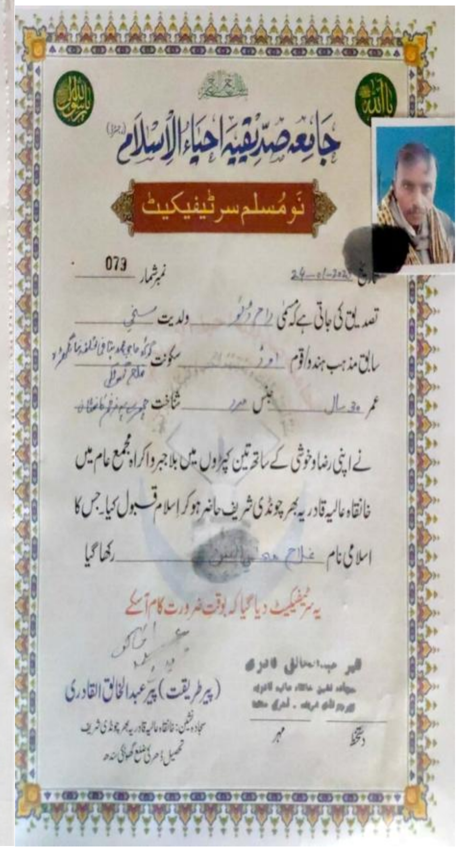

جامعہ صدیقیہ احیاء الاسلام

نو مسلم سرٹیفیکیٹ

نمبر شمار 079 تاریخ [illegible]

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسمی [illegible] ولدیت [illegible]

سابق مذہب ہندو اقوم [illegible] سکونت [illegible]

عمر [illegible] سال جنس مرد شناخت [illegible]

نے اپنی رضا و خوشی کے ساتھ تین کپڑوں میں بلا جبر و اکراہ مجمع عام میں

خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ جس کا

اسلامی نام [illegible] رکھا گیا

یہ سرٹیفیکیٹ دیا گیا کہ بوقت ضرورت کام آسکے

(پیر طریقت) پیر عبدالخالق القادری

سجادہ نشین: خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف

تحصیل ڈہرکی ضلع گھوٹکی سندھ

دستخط مہر

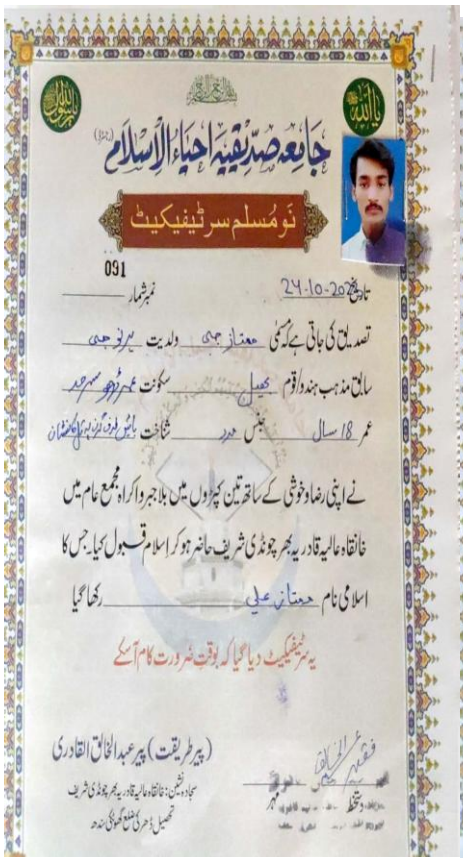

جامعہ صدیقیہ احیاء الاسلام

نو مسلم سرٹیفیکیٹ

نمبر شمار 091 تاریخ 24-10-2023

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسمی [illegible] ولدیت [illegible]

سابق مذہب ہندو اقوم [illegible] سکونت [illegible]

عمر 18 سال جنس مرد شناخت [illegible]

نے اپنی رضا و خوشی کے ساتھ تین کپڑوں میں بلا جبر و اکراہ مجمع عام میں

خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ جس کا

اسلامی نام [illegible] رکھا گیا

یہ سرٹیفیکیٹ دیا گیا کہ بوقت ضرورت کام آسکے

(پیر طریقت) پیر عبدالخالق القادری

سجادہ نشین: خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف

تحصیل ڈہرکی ضلع گھوٹکی سندھ

دستخط مہر

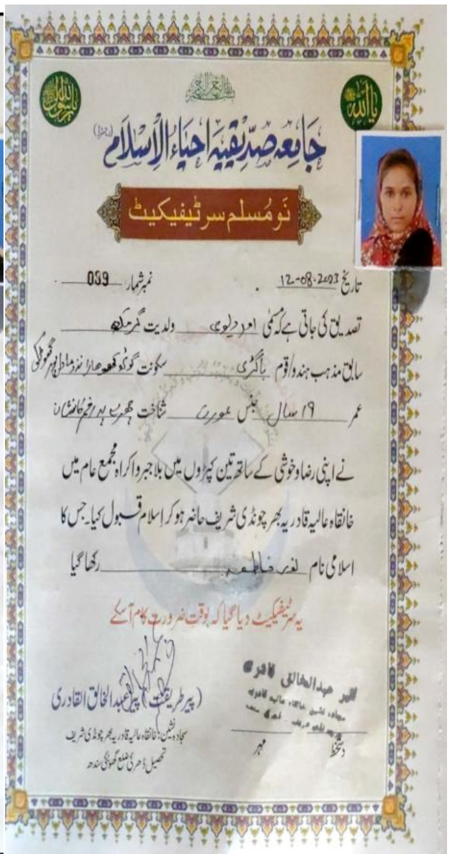

جامعہ صدیقیہ احیاء الاسلام

نو مسلم سرٹیفیکیٹ

نمبر شمار 089 تاریخ 12-08-2023

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسمی [illegible] ولدیت [illegible]

سابق مذہب ہندو اقوم [illegible] سکونت [illegible]

عمر 19 سال جنس عورت شناخت [illegible]

نے اپنی رضا و خوشی کے ساتھ تین کپڑوں میں بلا جبر و اکراہ مجمع عام میں

خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ جس کا

اسلامی نام [illegible] رکھا گیا

یہ سرٹیفیکیٹ دیا گیا کہ بوقت ضرورت کام آسکے

(پیر طریقت) پیر عبدالخالق القادری

سجادہ نشین: خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف

تحصیل ڈہرکی ضلع گھوٹکی سندھ

دستخط مہر

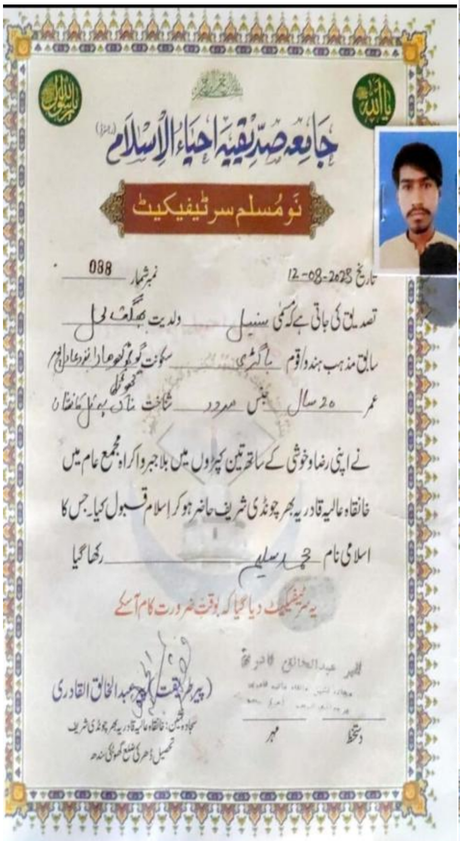

جامعہ صدیقیہ احیاء الاسلام

نو مسلم سرٹیفیکیٹ

نمبر شمار 088 تاریخ 12-08-2023

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسمی [illegible] ولدیت [illegible]

سابق مذہب ہندو اقوم [illegible] سکونت [illegible]

عمر [illegible] سال جنس مرد شناخت [illegible]

نے اپنی رضا و خوشی کے ساتھ تین کپڑوں میں بلا جبر و اکراہ مجمع عام میں

خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ جس کا

اسلامی نام محمد سلیم رکھا گیا

یہ سرٹیفیکیٹ دیا گیا کہ بوقت ضرورت کام آسکے

(پیر طریقت) پیر عبدالخالق القادری

سجادہ نشین: خانقاہ عالیہ قادریہ بھر چونڈی شریف

تحصیل ڈہرکی ضلع گھوٹکی سندھ

دستخط مہر

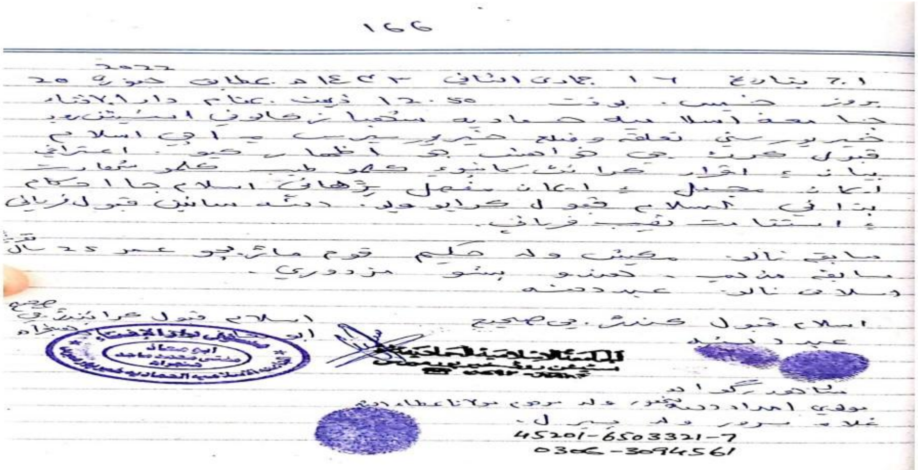
166

45201-6503321-7

0306-3094561

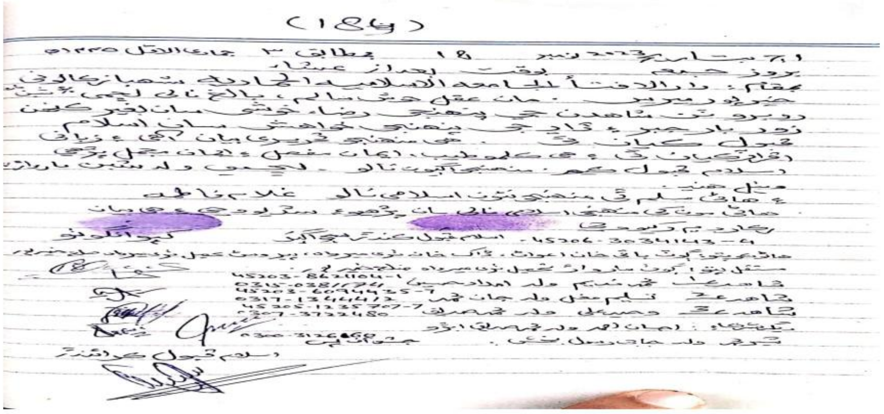
(184)

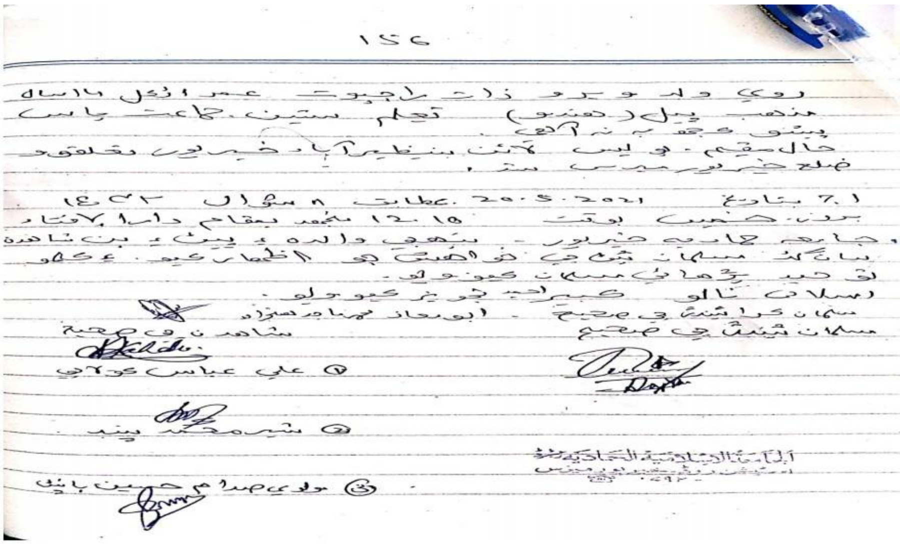
156

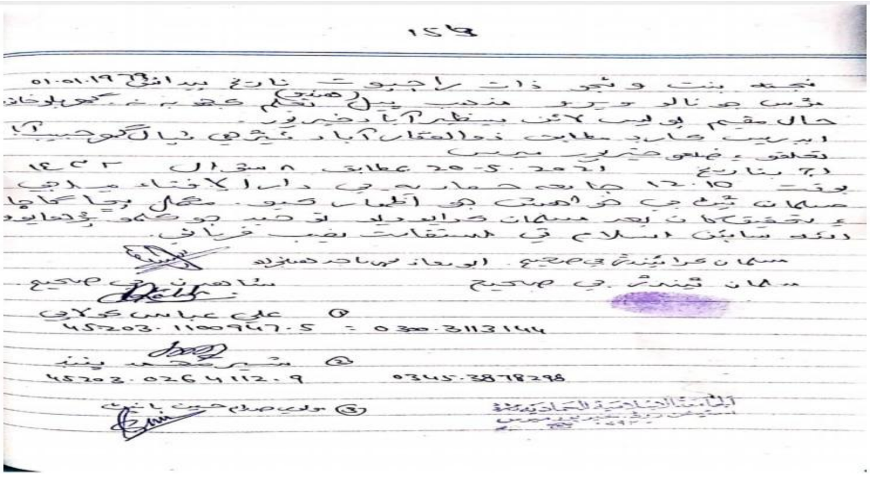

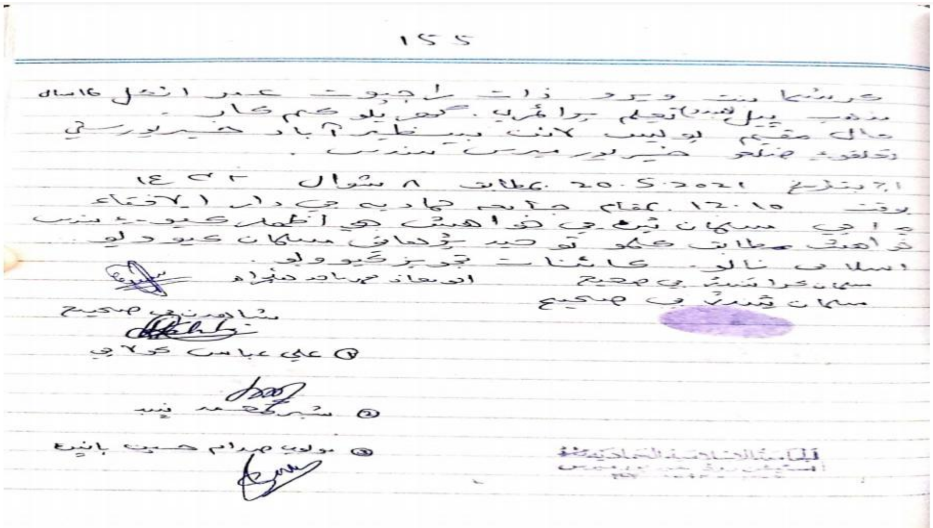

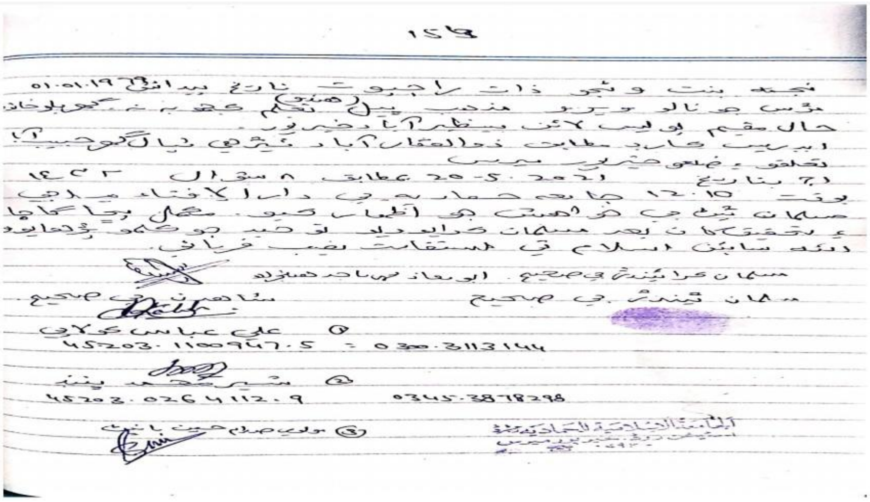
159
45203-1100947-5
0300-3113144
45203-0264112-9
0345-3878298

قال الله تعالىٰ
إن الدين عند الله الإسلام

بسم الله الرحمٰن الرحيم

سند برائے قبول اسلام

نمبر

نالي ___ پٽ/ڌي ___ قوم ___ عمر اندازاً ___ سال

وڏيل ___ تعلقه ___ ضلع ___ صوبه ___ پنهنجي هوش ۽ عقل جي

سلامتيءَ سان پهرين ڌرم کي باطل ڄاڻي دين اسلام کي برحق سمجهي پنهنجي رضا ۽ خوشي سان

الجامعة الاسلامية اعزاز العلوم ڳول جامع مسجد بئراج ڪالوني سکر سنڌ ۾ دين اسلام قبول ڪري

مسلمان ٿيو/ٿي۔ سندس اسلامي نالو ___ رکيو ويو۔

تاريخ ___ مهينو ___ سنه ___ هجري

مطابق ___ مهينو ___ سنه ___ عيسوي

مهر و دستخط مهتمم

الجامعة الاسلامية اعزاز العلوم

ڳول جامع مسجد بئراج ڪالوني سکر (سنڌ)

✆: 071-5613811

مهر

قال الله تعالىٰ
إن الدين عند الله الإسلام

بسم الله الرحمٰن الرحيم

سند برائے قبول اسلام

نمبر

نالي شمن علي پٽ/ڌي ___ قوم ___ عمر اندازاً 19 سال

وڏيل ___ تعلقه ___ ضلع ___ صوبه سنڌ پنهنجي هوش ۽ عقل جي

سلامتيءَ سان پهرين ڌرم کي باطل ڄاڻي دين اسلام کي برحق سمجهي پنهنجي رضا ۽ خوشي سان

الجامعة الاسلامية اعزاز العلوم ڳول جامع مسجد بئراج ڪالوني سکر سنڌ ۾ دين اسلام قبول ڪري

مسلمان ٿيو/ٿي۔ سندس اسلامي نالو شمن علي رکيو ويو۔

تاريخ ___ مهينو ___ سنه 1441 هجري

مطابق ___ مهينو ___ سنه 2020 عيسوي

مهر و دستخط مهتمم

الجامعة الاسلامية اعزاز العلوم

ڳول جامع مسجد بئراج ڪالوني سکر (سنڌ)

✆: 071-5613811